

شائنام اسلام

www.pdfbooksfree.blogspot.com



جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

یادِ ایام

لِاعْرَافٍ

شامہ اسلام

www.pdfbooksfree.blogspot.com

اُردو لٹرم میں تاریخِ اسلام کے ولولہ انگیز واقعات

۳

ابوالاثر حفیظ جالندھری

ناشر

مکتبہ تعمیر السائنتیت ○ اُردو بازار ○ لاہور

www.pdfbooksfree.blogspot.com

پیشکش

ہر اس فرزندِ توحید کی خدمت میں

جو

کلمہ طیبہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوكَ اللَّهُ

پر

ایمان رکھتا ہے

حفظ

حفیظ جالندھری ٹرسٹ

جناب عبدالکریم سومار صدر
 شمیم احمد سکرٹری

اراکین

غلام احمد

لطف اللہ خان

رحمان کیانی

شہید مقدس علی

خواجہ حمید الدین شاہد

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱	دشواریاں بسم اللہ کے ساتی	۱۳	دیبلچہ - از آزیل شیخ سر عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہ
باب اوّل			
۲۶	دحشی غلام قاتل حمزہ	۲۳	گزارش سبز جگارش
۳۷	شاہنامہ جلد دوم میں بیان کردہ واقعات پر ایک نظر	۲۶	غزوہ بدر کی فضیلت
		۲۷	مشاہدہ بدر
۳۸	مدینے کا ایک راہب ابو عامر فاسق	۲۸	غزوہ بدر و احد کا نکتہ امتیاز
۴۰	ابو عامر فوج مشرکین میں	۳۰	بدر کی ہزیمت پر قریش مکہ کا جوش انتقام
۴۱	ابو عامر پر ابوسفیان کا روغن قاز	۳۱	قریش کا غرور اور دعویٰ باطل
۴۲	ابو عامر کے دعوے	۳۱	قبائل عرب کو امداد کی دعوت
۴۲	ابو عامر کے وعدے	۳۲	مکہ میں جوش و خروش
۴۲	ابو عامر کے ارادے	۳۳	بنو ہاشم سے رشک و رقابت
۴۲	ایک شیطانی ترکیب	۳۳	ابوسفیان بن حرب بن امیہ
۴۵	احد کی رات اور ہر دو لشکر	۳۵	ابوسفیان کی زوجہ

باب دوم - نور و نار و ظلمت

۵۲	احد میں جمع ہونے والے	۴۷	منظر صبح احد
۵۲	شریف انسان - مسلمان	۴۸	شرار بولہبی درپٹے چراغ مصطفوی
۵۵	چھوٹی سی جماعت مگر بہت اہم	۴۹	محمد

۶۰	نمود نام والے۔ قریش مکہ	۵۵	لیکن ان کے بھی مدارج تھے
۶۲	اسلام کی مخالفت کا سبب	۵۶	آزمودہ
۶۳	بظاہر غرور بے جا بھی نہ تھا	۵۶	ناآزمودہ
۶۴	{ بدر کی شکست گویا شیر کو زخم	۵۷	شرط نصرت الہی
۶۵	ان کے ارادے	۵۸	جیٹ انسان - منافقین
		۶۰	منافقوں کا سردار

باب سوم۔ تینوں جماعتیں اپنے اپنے رنگ میں

۶۸	کانٹوں سے پھول	۶۶	قریش
۶۹	کفار مکہ اور مسلمان آنے سامنے	۶۶	مسلمان
۶۹	منافقین کا جماعت سے کترا جانا	۶۷	منافق
۶۹	نعرہ منافقانہ	۶۷	جماعتوں سے بالا خدا کا رسول
۷۰	فوج اسلام کا تاثر	۶۷	اس کے ساتھی

باب چہارم۔ اُحد میں لشکروں کی ترتیب

۷۹	{ رسول کی اطاعت نصرت کا وسیلہ ہے	۷۲	صفوفِ اسلامی
۷۹	موت و حیات اور حلال و حرام	۷۳	{ تیر اندازوں کا تعین اور تاکید استقامت
۸۱	فوجِ غنیم کی ترتیب	۷۴	تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیر کا تقرر
۸۱	خالد کا رسالہ	۷۵	بقیہ فوج کی تقسیم
۸۲	عکرمہ بن ابو جہل کا رسالہ	۷۵	علبردار اسلام
۸۲	{ ابو سفیان اور کفار کے علبردار میں جھڑپ	۷۶	ارشاداتِ عالی
۸۳	طلحہ کا جواب سخت	۷۷	شکست و فتح سے بے نیازی
		۷۷	شہادت ہی اصل اسلام ہے
	{ ابو سفیان کا	۷۸	طاعتِ پیغمبر۔ راستبازی اور راستی
۸۵	{ کھیا ناہن	۷۸	پہلو تھی۔ تفرقہ و نفاق کی ممانعت

۸۷	آنحضرت کے خاص مخالفین۔ پانچ سازشی	۸۵	شکرِ مشرکین کی صف بندی پر ایک نظر
۸۸	چھٹا فتنہ	۸۶	اپنا اپنا رنگ نمائش۔ عمرو ابن العاص

باب پنجم۔ تقدیر کے مقابل تزویریں

۹۷	انصار کا جواب	۸۹	آغازِ جنگ سے ایک ساعت پہلے
۹۸	پتھر کا جواب پتھر	۹۰	یہ سب کس کے مخالف تھے؟
۹۹	غلامی	۹۰	قریشی عورتوں کا راگ
۱۰۰	کراٹے کا سپاہی	۹۱	نغمہ زبانِ قریش اُردو میں
۱۰۱	ابو عامر کا فرزند حنظلہ رضی	۹۳	فوجِ قریش کا جوش و خروش
۱۰۱	رسالت کا احسان	۹۴	ابو عامر راہب میدان میں
۱۰۲	آقاؤں کی بیدردی	۹۴	ابو عامر کی حیرت اور حسد
۱۰۲	طلحہ علمبردارِ قریش کا طیش	۹۵	ابو عامر کی تقریر

باب ششم۔ کفر و اسلام کی باقاعدہ جنگ

حق کی اقلیت باطل کی اکثریت پر غالب

۱۱۳	اسلام کا جھنڈا	۱۰۴	علمبردارِ قریش کا اقدام میدان
۱۱۳	جھنڈے کا گیت	۱۰۵	طلحہ کی مبارزِ طلبی
۱۱۵	{ قریش کا عام دھاوا ارشادِ ہادی پر مسلمانوں کی تیرا فگنی	۱۰۵	طلحہ کا اسلامی عقائد پر مسخر
		۱۰۶	مسلمانوں کا قبضہ
۱۱۶	{ قریش کی پریشانی اور قریشی عورتوں کی جولانی	۱۰۷	علی المرتضیٰ کا جوشِ جہاد
		۱۰۷	علیؑ اور طلحہ
۱۱۷	ابوشیبہ کی علمبرداری	۱۰۸	علیؑ اور طلحہ کی شمشیر بازی
۱۱۸	ابوشیبہ مبارزِ ظالم کرتا ہے	۱۱۰	طلحہ کی برہنگی اور علی کی حیا و مروت
۱۱۹	جنابِ حمزہؑ کا اشتیاقِ شہادت	۱۱۱	قریشی فوج کا غضبناک حملہ

۱۳۲	علم برداران قریش کی جراتیں	۱۲۰	اجازت میدان اور حضرت کے تاثرات
۱۳۳	علم باطل سسنگوں	۱۲۱	گفار پر حمزہ کا رعب
۱۳۴	علم بردار اسلام	۱۲۲	حمزہ اور ابو شیبہ
۱۳۵	حضرت ابو دجانہ اور حق شمشیر رسالت	۱۲۳	ابو شیبہ اور حمزہ کی جنگ
۱۳۶	ہند کی سرگرمیاں	۱۲۴	ابو شیبہ کے امدادی
۱۳۷	ابو دجانہ ہند کے قتل کا قصد کرتے ہیں	۱۲۵	ابو شیبہ کا قتل
۱۳۷	توقیر شمشیر رسول	۱۲۶	حمزہ پر مقتول کے امدادیوں کا حملہ
۱۳۸	مسلمان متحد ہو کر جنگ کرتے ہیں	۱۲۷	لشکر اسلام کو اذن جنگِ مغلوبہ
۱۳۹	مشرکین کے قدم اکھڑ گئے	۱۲۷	رسالت کی تلوار
۱۳۹	خالد کی بے بسی	۱۲۸	جید صحابہ کو اس تلوار کی حسرت
۱۴۱	اقلیت کی ظفر مندی	۱۲۹	ابو دجانہ کو عطائے شمشیر
۱۴۱	نبی نگران کا رتھا	۱۳۰	ابو دجانہ کی رفتارِ ناز
۱۴۲	مسلمانوں کی فتح	۱۳۰	تیر اندازوں کو آخری تاکید
۱۴۳	اکابر صحابہ دشمنوں کے تعاقب میں	۱۳۱	اُحد میں پہلی جنگِ مغلوبہ

باب ہفتم - فتنہ مالِ غنیمت

شکستِ اُحد کی تمہید

۱۵۰	غنیمت لوٹنے والوں پر خالد نے نظر ڈالی	۱۴۴	تازہ ایمان مسلمین مالِ غنیمت کی دُھن میں
۱۵۱	مسلمانوں کی پشت پر خالد کا حملہ	۱۴۵	ٹیلے کے تیر انداز اور حصولِ غنیمت کا شوق
۱۵۲	بھاگی ہوئی فوجِ قریش پلٹتی ہے	۱۴۶	حضرت عبداللہ بن جبیر کی تنبیہ
۱۵۳	اکابر مجاہدین کی پامردی	۱۴۷	تاویل احکاماتِ نبوت
۱۵۴	رسول پر حمد کرنے کے متلاشی	۱۴۷	تیر انداز ٹیلا چھوڑ کر غنیمت حاصل کرنے والوں میں
۱۵۵	حضرت مصعبؓ پر ابنِ قمیہ کی نگاہِ بد	۱۴۸	ٹیلے پر حضرت ابنِ جبیر اور سات تیر انداز
۱۵۶	ابنِ قمیہ مصعبؓ پر وار کرتا ہے	۱۴۸	خالد نے ٹیلے کو خالی دیکھا
۱۵۷	مصعبؓ کی شہادت	۱۴۹	حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں کی شہادت

باب ششم - شہادتِ رسول کی افواہ، اُحد میں قیامت

۱۷۷	نگاہِ ہادیِ اسلام	۱۵۸	شیطان کا دعویٰ باطل
۱۷۸	اس افتاد کے وجوہ	۱۵۹	خبر یا صاعقہ
۱۸۰	ابن قتیہ کے دعویٰ پر ابوسفیان کا شک	۱۵۹	صحابہ پر اس خبر کا اثر
۱۸۱	کعب بن مالک حضور کو پہچانتے ہیں	۱۶۰	اس خبر کے مختلف اثرات
۱۸۱	کہاں؟	۱۶۰	مسلمین کی بدحواسی
۱۸۳	کعب نے کیا دیکھا؟	۱۶۱	رفاعہؓ اور یحییٰؓ کی شہادت
۱۸۳	میدان میں شانِ نبوت	۱۶۲	بے خود رساکت ہونے والے
۱۸۳	پیمبر کا عزم اور تائثر	۱۶۳	فاروقِ عظیم بھی سکتے ہیں
۱۸۵	کعب بن مالک کی صدا	۱۶۳	حضرت انس ابن نضرؓ
۱۸۶	شمعِ نبوت کے پروانے	۱۶۵	وہ جن کے پاؤں اکھڑ گئے
۱۸۷	کفار کی شدت	۱۶۶	مگر وہ جو پیشتر سے زیادہ ثابت قدم ہو گئے
۱۸۷	حضرت علی کی جانبازی	۱۶۷	ان کا مقصود
۱۸۸	حضور پر تیروں کی بارش	۱۶۷	حضرت حمزہؓ کا جلال
۱۸۹	مدینے میں شہادتِ رسول کی افواہ	۱۶۸	سبعِ غبثانی
۱۹۰	بھاگ کر مدینے پہنچنے والوں کی پشیمانی	۱۶۹	وحشی غلام کمین گاہ میں
۱۹۱	سب میدان کی طرف پلٹتے ہیں	۱۶۹	وحشی حرب پھینکتا ہے
۱۹۱	جو دشت و جبل میں آوارہ تھے	۱۷۰	حمزہؓ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں
۱۹۲	خاتونانِ اسلام	۱۷۱	حمزہؓ کی شہادت
۱۹۳	حضرت اُمّ عمارہؓ	۱۷۱	وحشی چھری لے کر کلچہ نکالتا ہے
۱۹۳	ابو طلحہ اور سعد و قاص کی تیر اندازی	۱۷۲	ہند کے لئے ہدیہ
۱۹۵	ترکش خالی ہو جاتے ہیں	۱۷۳	ہند جسدِ حمزہؓ پر
۱۹۶	سعد و قاص کی قدر اندازی	۱۷۳	ہند کے گلے کا بار
۱۹۷	ابوسفیان پر حضرت حنظلہ ابن ابوعامر کا حملہ	۱۷۵	وحشی کا انعام
۱۹۹	جان بچی لاکھوں پائے	۱۷۶	چند سرفروشانِ اسلام کا ثبات

باب نہم۔ آفتاب اور برج عقرب

۲۰۶	دشمنوں کی سنگباری اور محبوبِ خدا کی زخمی داری	۲۰۰	قریش کی سازشی ٹولی
۲۰۸	دشمنوں کے وار اور نبیؐ کی دعائیں	۲۰۱	ابوسفیان کی تزویریں
۲۰۹	رفیقانِ نبوت	۲۰۲	قریش کا بے پناہ حملہ
۲۱۰	شہادت کی ارزانی	۲۰۲	انصار کی فداکاری
۲۱۱	خالد کی حیرت	۲۰۳	خاص ذاتِ اقدس پر حملے
۲۱۲	انتہائی کشمکش	۲۰۵	اُمّ عمارۃ کی جاں نثاری

باب دہم۔ خاتمہ جنگِ اُحد

۲۲۹	جناب فاطمہ الزہرا کی تشریف آوری	۲۱۵	قریش کی بے دلی
۲۲۹	قریشی عورتیں اور شہیدانِ اسلام	۲۱۶	ابنِ شانِ نبوت سے طالبِ جنگ
۲۳۰	سپہ سالارِ قریش کی تفتیشِ حالات	۲۱۷	گستاخانہ پیغام
۲۳۱	حضرت عمرؓ کی بتیابی جواب	۲۱۷	آنحضرت کی پیش گوئی
۲۳۱	{ ابوسفیان کا اظہارِ تفاخر اور صحابہ کا جواب }	۲۱۸	صحابہ کا رسول کی بجائے نکلنے پر اصرار
۲۳۲	منظر بعد جنگ	۲۱۹	نبیؐ بے نفسِ نفیس دشمن کے مقابل
۲۳۲	شہادت گاہ میں	۲۱۹	کیا شیطان ابنِ خلف کی شکل میں تھا
۲۳۶	شہدائے اُحد کی تکفین و تدفین	۲۲۲	ابنِ خلف کی نگاہ واپس
۲۳۷	نبیؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ میتِ حمزہ پر	۲۲۴	ابنِ حمید کا حملہ اور حضرت ابو دجانہؓ
۲۳۹	تدفین کے بعد	۲۲۵	نبیؐ کے رخسارِ مبارک پر چھی ہوئی کڑھیاں
۲۴۰	عقیدت اور تسلی	۲۲۶	نزولِ آیہ اور رسول کا ارشاد
		۲۲۷	نبیؐ کی پیاس اور آبِ نایاب
		۲۲۸	زخمیوں کو پانی مل رہا تھا

احمد لٹہ

اپنی زندگی کے ان آخری مراحل میں جو اندیشہ جان کا عذاب بنا ہوا تھا اللہ کریم نے اپنے رحمۃ للعالمین کی مدد کے صدقے وہ اندیشہ دور کر دیا اور اب میں اس تسلی اور سکرو سپاس کا اظہار کرتا ہوں اپنے سفر حیات کی منزل مراد کو سلام کہوں گا۔

اندیشہ یہ تھا کہ میرا نہ کوئی بیٹا ہے نہ کوئی ایسا عزیز ہے جو میرے بعد میرے قلمی دُشے کا محافظ بن سکے اور ملک و ملت پاکستانیہ تک ہی نہیں دنیا بھر کے ممالک میں جہاں جہاں مسلمان میری نظم و نثر کے شائق ہیں ان تک میری کتب پہنچاتے رہنے کا اہتمام کرے ورنہ جو کچھ میں نے انسانیت اور ملک و ملت کے لئے اپنے خونِ جگر سے ہیا کیا ہے برباد ہو جائے گا۔ میرا سرمایہ میری قلم کاری ہے میری کتابیں مکے سیر بیچنے والے نااہل بازاری کتاب فروش دکاندار جس طرح چاہیں گے چھپوائیں گے اور الگ الگ کھائیں گے اڑائیں گے۔ اپنے لاکھوں قدر دانوں میں مدتوں ایسے اصحاب کی تلاش رہی جو واقعی صادق الوعدا میں... پر ایمان و یقین رکھتے ہوں۔ آخر کراچی میں میری تلاش نے کامیابی کا منہ دیکھ لیا اور میرا جان لیوا اندیشہ دور ہو گیا۔

قائد اعظم کے پرانے رفیق جناب عبدالکریم سومار صاحب مل گئے، میری آرزو سنی اور اسے پورا کرنے کی طرف عملی قدم اٹھالیا اور میرے اس درد کا مداوا کر دیا۔ جناب لطف اللہ خاں مل گئے جن کا وجود آرٹ، سخنوری اور سخن نوازی میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ جناب شمیم احمد مل گئے جو اسلام کا پیغام جاری رکھنے والی کتب کے پبلشر اور کراچی میں سومار صاحب سے اولین ملاقات کا باعث بنے۔ ان کے ساتھ ہی سیدہ مقدس علی ہیں جو بہر ادبی و اسلامی ثقافتی تحریک کا بشوق اہتمام فرماتے ہیں۔ خواجہ حمید الدین شاہد ایم اے عثمانیہ کو تو میں اپنا صیاد قرار دے چکا ہوں۔ جناب غلام احمد جناب سومار کے عزیز اور کاروبار کے سربراہ ہیں۔ سومار سے مصافحہ ان کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ جناب رحمن کیانی جو شعر سخن ہی میں اسلام کے لئے تبلیغ اتحاد و جہاد کے معاملے میں میرے مٹنی ہیں۔

ان اصحاب نے جناب عبدالکریم سومار کے زیر قیادت ایک ایسا ادارہ قائم کر دیا ہے جو میرے دکھ کا دار و بے۔ اس ادارے کا نام ہے۔

”ابوالاثر حفیظ جالندھری ٹرسٹ“

یہ ٹرسٹ باضابطہ قائم ہو گیا ہے۔ اس نے میری زندگی میں بھی اور اس دنیا سے جسمانی طور پر کھسک جانے کے بعد بھی میری وہ تمام کتابیں جو متداول ہیں بہترین خوبصورت اور دیدنی طریق سے چھپوانے اور مسلسل چھپواتے رہنے کا ذمہ لے لیا ہے اور آغاز شاہنامہ اسلام

سے کیا ہے۔ میری شائع شدہ تصانیف کے علاوہ وہ تصانیف بھی جو ابھی مسودات کی صورت میں ہیں یہی ٹرسٹ ان کو کتابی صورت میں لائے گا اور میری تحسیر یوں کے ذریعہ سے موجودہ اور آئندہ نسل کے ذہن و قلب میں وہ روشنی پہنچائے گا جو میرے کلام کو سرکارِ دو عالم کی محبت اور بزرگانِ دین مبین اور قدمائے شعرا و ادب سے ملی ہے اور جن کو میں نے اپنے خونِ جگر سے زغین کیا ہے۔

میں ان قدر دانوں کے احسانات کا سپاس گزار ہوں اور دعا کرتا ہوں سے

پہ شانِ مہر و مہتاب بندہ ہاشمی

الہی تا قیامت زندہ ہاشمی

۷۷ برس سے متجاوز اور بیمار

حفیظ

سخن کی قدر دانی زندگانی میں نہیں ہوتی
یہاں جب شمع بجھ لیتی ہے تب پرواز آتا ہے

www.pdfbooksfree.blogspot.com

دیباچہ

ابوالاثر حفیظ کے زورِ کلام اور ان کی اہم تصنیف شاہنامہ اسلام کے متعلق جو کچھ میں جلد اول و دوم کے دیباچوں میں لکھ چکا ہوں اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آج صرف جلد سوم کا خیر مقدم مقصود ہے۔ اس جلد کی اشاعت کے لئے بہت سے شائقین کی نگاہیں دیر سے چشمِ براہ تھیں۔ تیسری جلد کے چھپنے میں غیر معمولی دیر ہوئی، اس کی کئی وجوہ تھیں جو مصنف نے بیان کر دی ہیں۔ جن میں مصنف کی خرابی صحت اور بعض مالی مشکلات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن جہاں ہمارا شاعر ستمہائے روزگار کا گلہ کرتا ہے وہاں اپنے قدر دانوں اور مرہبوں کا دلی شکر یہ بھی ادا کرتا ہے جن کی حوصلہ افزائی اور دستگیری مشکلات پر غالب آئی۔

جو خصوصیتیں کتاب کی پہلی جلدوں میں تھیں وہ اس میں بھی موجود ہیں۔ بلکہ زبان زیادہ سادہ اور بااثر ہے۔ رزم کے مناظر پر زور الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور جہاں بزمِ کارنگ درکار ہے وہاں کلام بھی اسی رنگ پر آجے۔ ابتدائے تصنیف میں جو مقصد مصنف نے پیش نظر رکھا تھا کہ پیغمبرِ برحق اور بہادرانِ اسلام کے کارنامے سنا کر اس زمانے کے مسلمانوں کے دلوں کو گرمائے اور ان کے ایمان کو زندہ کرے۔ وہ مقصد اس جلد میں بھی نظر ہے۔ مستند روایات نظم کرنے کا التزام بھی مثل سابق موجود ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہو گیا ہے کہ ”فقط نوٹ“ یعنی زیر ورق پہلے سے بہت زیادہ ہیں اور اکثر روایات کے ساتھ ان کے حوالے درج ہیں۔ جن سے وہ روایتیں کی گئی ہیں۔ اس اہتمام کی وجہ شاید یہ خواہش ہے کہ شاہنامہ اسلام اچھے اشعار کا مجموعہ ہونے کے علاوہ علمی کتاب کی حیثیت سے بھی ممتاز ہو۔ اس لئے مصنف نے جا بجا کتابوں کے حوالے دیئے ہیں اور بہت تلاش سے روایات جمع کی ہیں۔ ان کتابوں کے پڑھنے میں جو وقت صرف ہوا ہوگا اس سے ظاہر ہے مصنف نے فقط شاعری نہیں کی بلکہ علمی تحقیقات کی بھی قابلیت دکھائی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ لوگ جو محض ذوقِ سخن کی خاطر اس نظم کو پڑھیں گے وہ علمی تحقیقات والے حصوں کو قدرے خشک پائیں گے مگر جناب حفیظ نے ان کی دلچسپی کے لئے بھی کافی سامان

مہیا کر دیا ہے۔

اس جلد کی تصنیف کے دوران میں جناب حفیظ نے علاوہ کثرت مطالعہ کے ایک اور ذریعہ سے اپنی معلومات کو بڑھایا ہے یعنی سیاحتِ یورپ۔ وہ ۱۹۳۸ء کی ابتدا میں سفرِ یورپ کے لئے گئے اور چھ مہینے وہاں رہے۔ انہوں نے زیادہ وقت لندن میں صرف کیا اور کوئی دو مہینے انگلستان کے ساحلِ بحر پر رہے۔ کچھ دن پیرس اور فرانس کے جنوب میں۔ اس زمانے میں انہوں نے چند نئی نظمیں بھی لکھیں۔ جو وہاں رہے بغیر اور وہاں کے حالات دیکھے بغیر نہ لکھی جاسکتیں۔ ایک نظم ”افرنگ کی دنیا“ کے عنوان سے لکھی گئی جو نہایت دلچسپ مشاہدات سے پر ہے اور بہت مقبول ہوئی ہے اور دوسری کا عنوان ہے۔

”اپنے وطن میں سب کچھ ہے پیارے“

یہ بھی بہت پسند کی گئی ہے۔ نظمیں ایک طرح کا حاصلِ سفر ہیں۔ مگر اس سے زیادہ ماہِ حاصل وہ علمی تحقیقات کا ذوق ہے جو شاہنامہ اسلام کی تیسری جلد کا طرہ امتیاز ہے۔ یہ ذوق وہاں کے ذی علم لوگوں کے طریق کار کو دیکھ کر پیدا ہوا ہے۔

یورپ کے سفر کا ارادہ حفیظ صاحب نے صحت کی بہتری کی امید سے کیا تھا اور ایک حد تک ان کی صحت کو فائدہ بھی ہوا مگر سب سے بڑا کام جو اس ششماہی میں ہوا جو انہوں نے یورپ میں بسر کی۔ وہ یہ تھا کہ جلد سوم کا پہلا نصف ان دنوں تیار ہو گیا۔ اس میں ایک مضمون ایسا اُدق تھا کہ اس کے لئے ان کی طبیعت غیر معمولی یکسوئی چاہتی تھی اور وطن میں جو ان کے مشاغل تھے ان کے ساتھ ساتھ وہ یکسوئی میسر نہ تھی۔ انگلستان میں جب وہ ایک خاموش حصہ ساحل پر جا کر رہے تو وہ تنہائی اور خاموشی نصیب ہوئی جس سے ان کے قلم کو جنگِ اُحد کا حال لکھنے کے لئے گویائی ملی۔

انہوں نے مجھے بتلایا جو مشکل انہیں درپیش تھی اور جس نے بار بار ان کے قلم کو روانی سے روکا، یہ تھی کہ جنگِ اُحد کے حالات جنگِ بدر سے بالکل برعکس تھے۔ بدر میں مسلمانوں کو نمایاں فتح اور اُحد میں افسوسناک شکست ہوئی تھی۔ اس کی وجہ اسلامی فوج کے بعض حصوں کی کمزوری اور بعض کی جانب سے صریح ہدایات کی عدم پیروی تھی۔ مصنف کی یہ خواہش تھی کہ شکست کے جو اسباب تھے وہ بھی بیان ہو جائیں مگر ان لوگوں کا پاس ادب بھی ملحوظ رہے جو اس وقت حکمِ عدولی کے ترکب ہوئے۔ کیونکہ بعد کو رسولِ خدا نے ان کو معاف کر دیا۔ یا ان میں بعض نے دوسرے مواقع پر بہتر عمل سے اپنی کوتاہی کی تلافی کر دی۔ اس مضمون کو اس احتیاط کے ساتھ بیان

سب اونچی شان کا جھنڈا
 نامِ خدا کا جھنڈا
 مال سی پیارا، جان سی پیارا دل کا نور آنکھوں کا تارا
 دو جگ میں عزت کا سہارا
 نامِ خدا کا جھنڈا
 دین کا اور دنیا کا اُجالا حُرمت والا، عزت والا
 سبے اونچا سبے بالا
 نامِ خدا کا جھنڈا

میں مزید اقتباسات سے دیباچہ کو طویل دینا نہیں چاہتا۔ مگر دو ایک ٹکڑے اور ان کے متعلق واقعات ایسے دلاویز ہیں کہ انہیں چھوڑنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ ایک واقعہ حضرت امّ عمارہ کے متعلق ہے جو ایک نہایت باہمت بی بی تھیں جو زخمیاں جنگ کو پانی پلاتی تھیں۔ اس کا شوہر اور فرزند بھی شریک جنگ تھے جب اُس نے دیکھا کہ رسول کی ذات پاک پر حملہ ہو رہا ہے تو مشک ہاتھ سے رکھ کر جنگ کے لئے کمر بستہ ہو گئی۔ اس کا حال شاہنامہ اسلام میں یوں بیان ہوا ہے:-

یہ اپنی جان پر ہرزخم دامنگیر لیتی تھی
 نظر آئی نئی صورت جو حرزِ جان پیغمبر
 نہتی تھی مگر کرنے لگی پیکار دشمن سے
 اسی شمشیر سے اُس نے سر شمشیر زن کاٹا
 جدھر بڑھتے ہوئے پاتی تھی یہ محبوب باری کو
 سرگردن پہ اس بی بی نے تیرہ زخم کھائے تھے
 کوئی حربہ وجود پاک تک آنے نہ دیتی تھی
 کیا یکلخت بڑھ کر حملہ اک بدکیش نے اُس پر
 مروڑا اُس کا بازو چھین لی تلوار دشمن سے
 ہوا اس شیر زن کے خوف سے اعدا میں سناٹا
 پہنچتی تھی وہیں امّ عمارہ جاں نثاری کو
 مگر میدان سے اس کے قدم مٹنے نہ پائے تھے

یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس پر وہ قوم جس میں ایسی بیبیاں پیدا ہوتی ہیں جس قدر فخر کرے کم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زبانہ رسالت میں عورتیں جنگوں میں شریک ہوتی تھیں زخمیوں کی امداد کرتی تھیں۔ اور وقتِ ضرورت حرب میں بھی شریک ہو جاتی تھیں۔ اس لئے اس بی بی کی تعریف جناب حنیف نے ان دو اثر بھرے مصرعوں میں کی ہے۔ ع

کرنا "کج دار و مریز" کا مصداق ہے اور میں جناب حفیظ کو مستحق مبارکباد سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس دشوار منزل کو اس جلد میں ایسی اچھی طرح طے کیا۔

جنگِ اُحد میں دو کمزوریاں لشکرِ اسلام میں رونا ہوتیں۔ اول تو یہ کہ اس فوج میں سے جس کی تعداد صرف ایک ہزار تھی تین سو آدمی تو شروع ہی میں نکل گئے کیونکہ وہ دل سے مسلمانوں کے ساتھ نہ تھے۔ اور ان کا سرداریہ بہانہ بنا کر کہ آنحضرتؐ نے اس کے مشورہ کو نہیں مانا۔ فوجِ اسلام کا ساتھ چھوڑ گیا۔ مگر آنحضرتؐ اس کی بے وفائی سے چنداں متاثر نہ ہوئے اور آپؐ نے باقی ماندہ فوج کو میدانِ جنگ میں اپنی اپنی معینہ جگہ پر جمے رہنے کی ہدایت فرمائی۔ ایک گروہ پچاس تیر اندازوں کا ایک ٹیلہ پر تعینات کیا گیا جس کا یہ فرض تھا کہ وہ مخالفین پر تیر برساکر انہیں ہٹائیں اور کسی حالت میں بھی اپنی جگہ سے نہ ٹلیں۔ دوسروں کو یہ ہدایت تھی کہ لوٹ مار کی طمع کر کے اپنے فرائض سے غفلت نہ کریں۔ لیکن آخر میں نہایت سخت لڑائی کے بعد جس میں اکثر فدایانِ رسولؐ نے شجاعت کی پوری داد دی۔ اسلامیوں کی فتح ہونے کو تھی جب بت پرست قریشیوں کی فوج کو بھاگتا دیکھ کر مسلمان یہ سمجھے کہ اب غنیم بالکل ہار گیا ہے اور مخالفین کے خیموں کو لوٹنے اور ان کا مال سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ انہیں اُوٹنا دیکھ کر تیر اندازوں میں سے اکثر نے جنہیں ٹیلہ سے کسی طرح نہ ہٹنے کی تاکید تھی لوٹ میں شمولیت شروع کر دی۔ اس وقت خالد بن ولید نے جو ابھی مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے اور دوسری طرف کے ایک بڑے جنگی افسر تھے۔ اس طرف سے فوجِ اسلام پر حملہ کر دیا جس سے بچنے کے لئے تیر اندازوں کو ٹیلہ پر متعین کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ان کی رہی سہی ہمت جاتی رہی۔ جب انہوں نے یہ غلط خبر سنی کہ آنحضرتؐ صلعم اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ حضورؐ زندہ و سلامت تھے۔ حضورؐ نے جو عزم و استقلال اس جنگ میں دکھایا اس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ کیونکہ باوجود مجروح ہونے کے آپؐ آخر تک دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کے بڑے بڑے جری سالاروں کو ترسیخ کیا۔ یہ سب حالات اور جو سبق ان سے حاصل ہوتے ہیں سلیس اُردو اور پراثر شعروں میں جس خوبی سے نظم ہوئے ہیں داد کے قابل ہے۔ کتاب کی ٹھوس خوبیوں کے ساتھ حفیظ کی طبعِ رسا نے جا بجا زمینی کلام کے بھی جوہر دکھائے ہیں۔ عربی کے اس شہور گیت کا اردو ترجمہ خاص طور پر قابلِ تحسین ہے جو ان عرب عورتوں نے جنگِ اُحد کے موقع پر گایا تھا جو مخالفِ اسلام قریشیوں کو حوصلہ دلانے اور جنگ پر ابھارنے آئی تھیں۔ اس گیت کو عربی میں جاننے والے ترجمہ کی خوبی کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ عربی کے گیت کی رُوح اُردو الفاظ میں کس عمدگی سے آئی ہے! اس گیت کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

ہم بجلیاں انوار کی ہم ناریاں ہیں نار کی
 ہم دختریں ہیں نور کی ہم مشعلیں ہیں طور کی
 ہم پیاریاں ہیں پیار کی
 ہم ناریاں ہیں نار کی

چلتی ہیں قالینوں پہ ہم جیسے چلیں کبک دری
 رکھتی ہیں سرسینوں پہ ہم باصد ادائے دلبری
 ہم ہیں طلسم رنگ و بو
 حُسنِ نظر کی آبرو
 مانگیں ہماری مشک بو

شعلے ہیں یازیبِ گلو لڑیاں ڈرِ شاہوار کی

لطف یہ ہے کہ اس گیت کی کئی بھی عربی گیت سے مُشاہدہ ہے۔
 ایک دوسرے گیت میں جنگی جذبات عورتوں کی زبان سے بولے جاتے ہیں:-

ہم ہیں ستارہ زادیاں
 افلاک کی شہزادیاں
 دکھلاؤ گے جرات اگر لاؤ گے انسانوں کے سر
 دیں گی مبارک بادیاں
 افلاک کی شہزادیاں

چھوٹی بحروں میں اور سادہ لفظوں میں گانے کے قابل نظم لکھنا حقیقت کے فن کا ایک شیوہ خاص ہے۔ ایک
 گیتِ علمِ نبوی کی شان میں لکھا گیا ہے ممکن ہے کہ یہ گیت مسلمانوں میں اس قدر قبول ہو کہ جب وہ اپنے سیاسی جلسوں
 میں پرچمِ اسلامی لہرائیں تو یہی ترانہ زبان پر لائیں۔ اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:-

نامِ خدا کا جھنڈا
 پیغامِ خدا کا جھنڈا
 یہ جھنڈا ایمان کا جھنڈا قرآنی فرمان کا جھنڈا

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ٹھلتا ہے ایک اور مکروہ جو پیش کرنے کے قابل ہے اس کا عنوان ہے "خالد کی حیرت" اس میں شاعر نے دکھایا ہے کہ خالد اگرچہ اُس وقت کفر کا حامی اور اسلام کا مخالف تھا مگر اس کے دل میں آنحضرت کے اعلیٰ خصائل کا اثر اس میدانِ جنگ میں بیٹھا، اگرچہ وہ مشرک بہ اسلام نہ ہوا لیکن اُس کے جوشِ اسلام اور خدمتِ دین کی بنیادیں پڑی۔ یہاں تک کہ وہ اسلامی فوجوں کا ایک زندہ جاوید اور بلند نام سردار بن گیا۔ اس کے دل کے تاثرات کا نقشہ ہمارے شاعر نے یوں کھینچا ہے :-

ادھر فرض نمازِ ظہر کا بنگام آیا تھا
تیمم خاک سے کر کے لہو سے با وضو ہو کر
مگر خالد کہ تھا محظوظ اپنی فتح مندی سے
جہاں کھینچتی تھی ہر شمشیر ہر خنجر کشیدہ تھا
یہی سراسر جہاں میں پُرسکون معلوم ہوتا تھا
جہاں قاتل نگاہوں کی لگی تھیں ہر طرف گھاتیں
نزدیکھا تھا یقین و صدق کا یہ پاک نظارا
یہ اطمینان خالی از صداقت ہونہیں سکتا
خدا والوں کو دی جس نے شکست اب خود شکست تھا

نوشتے میں مگر کچھ گم رہی کا دور باقی تھا

پئے اظہارِ ایماں غور کرنا اور باقی تھا

شاہنامہ اسلام کی تیسری جلد کی خوبی کلام کے نمونے کے طور پر یہ مختصر اقتباس کافی ہیں۔ باقی دو ہزار سے اوپر اشعار اور ان کے چیدہ چیدہ حصے اصل کتاب میں دیکھیں اور اس خادمِ اسلام کے حق میں دعا کریں جس نے اپنی زندگی تواریخِ اسلام کو لباسِ نظم سے آراستہ کر کے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہے ۛ

عبدالقادر

لاہور۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء

دُشواریاں

اشاعتِ اول جلد سوم میں مُصنّف نے ذکر و شکر کے عنوان سے چند صفحے لکھے تھے اُس کا ضروری اقباس ذیل میں درج کرنا ضروری ہے۔

تیسری جلد شاہنامہ اسلام کے سلسلے میں یہ اعتراف کرنے کے سوا چارہ نہیں کہ اگر آغاز کار میں مجھے ایسی سخت گھاٹی کے پیش آنے کا وہم بھی ہو جاتا تو شاید میں شاہنامہ اسلام لکھنے کے لیے قلم اٹھانے کی جرات ہی نہ کر سکتا۔

آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ میری دُشواریاں کیا تھیں، بس یہ سمجھ لیجئے کہ اُحد کے میدان میں داخل ہوتے ہی میرے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ بدر کے میدان میں تین سو تیرہ ہتھ اور بے بس و سامان مجاہدوں نے اپنے ہادی کی قیادت میں جو فتح حاصل کی اُس کو مزے لے کر بیان کرنے کے بعد ایک ہوش فرسا منظر میرے سامنے تھا۔ اُحد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ حالانکہ صحابہ کرام میں جو شہس ایمانی، فدائیت اور خلوص کی کمی نہ تھی۔ عثمان قیادت آج بھی اسی بادی بنی بخت کے ہاتھ میں تھی جو بدر کے دن فتح و نصرت کا ضامن تھا۔ مگر نتیجہ شکست! شکست ہی نہیں بلکہ شکر اسلام میں سے کثیرا منسرد کا پٹیٹھ موڑ جانا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مضروب و مجروح ہو جانا، اکابر صحابہ کی شہادت، اب نیحال منبر لئیے کہ خداوند کریم نے جن مُنہ پھیر جانے والوں اور زنا سرمانی کرنے والوں کو مُعاف کر دیا، ہوا درجن سے رسول نے بھی باز پرس نہ کی ہو مجھ عاصی اور گنہگار کا کیا مُنہ ہے کہ اُن پاک نفوس کا تذکرہ کرتے ہوئے کوئی ایسا لفظ لکھوں جس میں شو ادب کا کوئی پہلو

نکلے۔ لیکن واقعہ کو واقع کی صورت میں لکھنا بھی ضروری تھا، ایسی حالت میں کہ اس واقعہ کی پوری ترتیب تلاش سے بھی نہ ملے، کتنی ڈیڑھا ڈھنڈھ نزل! میرا خیال ہے اب آپ میری مشکل کو قدر کے سمجھ گئے ہوں گے نہیں اس سے کیونکر عہدہ برآ ہوا۔ اس جلد کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ تیسری جلد تمام و کمال صرف ایک واقعہ اُحد ہی کے بیان پر کیوں مشتمل ہے۔ سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ جن کتب پر میرا مدار تھا ان میں اور تو سبھی کچھ موجود تھا فقط ترتیب میری سمجھ میں نہ آتی تھی۔ نیم ملاحظہ ایمان کی پھیبتی کا خوف جان کھائے جاتا تھا۔ کافی ٹمگ و دوا اور ٹھوکریں کھانے کے بعد ایک راستہ پر چل سکا۔ اب بھی اہل علم حضرات سے درگزر کا سائل ہوں، حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع بناتا ہوں۔ خدا شاہد ہے کہ میری نیت گنہگار نہیں، خامیاں میری علمی تہی مائیگی کے سبب سے رہ گئی ہوں گی۔ لہذا غلطی نظر آئے تو مجھے مطلع فرمائیے، میں شکر تیرے ساتھ اصلاح کی کوشش کروں گا۔

حَفِیْظ

بسم اللہ اے ساقی

نہیں اب زندگی کی اور کوئی راہ اے ساقی
 ہے گا خیر اس دُنیا میں یوں مغلوبِ شکر تک؟
 یہ معصوموں کے آنسو خاک میں کب تک سمائیں گے
 یہ مظلوموں کی آہیں کیا یونہی بے کار جائیں گی
 یہاں مٹی کا ہر پتلا عدوئے حق پرستی ہے
 یہ انساؤں کی دُنیا ہے کہ شیطانوں کی بستی ہے
 یہ کس کم ظرف نے تقسیم نو کی طرح ڈالی ہے
 جنہیں قدرت نے بخشا ہی نہیں اندازِ زندانہ
 یہ کیسا دین ہے ساقی، یہ کیا آئیں ہے ساقی
 اگر جامِ شہادت ہے تو بسم اللہ اے ساقی
 یہ مانا صبرِ لازم ہے، بہت اچھا، مگر کب تک!
 کبھی تو رنگ لائیں گے کبھی تو گل کھلائیں گے
 یہی اک دن زمیں پر آسمانوں کو گرائیں گے
 یہ انسانوں کی دُنیا ہے کہ شیطانوں کی بستی ہے
 کہ بہت جس کی عالی ہے اُسی کا جامِ خالی ہے
 اُنہی کے سامنے شیشہ، اُنہی کے ہاتھ پیمانہ
 یہ کس کے دین و ایماں کی یہاں توہین ہے ساقی

یہ میخانہ جہاں جینا لہو کے گھونٹ پینا ہے

تو ہی انصاف کر ساقی، یہ مرنا ہے کہ جینا ہے

شامنامہ اسلام

جلد سوم

جنگِ اُحد

بابِ اوّل

گزارشِ منبرگارش

قیامت تک لوٹیکے نہ کیوں چشمِ مسلمان سے
اُحد کی دستاں رنگین ہو خونِ شہیدان سے
اُحد کے تذکرے میں حُسن بھی ہے اور قباحت بھی
مجھے اس باب میں کرنی پڑے گی کچھ وضاحت بھی
ادق مضمون ہے کاوش پتے تسہیل لازم ہے
نتائج کے لئے اجمال کی تفصیل لازم ہے

۱۔ غزوہ اُحد کا بیان اس قدر درناک ہے کہ مقتدرِ اربابِ سیر نے بھی محض اشارت ہی پر اکتفا کی ہے (سنف)

مسائل میں الجھنا واقعی منصب نہیں میرا
 اُحد کی گھائیوں میں کچھ مقام ایسے بھی آئینگے
 انہیں آئے گا غصہ اہل ایماں کی ہزیمت پر
 فقط گنتی کے چند افراد سرفراز دکھیں گے
 حواس و ہوش کھونا جنگ میں بعض اہل ایماں کا
 اگر ہوگا نہ فہم امتیاز زرشت و خوب ان میں
 اگر اس راہ پر لائے انہیں طرز بیاں میری
 مجھے احساس ہی اے دوست اپنی ذمہ داری کا
 طلاق سے اگر معذور ہوں معذور رہنے دے
 زبان حال سے اشکال کی تشریح کرنے دے
 مرے ہمراہ اک منزل پلٹ چلنا گوارا کر
 بیاہاں کی بھی سختی دیکھ دوران سیاحت میں

مگر معذور رکھے آج مجھ کو نکتہ چیں میرا
 جہاں رہو نشان منزل مقصد نہ پائیں گے
 وہ پوچھیں گے صحابہ نبیوں جھکے مالِ عنایت پر
 جنہیں اللہ کے محبوب کا جاننا زدکھیں گے
 ادھر مضروب ہونا چہرہ محبوب یزداں کا
 رہیں بے دلی ہو جائیں گے اکثر قلوب ان میں
 تو کیا فتنے کا باعث بن نہ جائے گی زباں میری
 یہ نازک مرحلہ محتاج ہے صحت نگاری کا
 مجھے خالی خیالی شاعری سے دُور رہنے دے
 عوام الناس کی خاطر ذرا توضیح کرنے دے
 نزاع کفر و ایماں کے نتائج کا نظارہ کر
 میں لے آؤں گا واپس تجھ کو تیرے باغِ راحت میں

میں تیری ہم کابی تا بہ منزل جا کے چھوڑوں گا
 خدا کے فضل سے یہ گتھیاں سلجھا کے چھوڑوں گا

غزوة بدر کی فضیلت

گذشتہ سال کا زریں ورق اُٹارنا ہوں میں
اطاعت کا ثمر تھا، ضبط کے انعام کا دن تھا
کہ فتحِ بدر اک آیت تھی من آیات ربانی
فرشتے حق نے بھیجے اور احسانوں کی بارش کی
مگر کایا پلٹ دی اُس نے باطل کے گروہوں کی
خدا کے نام پر نکلے محمد کی قیادت میں
فقط اخلاص رکھتے تھے فقط ایمان رکھتے تھے

جہادِ بدر کی تاریخ کو دہرا رہا ہوں میں
جہادِ بدر کا دن عزت و اکرام کا دن تھا
شوہد میرے دعوے کے ہیں ارشاداتِ قرآنی
بنا ہے سورۃ انفال میری اس گزارش کی
بظاہر بے حقیقت تھی جماعت حق پر وہوں کی
نتیجے تین سو تیرہ بشر ذوقِ شہادت میں
نہ کثرت تھی نہ شوکت تھی نہ کچھ سامان رکھتے تھے

تاکہ اپنی طرف سے مومنوں کو اچھا انعام دے اور خدا سننے
والا جاننے والا ہے

یقیناً بدر میں اللہ نے تمہاری مدد کی جب تم کمزور تھے تو اب
اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

یاد کرو جب تمہاری تسکین کے لئے اپنی طرف سے اونگھ تم پر طاری کر
رہا تھا اور آسمان سے پانی برس رہا تھا کہ تم کو پاک کرے اور
شیطان کی ناپاکی تم سے دور کرے۔

۱۰۰ وَ لِيُبَيِّنَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَآءٌ حَسَنًا
۱۰۱ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (پ انفال - ع ۱۰۱)
۱۰۲ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
۱۰۳ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ (پ انفال - ع ۱۰۳)
۱۰۴ اِذْ يَغْشَى السَّمَآءَ السَّوْفَى وَاِنَّهَا لَمِطَةٌ
۱۰۵ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً لَّيَطْفِرُ بِهِ وَاِيْذِبُ عَنْكُمْ
۱۰۶ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ (پ انفال - ع ۱۰۶)

زجاج و تخت کے طالب مال و جاہ کے مثل
 کہ یہ بندے تھے لاکم معبودِ الا اللہ کے قائل
 پسندیدہ نظر آیا تھا وحدت کا اصول ان کو
 ہم بندھے ہوئے تھے رشتہ حب رسول ان کو
 یہ ہادی کی ہدایت پر چلے میدان میں آئے
 یہ گردابِ ہلاکت میں گھرے طوفان میں آئے
 لیاراہِ وفا میں عشق نے جب امتحان ان کا
 تو استقلال پایا صورتِ کوہ گراں ان کا
 اقلیت رہی قائم صراطِ حسن نیت پر
 تو حق نے اس کو غالب کر دکھایا اکثریت پر
 بسا اوقات نصرت دے کے وحدت کیش ملت کو
 خدا کثرت پر غالب کر دیا کرتا ہے قلت کو
 غرور و تازمٹ جاتا ہے جاہ و مال والوں کا
 خدا سا تھی ہوا کرتا ہے استقلال والوں کا

مشاہدہ بدر

بروزِ بدر دکھی غازیانِ دین کی جی داری
 ادائے فرض کا جذبہ تھا جن کی رُوح پر طاری

۱۔ ترجمہ :- خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۲۔ كَانَمَا يَسْأَلُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ
 (پہ الانفال ع ۱۰)

جیسے وہ موت کی طرف ہنکائے جا رہے تھے اور موت کو دیکھ رہے تھے۔

۳۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً
 بِإِذْنِ اللَّهِ تَفْ (پہ البقرہ ع ۲۴۹)

بسا اوقات قلیل جماعت اللہ کی مرضی سے کثیر جماعت پر غالب آجاتی ہے۔

بروزِ بذرِ دیکھی صبر و استقلال کی صورت
 بروزِ بذرِ جب تعداد بھی سامان بھی کم تھا
 بروزِ بذرِ دیکھا نصرتِ حق کا نظار بھی
 بروزِ بذرِ اس ایمان کا انعام بھی دیکھا
 بروزِ بذرِ دیکھا معجزہ شانِ صداقت کا
 بروزِ بذرِ دیکھی سربلندی خاکساروں کی
 ملازندیوں کو یہ انعام بعدِ فتحِ فیروزی
 یہ کیا تھا اک نتیجہ تھا پیغمبر کی اطاعت کا
 بغلیری قضا سے اور استقبال کی صورت
 مگر ہم نے یہ دیکھا شکرِ اسلام بے غم تھا
 خدا تھا غازیوں کا جب بھروسا بھی سہارا بھی
 قریشی شکرِ جرار کا انجم بھی دیکھا
 کہ توڑا حق نے سارا زورِ باطل کی حماقت کا
 پنچھا ورج کے قدموں پر ہوتی رفعت ساروں کی
 کہ جنت کی بشارت سے ہوتی تھی بہرہ اندوزی
 تخیل کی بلندی کا توکل پر قناعت کا

غزواتِ بدر و احد کا نکتہ امتیاز

وہ آنکھیں جن کو بخشا ہے خدا نے دید کا یارا
 کریں یومِ احد کا بھی مری آنکھوں سے نظارا

۱۔ اذ تَغِيثُونَ رَبِّكُمْ فَاسْتَجَابْ لَكُمْ اٰتٰی
 مُبْدًاكُمْ (پہ انفال ع ۱)
 ۲۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ
 كَانَ زَهُوْقًا (پہ بنی اسرائیل ع ۱۰)

۳۔ خدا نے تمام شرکار بذر کے گناہ معاف کر دیے ہیں بڈری صحابہ کی یہ عورت تھی کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ان کے وظائف سب زیادہ تھے کسی صحابی کے نام کے ساتھ بڈری کہنا خاص امتیاز کا سبب شمار کیا جاتا تھا (سیرت النبوی)

اگر چشم بصیرت سے اُحد کی جنگ دیکھو گے
گئے تھے چل کے غازی بدر میں ایمائے باہمی سے
نہ سمجھے تھے مسلمان جوش میں منشا تے پیغمبرؐ
کیا تھا احترام اجماع امت کا پیغمبرؐ نے
اُحد کا دن دکھائے گانگا ہوں کو نیا منظر
بروزِ بدر امت کو ہلاکت سے بچانا تھا
سکھانا تھا کہ مومن وقتِ سختی صبر کرتے ہیں
فسادِ حُبِّ مال و جاہ سے آگاہ کرنا تھا
ضرورت پڑ گئی تھی اک نمونہ پیش کرنے کی

تو انسانوں کی فطرت کے ہزاروں رنگ دکھو گے
اُحد میں گھر سے نکلے تھے مگر جوشِ ارادی سے
ہوئی تھی کثرتِ آرا دینے سے نکلنے پر
سلاحِ جنگ پہنے تھے یہاں محبوبِ اور نے
بشر کی رفعت و افتاد کا عبرت نما منظر
اُحد میں دعویٰ عشق و وفا کو آزمانا تھا
نہیں کھاتے فریبِ نفسِ دل پر جبر کرتے ہیں
انہیں وقفِ جہاد فی سبیل اللہ کرنا تھا
ثباتِ عہدہ ہفتاد گونہ پیش کرنے کی

۱۴ اُحد کی جنگ میدان میں نکل کر لڑنے پر ان نوجوانوں نے زور دیا تھا جو بزمِ شوریٰ میں کثرتِ رائے رکھتے تھے۔ آنحضرت
کی رائے شہر میں رہ کر مدافعت کرنے کی تھی مگر اپنے بزمِ شوریٰ کی کثرتِ رائے کو مقدم گردانا۔ (طبری)

۱۵ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس پر بحث کرنا میرا منصب نہیں کہ اسلام میں آمریت کے معنی جمہوریت ہیں یا شخصی حکومت
آنحضرت کا اسوہ حسنہ یہ ہے کہ جہاں وحی نہ آئے بیشتر آپ کثرتِ رائے پر عمل فرماتے تھے۔ آپ کے واصل بحق
ہونے کے بعد چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا لہذا کونسی راہ عمل باقی رہ گئی یہ ہر صاحبِ نظر آسانی سے دیکھ سکتا
ہے۔ (مصنف)

۱۶ عبد دیگر عہدہ چیزے دگر۔ اقبال

جہاں تھا دلوں پر کہ ختم المسلمینی کا بہا دینا تھا دریاِ رحمتِ للعلینی کا

بڈر کی ہزیمت پر قریشِ مکہ کا جوشِ انتقام

قریشی قوم میں شعلے بھڑکتے تھے ندامت کے
 مسلمانوں کا قتل عام تھا ان کے ارادوں میں
 وہ سب جن کے اقارب بڈر کے دن کام آئے تھے
 اسیری سے پڑا تھا بڈر کے دن واسطاجن کو
 وہ سب قیدی جو مہمانی کے گہواروں میں چھوئے تھے
 ہوئے تھے بڈر میں مقتول ستر نامدار ان کے
 اگرچہ یہ نتیجہ تھا تعصب کی حماقت کا
 غم و غصہ کا دوزخِ شعلہ زن تھا ان کے سینوں میں
 مصافِ ندگی میں زخم کھانے کے زخمے عادی

مہتیا ہو رہے تھے پھر نئے سامانِ شامت کے
 یہ اک سُختہ خیالِ خام تھا ان کے ارادوں میں
 وہ ذاتی انتقام اب مقصدِ قومی بنائے تھے
 کیا تھا فدیہ لے کر بزمِ شوریٰ نے رہا جن کو
 وہ اب حُسنِ سلوکِ رحمتِ عالم کو بھولے تھے
 مسلمانوں کے ہاتھوں مٹ گئے تھے باوقاران کے
 مگر موجود تھا اب تک دلوں میں زعمِ طاقت کا
 لہو تھا یا کوئی تیزاب تھا ان آگینیوں میں
 بہت حیراں تھی اس چرکے سے ان کی خوئے جلا دی

۱۔ اسود بن عبدالمطلب بن اسد جبر بن مطعم، صفوان بن اُمیہ، عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام و ابوسفیان وغیرہ افراد
 قریش اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا انتقام لینا چاہتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

قریش کا غرور اور دعوائے باطل

انہیں یہ زعم تھا، ہم عام انسانوں سے بالا ہیں
 ہمارا مرتبہ بے خواجگی کا اور میری کا
 جسے چاہیں پکڑ لیں، قید کر لیں، قتل فرمائیں
 کسی کو ہو یہ کیوں جرأت ہمارے وار کو روکے
 فسادِ مستقل تھا اک زمانے سے فتور ان کا
 یہ ایسا زخم کھایا تھا کہ جینا تھا حرام ان پر
 ہمارے زیر فرماں بندگانِ حق تعالیٰ ہیں
 ہمارے ہاتھ رشتہ ہے رہائی کا اسیری کا
 جہاں چاہیں کریں حملہ، ستم توڑیں، غضب ڈھائیں
 فقط گردن پہ روکے جو بھی اس تلوار کو روکے
 فقط اک بدر کے میدان میں ٹوٹا تھا غرور ان کا
 مسلط بھوت بن کر ہو گیا تھا انتقام ان پر

قبائل عرب کو امداد کی دعوت

بہت چرچا تھا شعر و شاعری کا اُس زمانے میں
 قریشی شاعروں نے ملک بھر میں شعلے بھڑکائے
 مدد لیتے تھے اس سے ہر نیا فتنہ اٹھانے میں
 قبائل کے قلوب اسلام کی ہمیت سے دھردکا

۱۔ بدر کے میدان میں ان کی شکست اس طرح تھی جیسے کوئی پہلوان جو مدتِ العمر دوسرے پہلوانوں کو گرتا رہا ہو اور خود کبھی
 اس کی پیٹھ زمین سے نہ لگی ہو۔ اچانک اپنے زور میں آپ گری پڑے اور شکست کھا جائے۔ یہی احساس ان کا تھا کہ ہم ہیں تو
 واقعی سب پر غالب مگر ذرا اپنے زور میں خود گری پڑے اور پچھڑ گئے ہیں
 ۲۔ عرب میں جوش پھیلانے کا سب سے بڑا آلہ شعر تھا جیسے ہمارے دور میں اخبارات یہ کام کرتے ہیں، قریش میں ان دنوں
 (تاریخ العمران)

مُخَنِّعِينَ زُورًا مِمَّنْ يَمِيزُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَوْمَئِذٍ أُولَئِكَ فِي عَذَابٍ مُّهِينٍ
 نیکالے شعلہ خو افراد چن کر ہر قبیلے سے
 ہو اجماع باطل و ادنیٰ بطحا کے سینے پر
 کہ مکہ لے کے طوفاں اٹھنے والا تھا مینے پر

مکہ میں جوش و خروش

بہر سو شہر مکہ میں کچھ ایسا جوش سا پھیلا
 قریشی عورتیں نکلیں گھروں کے چھوڑ کر دھندے
 جو مال و زر سے بہرہ ور تھے مال و زراٹھا لائے
 کسی نے خاندانی اسلحہ خانوں کے منہ کھولے
 کسی نے اونٹ گھوڑے اور کسی نے لادیا چارا
 تجارت کا منافع جمع تھا وہ آج کام آیا
 کہ سب مجنوں تھے گویا اور فکر جنگ تھی لیلیٰ
 کھلی نہرت گھر گھر سے لئے جانے لگے چندے
 رسد کر لی مہیا جنگ کے ہتھیار بنوائے
 لہو سے تاکہ قومی آبرو پھر ہاتھ منہ دھو لے
 تھا جس کے پاس غلہ اُس نے غلہ دے دیا سارا
 بچھا دام حماقت مرغ زریں زیر دام آیا

(بقیہ صفحہ ۳۲) دو شاعر بہت نامی تھے۔ عمرو جمحی اور مسافع، عمرو جمحی بدر میں اسپر ہو گیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بہ اتمقنائے رحم و شفقت اس کو رہا کر دیا تھا۔ بغیر کسی فدیہ کے (بلکہ اور بھی احسان فرمائے تھے) قریش کی درخواست پر
 وہ (عمرو جمحی) اور مسافع مکہ سے نکلے اور نہما اور قبائل عرب میں اپنی آتش بیانی سے آگ لگائے۔ (سیرت النبوی)
 لہ قرآن کریم مشرکین و کفار کے صرف مال کا ذکر اس طرح فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَنْفِقُونَ أََمْوَالَهُمْ
 کفار اپنا مال خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے
 لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (پ ل انفال ع ۳۰) روکیں۔

تجارت کا منافع پچاس ہزار مثقال سونا، ایک ہزار اونٹ جو ابھی تقسیم نہ ہوئے تھے چندے میں شامل کر لئے گئے (رحمۃ للعالمین)

بنو ہاشم سے رشک و رقابت

رسول اللہ کے دشمن مخالف آل ہاشم کے
 دلوں میں جن کے تھیں چنگاریاں رشک و رقابت کی
 کہ حاسد تھے قدیمی عزت و اقبال ہاشم کے
 حسد کے درد تھے بیماریاں رشک و رقابت کی
 وہ سب تلے پیش پیش اس آگ کے بھڑکانے والوں میں
 برائے جنگ سماں جمع کر کے لانے والوں میں

ابوسفیان بن حرب بن امیہ

ابوسفیان کی ہر چار سوریثہ دوانی تھی
 پسرتھا حرب کا یعنی امیہ کا نبیرہ تھا
 کہ اس کی آل ہاشم سے رقابت خاندانی تھی
 حسد کے جوش میں انوار ایمانی سے خیر
 نہ تھی دل کو گوارا سرفرازی آل ہاشم کی
 خدا کے دین میں اس کے لئے بس "خرابی" تھی
 کہ اس میں آل ہاشم کی بظاہر کامیابی تھی

۱۔ ان میں سے اکثر قبیلے بنو ہاشم سے مخالفت رکھتے تھے اور دشمن قبیلے کے ایک فرد کی تلقین پر چلنا ان کو عار معلوم ہونا تھا (رحمۃ اللعالمین)
 یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خاندان بنی ہاشم اور بنو امیہ برابر کے حریف تھے اور دونوں میں مدت رشک و رقابت چلی آتی تھی (سیرت النبی)
 ابوسفیان بن حرب بن امیہ سات سال تک برابر آنحضرت کے مقابلہ میں فوجیں جمع کر کے لاتارہا اور مسلمانوں کے خلاف
 سارے ملک میں آتش فساد بھڑکاتا رہا۔ (رحمۃ اللعالمین)

خدا تھا اس "خطا" پر ناپسند و ناقبول اس کو
 اگر اولادِ ہاشم کے سوا کوئی نبی ہوتا
 ہمیشہ اس کے سینے میں حسد کی آگ جلتی تھی
 ابو جہل اور عتبہ کا سر خود سراترنے پر
 ابوسفیان بنا تھا سرغنہ قومی امارت کا
 اسے نسبت تھی عتبہ بن ربیعہ سے قرابت کی
 یہی تھا بدر کے دن قوم کی افتاد کا باعث
 محمد ہاشمی ہے کیوں چُنا اپنا رسول اس کو
 ابوسفیان نہ شاید معترض اس پر کبھی ہوتا
 صدائے جنگ اس کے ہر بونے نکلتی تھی
 ابولہب شقاوت پیشہ کے بے موت مرنے پر
 یہ فتنہ جاگ اٹھا تھا دائمی قتل اور غارت کا
 قسم کھانی تھی اس کے قتل پر غسلِ جنابت کی
 اسی کا ایک اندیشہ تھا استمداد کا باعث

۱۔ ابو جہل کا قول جو بولانا شبلیؒ نے اس بحث کے دوران میں نقل کیا ہے ان کے قلوب کا شاہد ہے۔ ابو جہل نے افسوس
 بن شریق کو جواب دیا: "ہم اور بنو عبدمناف (آلِ ہاشم) ہمیشہ کے حریف ہیں۔ انہوں نے مہمان داریاں کیں، تو ہم نے بھی
 کیں۔ انہوں نے خون بہا دئے تو ہم نے بھی دئے۔ انہوں نے فیاضیاں دکھائیں تو ہم نے ان سے بڑھ کر دکھائیں۔
 یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے کاندھوں سے کاندھے ملائے تو اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویٰ دار ہیں۔ خدا کی قسم
 ہم اس پیغمبر پر کبھی ایمان نہ لائیں گے" (سیرت النبی)

۲۔ جب ابو جہل و عتبہ اور بنو ہاشم میں ابولہب کے مرجانے سے قریش کی ریاستِ عامہ کا تاج ابو سفیان کے سر
 پر رکھا گیا۔ (سیرت النبی)

۳۔ ابوسفیان سات برس تک مسلمانوں سے لڑتا رہا پھر فتح مکہ پر اس کو مسلمان ہونا پڑا۔ لیکن اس کی اولاد (اگرچہ وہ مسلمان
 تھی) کے دل سے بنو ہاشم کی عداوت کبھی نہیں گئی، امیر معاویہؓ کے بعد ان کے بیٹے زید نے جس طرح حضرت حسینؓ کی
 ویرت پیغمبر کوتاہی اور اسلام کی جمہوریت کو جس طرح فنا کیا اس کا حال انشا اللہ اپنے وقت پر آئے گا۔ (مصنف)

بہت بیتاب تھا یہ انتقامِ بدر کی خاطر
 یہودی قوم سے کی اس نے سارے غدر کی خاطر
 زین آیا تھا کچھ بھی روزِ اِقدامِ التویق اس سے
 بھر گئی تھی ابھی کچھ مدتوں نارِ حریق اس سے
 مگر آخراً سے بھی ایک دن اسلام لانا تھا
 انہی قدموں پہ گزنا تھا اسی دامن میں آنا تھا

ہند۔ اوسفیان کی زوجہ

اوسفیان کی زوجہ ہند بھی عتبہ کی دختر تھی
 نہ جانے یہ اوسفیان کی زوجہ تھی کہ شوہر تھی
 عجب عورت تھی جس کے دل میں تھی ارمانِ مردوں کے
 کہ اس کی تیز فطرت کاٹتی تھی کان مردوں کے
 بروزِ بڈرباپ اس کا سپہ سالارِ لشکر تھا
 پس بھی ایک افسر بھائی بھی سردارِ لشکر تھا
 پدر کو اور سپہ کو حضرتِ حمزہؓ نے مارتا تھا
 برادر کا علی المرتضیٰؓ نے سرتا تھا

۱۰ اوسفیان نے غنمِ جنابت کی منت پوری کرنے کے لئے دو سو سواروں کے ساتھ مدینہ پر حملہ کیا۔ خفیہ طور پر سلام بن مشکم کے پاس
 ٹھہرا۔ شہر میں ہیں حالات معلوم کئے اور عریض پر رہنمائی کی طرح جا پڑا۔ نخل جلائے کچھ مکان چھوٹے ڈالے اور چند انصاری
 مزدوروں کو قتل کر کے واپس بھاگ گیا۔ آنحضرتؐ نے تعاقب کیا۔ مگر اوسفیان ایسا گھٹ بھاگا کہ اپنی زاہدہ بھی جلدی
 سے پھینکتا گیا۔ یہ ستوؤں کے بورے تھے اسی لئے اس کو غزوہِ سویق کہتے ہیں۔

۱۱ آئندہ ان لڑائیوں کی طرف اشارہ ہے جو قریش اور رسول اللہ کے مابین ہوئیں۔ ان سب میں اوسفیان کی کا فرمانی تھی۔
 ۱۲ ہند بنت عتبہ اوسفیان کی زوجہ، امیر معاویہ کی ماں، بزید بن معاویہ کی دادی، حضرت حمزہؓ کا جگر چبانے والی مشہور بنا

علیؑ بھی حمزہؑ بھی سرتاج تھے اولادِ ہاشم کے
 بڑا کینہہ تھا ان دونوں سے اس عورت کے سینے میں
 نرالی بات سوجھی تھی نرالی دُھن سمائی تھی
 سپہ سالار تھے دونوں سپہ سالارِ اعظم کے
 مری جاتی تھی زندہ دیکھ کر ان کو مدینے میں
 قسم ڈائن نے حمزہؑ کا جگر کھانے کی کھائی تھی

وحشی غلام - قاتل حمزہؑ

جبیر ابنِ مطعم کا چچا حمزہؑ نے مارا تھا
 غلام زر خرید اس کا تھا وحشی نام اک زنگی
 کمالِ حربہ اندازی میں تھا مشہور نام اس کا
 ابوسفیاں کی زوجہ ہند نے اُس کو طلب کر کے
 ہمیشہ کے لئے آزاد کر دینے کے وعدے پر
 مٹے غفلت پلا کر تُو خُو مے خوار وحشی کو
 پسند آئی غلام بے وفا کو مہرِ جلدادی
 دل پر کینہہ میں اس کے بھی آتش کا شرارہ تھا
 عیاں تھی جس کی صورت ہی سے بد وضعی بد آہنگی
 دغا سے آدمی کی جان لینا یہ تھا کام اس کا
 دلا سے دے کے اور سکے دکھا کر نقرہ وزر کے
 کیا تھا شاد اس کو شاد کر دینے کے وعدے پر
 کیا تھا قتلِ حمزہ کے لئے تیار وحشی کو
 بڑی قیمت ادا کر کے خریدی اُس نے آزادی

۱۔ ہر کے بعد اس نے قسم کھائی تھی کہ اپنے رشتہ داروں کے قانونوں سے بدلہ لوں گی اور حمزہؑ کا خون پونگی اور جگر چاؤنگی (دیکھو طبقات ابنِ سعد)
 ۲۔ وحشی کو حربہ اندازی میں کمال حاصل تھا، حربہ ایک چھوٹا سا نیزہ ہوتا ہے، جو جیشیوں کا خاص ہتھیار ہے اسے دُور سے پھینک کر مارتے ہیں۔
 (سیرت ابنِ ہشام)

شاہنامہ جلد دوم میں بیان کردہ واقعات کے ایک نظر

مہتیا ہو چکا کتے میں جب ساماں لڑائی کا
 ابوسفیاں کی نیت تھی اچانک حملہ کرنے کی
 یہ لشکر جس طرح اُٹھایا طُوفان جس طرح آیا
 رسول اللہ نے جس رنگ سے اس کی خبر پائی
 کمل اور مفصل روئے مجد مجلس شہورے
 صحابہؓ کو رسول اللہ کا مسجد میں بلوانا
 بشر کی کثرت و قلت کا وحدت آشنا ہونا
 تدبیر آزمودہ کار اصحاب کبائر کا
 جواں سال اہل ایماں کے دلائل بہر قربانی
 نبردِ قلعہ بندی نکتہ فرمان رسالت کا
 وہ آمر کی طرف سے احترام کثرتِ آرا
 کیا اعلان ابوسفیاں نے چپکے سے چڑھائی کا
 لہذا سعی کی پڑ پیچ رستوں سے گزرنے کی
 اُحد پر آ کے یہ تاریک بادل جس طرح چھایا
 مدینے کی حفاظت جس طرح حضرت نے فرمائی
 ہوا مسجد میں جیسے انعقادِ مجلس شہورے
 حق آزادی آرا انہیں تفویض فرمانا
 خدا والوں کو جو ہر خود شناسی کا عطا ہونا
 مگر بازو کے بل پر ناز ملت کے صنغائر کا
 مجموع کثرتِ آرا برائے جنگ میدانی
 مدینے سے نکلنے پر مگر اصرار کثرت کا
 نبی کا فیصلہ آخر بنام کثرتِ آرا

نفاق آمادگاں کا بھی شریکِ مشورت ہونا
 لباسِ جنگ میں مجبُوبِ داور کا نظر آنا
 ندامتِ جنگِ میدانی کی خواہش کرنے والوں کی
 مگر انکار کرنا آپ کا فتحِ عربیت سے
 مدینے کی فصیلوں سے نکلنا اہلِ ایماں کا
 نفاق انگیز جمعیت کی لشکر میں شمولیت
 قریشی فوج کی تیاریاں شب کے اندھیرے میں
 ہوئے اس رات میں جس جس جگہ لشکر خیاں آرا
 مگر اس مرحلے پر اور بھی کچھ عرض کرنا ہے
 بیاں اس رات میں کچھ تیرہ نخبوں کا ضروری ہے

وہ ان کا درِ دولت سے مگر مچھ کی طرح رونا
 جلالِ اک غیرتِ خورشیدِ خاور کا نظر آنا
 وہ اُن کی عاجزی وہ صوتیں اُن کے ملا لوں کی
 ادائے فرض ٹھہرانا فزوں فتح و ہزیمت سے
 کھلے میدان میں شبِ باش ہونا فوجِ یزداں کا
 مسلمانوں کے ساتھ ابنِ اُبی اور اُس کی ذریت
 نشستِ افسرانِ جنگِ اُبوسفیاں کے ڈیرے میں
 گزارش ہو چکا ہے پیشتر یہ ماجرا سارا
 یہ گھاٹی سخت ہے لیکن مجھے اس سو گز نا ہے
 بغیر ان کے حکایتِ فوجِ باطل کی ادھوری ہے

مدینے کا ایک راہب۔ ابو عامر فاسق

مدینے کا بھی اک غدار تھا فوجِ قریشی میں یہ واقف کار و قف کار تھا فوجِ قریشی میں

۱۷ دیکھو شاہنامہ اسلام جلد دوم۔

۱۸ ابو عامر راہبِ مدینہ ہی کے ایک قبیلہ اوس کا فرد تھا۔ یہ شخص مسلمانوں کا سخت مخالف تھا اور شرکوں سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ تمام قبیلے کو محمد کے خلاف کر دوں گا۔ (طبقات ابن سعد، طبری اور ابن اثیر)

لباسِ راہبیتِ جالبوں کا دل بُھاتا ہے
 بہت ایسے رنگے سیار تھے اسلام سے پہلے
 انہی میں تھا ابو عامر بھی اکِ تلبیس کا پیکر
 پہن رکھا تھا اس مردک نے جامِ راہبیت کا
 عداوتِ خاندانِ اوس و خزرج کی بڑھاتا تھا
 فریبی، حاسد و بد طینت و غدارِ بد نیت
 مگر جب آگیا اللہ کا پیغامِ شرب میں
 لیا جانے لگا سچے خُدا کا نامِ شرب میں
 پیمبر بھی خُدا کے فضل سے تشریف لے آیا
 ہوئی نورِ خُدا کی روشنی جس دم مدینے میں
 ملا جب درسِ انسانوں کو اسلامی اخوت کا
 یہ سمجھا اب فریبِ راہبیت چل نہیں سکتا

کھلی انصارِ شرب پر ابو عامر کی غداری

تو کی اُس نے مدینے سے نکل چلنے کی تیاری

بسا اوقات شیطان بھی اسی چولے میں آتا ہے
 کہ جن کا نام سُچتا تھا خُدا کے نام سے پہلے
 نظر آتا تھا ظاہر میں مگر تقدیس کا پیکر
 مگر شیطان تھا دراصل رہنبر اس کی نیت کا
 انہیں کٹوا کے باہم فائدہ یہ خود اٹھاتا تھا
 مگر اسلام سے پہلے کی تھی محبوبِ شخصیت
 لگا جب پھیلنے چاروں طرف اسلامِ شرب میں
 تو اس کا سحرِ باطل ہو گیا ناکامِ شرب میں
 طلوعِ صبحِ صادق نے رُخِ ہستی کو چمکایا
 کدورت نے بنایا آئیاں راہب کے سینے میں
 طلسمِ عام توڑا حق نے شیطانوں کی قوت کا
 چراغِ کذبِ وقتِ صُبحِ صادق جل نہیں سکتا

ابو عامر فوجِ مشرکین میں

نیا فتنہ نئے فتنے جگانے کے لئے جاگا
 مذاقِ جنگِ جوئی صلح میں بدلا ہوا پایا
 نظر آیا کہ مکہ ہے مخالفِ اہلِ ایماں کا
 قریش آمادہ ہیں اسلام کو ناکام کرنے پر
 شکستِ بدر سے ہے بے طرح رنج و ملال اُن کو
 ابو عامر نے اس بھڑکی ہوئی کو اور بھڑکایا
 اوسفیاں کو تھی معلوم افتادِ مزاج اس کی
 اگرچہ یہ بھی اس راہب کو بد نیت سمجھتا تھا
 اوسفیاں نے چاہا آزما یا چاہئے اس کو
 نکالا چاہئے کچھ کام اس ناخواندہ مہماں سے
 اندھیری رات میں اندھا دینے سے نکل بھاگا
 تو اپنے چیلے چانٹے لے کے میں چلا آیا
 علاوہ اس کے مرکز بھی ہے مال و ساز و سامان کا
 رسول اللہ کو وقفِ غم و آلام کرنے پر
 نظر آتا ہے جاتا جاہلیت کا جلال اُن کو
 مدینے پر بڑھا لشکر تو یہ بھی اس کے ساتھ آیا
 پرانے کوڑھ میں تھی کار آمد آج کھاج اس کی
 مگر آخر بڑے رتبے کی شخصیت سمجھتا تھا
 یہ اچھا وقت ہے اُو بنایا چاہئے اس کو
 کرے گا یہ الگ انصار کو فوجِ مُسلمان سے

اگر یہ چال چل جائے تو سارا کام آساں ہے

پڑی جب پھوٹ پھر انساں کا قتلِ عام آساں ہے

ابوعامر پر ابوسفیان کا روغنِ قاز

ابوسفیاں نے راہب کو بلایا اپنے ڈیرے میں
 جھکے دونوں کے ابرو بھلیاں جھکیں شرارت کی
 بھرا ساغرا ابوسفیاں نے زاہد کے پلانے کو
 چڑھایا جام زہد نے شرابِ ابرو خوانی کا
 چڑھا اک اور بھی شیطان اس شیطان کے اوپر
 تو پوچھا مشفقم، فرما یہ صاب کیا ارادہ ہے
 تمہارا ہنید چل کر خود ہی زیرِ دام آپہنچا
 رہا اب واسطہ ہم کو ترود سے نہ حیلوں سے
 تو میرے ہاتھ سے زندہ کوئی بچ کے نہ جائے گا
 ہمارے اس لیے ڈالیں گے اُن کو دو زقندوں میں
 کہ ان کی حالتوں پر مرغ و ماہی رحم کھائیں گے
 انہیں تقدیر جو دکھلائے گی وہ آپ دیکھیں گے

دو بار نصفِ شب کے بعد جا سوسوں کے گھر میں
 وہ آیا، سکرایا، آنکھ جھپکانی اشارت کی
 دل حاسد میں جوشِ بغض کی گرمی بڑھانے کو
 لیا ساقی نے جس دم نام رندوں کی جوانی کا
 سواری گاٹھ لی نشے نے بے ایمان کے اوپر
 ابوسفیاں نے دیکھا اب یہ غرقِ جوشِ بادہ ہے
 تمنا جس کی مدت سے تھی وہ ہنگام آپہنچا
 اجل نے کی کشش دشمن نکل آئے فصیلوں سے
 سحر کے وقت جب لشکرِ اجنبش میں آئے گا
 محمد کے صحابہ جو ہیں اپنے بھائی بندوں میں
 قتالِ بدر کا ایسا مزہ ان کو چکھائیں گے
 جو گت اُن کی بنائی جائے گی وہ آپ دیکھیں گے

مگر افسوس ہے مجھ کو مدینے کے جوانوں پر
 وہ کس پرتے پر انصارِ محمد بن کے نکلے ہیں
 ہمارے ہاتھ مُغت اُن کے لہو سے کیوں موں آلود
 یہ سب لوگ آپ کے چیلے تھے اب ان کو ہوا کیا ہے
 ہویدا ہے سرِ میداں جو کچھ تعداد ہے ان کی
 بچا لیجے انہیں، رستے پہ ان کو لائے حساب
 پرانی موت وہ کیوں لے رہے ہیں اپنی جانوں پہ
 بڑے بھاری مددگارِ محمد بن کے نکلے ہیں
 نظر آتا ہے ان کا قتل ہونا مجھ کو بیہودہ
 سروں میں بیوقوفوں کے سمائی یہ ہوا کیا ہے
 ہمارے سامنے جرأت یہ بے بنیاد ہے ان کی
 انہیں سمجھائیے صاحب! انہیں سمجھائیے حساب

ابوعامر کے دعوے

ابوسفیاں کی سُن کر راہبِ مکار بھی بولا
 اجی، میں آپ کے ہمراہ اسی خاطر تو آیا ہوں
 مرے ہم قوم ہیں یہ رہنے والے ارضِ شرب کے
 بے بیشک ارضِ شرب پر بڑا بھاری اثر میرا
 کھنکارا، ہاتھ پھیرا ریش پر قفلِ دہن کھولا
 محمد اور اصحابِ محمد کا ستایا ہوں
 بلا میں کھنس گئے ہیں بھولے بھالے ارضِ شرب کے
 مجھے اُمید ہے افسوں ہوگا کارگر میرا

اے اُحد میں ابوسفیان دوسری تیاریوں کے علاوہ ابوعامر راہب پر بھی پڑا بھروسہ رکھتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس
 راہب کے بہکانے سے انصارِ مدینہ رسول اللہ اور مہاجرین صحابہ سے الگ کئے جاسکیں گے (رشادِ حکمت)

گرو اپنا وہ مجھ کو مانتے ہیں اک زمانے سے
یقیناً چھوٹ پڑ جائے گی میرے ورغلانے سے
اگر دامِ سخن میں بھنس گئے شرب کے دہقانی
پکڑ کر خود ہی دے دیں گے محمد کو باسانی
فنا کر دیں گے اک حملے سے اصحابِ محمد کو
دکھا دیں گے خدا کی راہ احبابِ محمد کو

ابو عامر کے وعدے

بوقتِ صبح جب میدان میں فوجیں دو بدو ہونگی
تو شکلیں ناگمانی موت کی بھی رُو برو ہونگی
میں سمجھاؤں گا جا کر اوس و خزرج کے قبائل کو
کرونگا ہر طرح معقول ان لوگوں کے قائل کو
نظر آجائے گا جو بھی دلوں پر ہے اثر میرا
تمہیں معلوم ہو جائے گا جو کچھ ہے ہنرمیرا
مجھے فوج قریشی کی مدد پر دیکھ کر عامل
بہادر ارضِ شرب کے نہ ہونگے جنگ میں شامل
نظر پڑتے ہی مجھ پر جنگ سے مُنہ موڑ جائینگے
محمد اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ جائیں گے
سبق ایسا پڑھاؤں گا میں ان کو بے وفائی کا
میں ان کو راہ پر لاؤں گا یوں فکرِ ارادی سے
نہ بیاباں کا ہو گا نہ بھائی اپنے بھائی کا
لڑیں گے وہ بھی میرے ساتھ ہو کر اپنے ہادی سے

۱۔ اس کا خیال تھا کہ انصار جب اُس کو دیکھیں گے تو رسول اللہ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ (سیرت النبی)

ابوعامر کے ارادے

مگر تم یاد رکھو یہ جو انصارِ رسالت ہیں
محمدؐ کے لئے میرا مگر کچھ اور ارادہ ہے
اُسی کی ذات پر ہم بدر کا بدلہ اُتاریں گے
مجھے اس کام کی پوری طرح پروا نگی دے دو
عجب اک چال سوجھی ہو تمہیں بتلائے دیتا ہوں
بڑے رُتبے کے ان میں لوگ ہیں اہلِ جلالت ہیں
تمہارا قرض اسی کی ذات پر سب سے زیادہ ہے
اُسے زخمی کرینگے پھر اذیت دے کے ماریں گے
مجھے کچھ آدمی بھی از روہ فرزا نگی دے دو
مگر دل ہی میں رکھنا یہ ذرا جھلائے دیتا ہوں

ایک شیطانی ترکیب

رہیں تا دیر راہب اور ابوسفیان میں باتیں
یہ سازش ہو چکی جس دم ابوسفیان کے ڈیرے میں
دلانی ایک جانب درغلانے کی امید اس نے
بہت سے سارے گڑھے کھدو ادئے میدان کے اندر
زبانی ہو چکیں تو پھر ہوئیں کچھ کان میں باتیں
تو راہب کچھ سپاہی لے کے چل نکلا اندھیرے میں
دکھائی دوسری جانب یہ تزویر مزید اُس نے
نیا ارمان مضطر تھانئے شیطان کے اندر

۱۰ ابوعامر راہب نے میدانِ احد میں گڑھے کھدوائے تاکہ مسلمانوں کو ان میں گرا کر ان کا زور کم کیا جائے۔ (رشاد الحکمت)

ہے مصروف شب بھران گڑھوں کے کھونے والے
 مشیت کے مقابل شیطنت تھی حید سازی میں
 اگرچہ رات تھی خلق خدا پر نیند تھی طاری
 بڑی ترکیب سے پھر یہ گڑھے خس پوش کر ڈالے
 رہا مصروف زاہد رات بھر اس خاک بازی میں
 یہ انسانی درندے تھے مگر مصروف تیاری

اُحد کی رات اور ہر دو شکر

مسلمانوں کی جانب صبر کوشی تھی خموشی تھی
 ادھر ایمان تھا ملت کے اطمینان کا باعث
 محمد کا مصلیٰ عرش کافر شش مکانی تھا
 صفا پر چاندنی تھی سائے میں مستور تھا کینہ
 ادھر سجدہ گزاری اُمتِ محبوبِ داؤر کی
 تہجد میں ہوتے مشغول ادھر حرم کے بندے
 کیا اس سمت اعلانِ سحرِ لحنِ بلا ملی نے
 ادھر اللہ کے بندے محمد کی امامت میں
 یہاں اکِ ملتِ توحیدِ اکِ مسجود کے آگے
 قریشی فوج میں لیکن بلا کی گرم جوشی تھی
 ادھر شیطان تھا اک قوم کے مہجان کا باعث
 ابوسفیاں کا خیمہ مرکزِ ریشہ دوانی تھا
 یہ دونوں رنگ ظاہر تھے، یہ دونوں رخ تھے آئینہ
 ادھر بادہ گساری زات بھر باطل کے لشکر کی
 ادھر مخمور ہو کر سو گئے شیطان کے بندے
 ادھر دفِ دف کی چھاتی پیٹ ڈالی ہر دفالی نے
 ادھر ابلیس کے پیرو گرفتار اپنی شامت میں
 وہاں ہر سر تھا پونے چار سو معبود کے آگے

ادھر الحمد کے نغمے دُعا میں اور مناجاتیں
 ادھر ڈھول اور تاشے غل غپاڑہ شکر کی باتیں
 ادھر چھوٹے بڑے کی ایک ہی صف میں صف آرائی
 ادھر ہر فرد کو زعم خودی دعوائے یکتائی
 ادھر سامان سے عاری فقط ایمان پر تکیہ
 ادھر ایماں سے بیزاری فقط سامان پر تکیہ

زمیں پر دیکھ کر سامانِ عبرت کے نپٹارے
 فلک سے چاندِ خست ہو گیا اور چھپ گئے تارے

باب دوم

نور و تاریکی و ظلمت

منظر صبحِ احد

ظہورِ صبحِ صادق نے جہاں میں نور پھیلایا
 فسوںِ باطل ہوا شب کے طلسماتی نظاروں کا
 ہوائے سرد کے آزاد جھونکے سرد سراتے ہیں
 یہ جنت کا سماں بس اک دو ساعت رہنے والا ہے
 فلک نے آج روتے صبح کو اندو گہیں دیکھا
 کھلا رنگیں صحیفہ صبح کے رخسارِ تاباں کا
 نظر آیا احد پر ایک خونیں رنگ کا منظر
 اٹھایا دامن کوہِ احد سے رات کا سایا
 سحر کے جاگتے ہی لگ گیا ڈیرا ستاروں کا
 چمک اٹھنے کی امیدوں میں فزوں کا پہرہ
 کہ صحرا پھر وہی شدت کی حدت سہنے والا ہے
 لگائی آفتابی دُور ہیں سوتے زمیں دیکھا
 ہوا مضمون ہویدا سُرخِ خونِ شہیداں کا
 صداقت اور طاقت کی زالی جنگ کا منظر

درندے جمع تھے نوح بشر کا خون پینے کو
 کہ مگہ آج دھکی دینے آیا تھا مدینے کو
 پے باندھے کھڑے تھے آج پھر انسان کے دشمن
 خدا کے مصطفیٰ کے دین کے ایمان کے دشمن
 یہ نقشہ دیکھ کر چشمِ سحر میں اشک بھرائے
 گہرن کر یہ قطرے دیدہ گل میں اتر آئے

شرارِ بولہبی در پئے چراغِ مصطفوی

یہ نملو موموں کی آہوں کا عجار انسان کی دُنیا
 جفا و ظلم کی سرمایہ دارِ انسان کی دُنیا
 خودی کے نشہِ غفلت میں چور انسان کی دُنیا
 خدا کا نام لینے سے نفور انسان کی دُنیا
 لرزتی، کانپتی، خوار و زبوں انسان کی دُنیا
 صنم خانوں کے در پر سزنگوں انسان کی دُنیا
 بہر صورت بہر آئینہ زشت انسان کی دُنیا
 یہ دنیا، ہاں یہی ہنگامہ معمورہ، ہستی
 یہ اندھے بیوقوفوں کا بہشت انسان کی دُنیا
 یہی تھی ان دنوں بگڑے ہوئے انسان کی دُنیا
 نمائش اور کبر و ناز کی جولا نگہِ مستی
 نہیں انسان کی دُنیا کہاں، شیطان کی دُنیا
 اسی دُنیا کے یہ سب حملہ آور تھے نمائندے
 کتے تھے منتخب شیطان نے انسان کا رندے

صف آرا اک طرف تھا یہ نمونہ فطرتِ بد کا

مقابل جس کے اک چھوٹا سا لشکر تھا محمد کا

مُحَمَّدٌ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَبَشِيرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝

زباں پر اے خوشا صل علی یہ کس کا نام آیا	کہ میرے نام جبریل امین کے کر سلام آیا
محمد جانِ عالم، فخرِ آدم، مادیِ اکرم	امام الانبیاء خیر البشر پیغمبرِ اعظم
محمد وہ جمالِ اولیں، وہ پیکرِ نوری	محمد کاشفِ سترِ ظہور و رمزِ مستوری
محمد احمد و حامد جسے خالق نے فرمایا	ازل سے جس پہ قرباں ہے لواء الحمد کا سایا
محمد جس کو دنیا صادقُ الوعدِ امین کہے	وہ بندہ جس کو رحماں سر محمدٌ للعالمین کہے
وہ شاہد وہ مبشر وہ نذیر و آمر و ناہی	خدا کے حکم سے حاکم، مطاع از ماہ تا ماہی

۱۔ اے پیغمبر! تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سننے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان پر خدا کا بڑا فضل ہے۔ (پتۃ الاحزاب ع ۴۵)

فرہنگ اصطلاحات ضروری۔ لواء الحمد خدا کی حمد کا جھنڈا جو محشر میں آنحضرت پر سایہ لگن ہوگا۔

صادق الوعد وعدے کا سچا۔ شاہد گواہ۔ مبشر خوشخبری دینے والا۔ نذیر ڈرانے والا۔ آمر حکم دینے والا۔ ناہی منع کرنے والا۔ حاکم حکم کرنے والا۔ مطاع اطاعت کیا گیا (جس کی اطاعت کی جائے)

محمد صاحبِ خلقِ عظیم وناشرِ حکمت
 بصورتِ نورِ سبحانی، بمعنیِ ظلِ روحانی
 سراجِ نورِ حقِ مآحیِ باطل جس کی پیشانی
 مُزکی و مُبلّغ، صاحبِ اُمِّ الْکِتَابِ اُمّی
 خُدا نے پیار سے جس کو پکارا جس طرح چاہا
 جو بہرِ مومناں بن کر دُءُوفِ آیہِ رحیمِ آیا
 وہی بندہ جو نکلا اہلِ اِقْدَامَاتِ اَسْرٰی کا
 وہ جس نے مُنتہائے حسنِ معنی اس طرح دیکھا
 محمد مصدرِ فیضِ عمیم و شافعِ اُمّت
 پیامِ زندگانی، منظرِ تائیدِ ربّانی
 زمین و آسمان و ماہ و انجم جس سے نورانی
 نبی، داعیِ الی اللہ رہمائے شیخ و شابِ اُمّی
 وہ مُدَثِّرُ وہ مُزَمِّلٌ وہ یس اور وہ طہ
 خطا پوش و عطا پاش و خلیقِ آیا کریمِ آیا
 وہ جس کے ہاتھ نے اُلْتَانِقَابِ آیاتِ کبریٰ کا
 نگاہیں رُوبُرُ و اور فاصِلہ قوسینِ اُوَادِنِ

سراج چراغ۔ مآحی اصطلاح قرآنی میں کفر و شرک و ضلالت کو مچو کرنے والا۔ مزکی پاک کرنے والا۔ مبلّغ تبلیغ کرنے والا۔ سپنچانہ والا۔
 اُمّ الْکِتَابِ قرآن۔ دَاعِیًا اِلٰی اللہ خدا کی طرف بلانے والا۔ اُمّی جس نے باقاعدہ تعلیم نہ پائی ہو جس نے پڑھنا لکھنا نہ سیکھا
 ہو۔ مُدَثِّرٌ اور ڈھنسنے والا۔ مُزَمِّلٌ بھروسٹ مارنے والا۔ یس اے سردار طہ خطابِ نبوی صلعم سے دُءُوفِ مہربانی کرنے والا۔
 اَسْرٰی اَلَّذِیْ اَسْرٰی بَعْدَہٗ لَیْسَ لَہٗ (بنی اسرائیل، ا) پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندے کو رات کے وقت لے گیا (مراجِ نبوی)
 ۲۵ وَ هُوَ بِالْاَفْقِ الْاَعْلٰی ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلٰی ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ (پ انجم غ ۸)
 وہ آسمان کے اونچے کنارے میں سیدھا ہو کر نمودار ہوا۔ پھر قریب آیا اور جھکا تو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم
 عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ۝ عِنْدَہَا جَنَّةُ الْمَاوٰی ۝ اِذْ یَعْتَشٰی السِّدْرَةَ مَا یَعْتَشٰی ۝ کَا زَاغَ الْبَصَرُ
 وَ طَغٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (پ انجم غ ۸) ترجمہ انتہا کے درخت کے پاس جس کے قریب ہونے
 کی بہشت ہو جبکہ سدہ چھار ہاتھ چھار ہاتھ تھا نظر بسکی نہ تھی۔ اس نے یقیناً اپنے پروردگار کی عظیم الشان نشانیاں دیکھیں۔

نذیر اہل خصومت پر بشیر اہل محبت کا
 محمد مصطفیٰ بھی ہے وہ احمد مجتبیٰ بھی ہے
 وہ جس کو فاتح ابوابِ اَسْرِ رِقْدِم لکھیے
 اُسے شمسُ الضحیٰ لکھیے اسے بدر الدجی کہیے
 علی الاعلان سِرِّ کُنْتُمْ کَنْزًا مَخْفِیًّا کہیے
 وہی حاکم بِأَمْرِ اللَّهِ، درد آگاہِ محکوماں
 مُعَلِّمِ دینِ فطرت کا مبینِ درسِ حکمت کا
 وہ مطلوبِ خلاق بھی وہ محبوبِ خدا بھی ہے
 بنائے عرش و کرسی باعثِ لوح و قلم لکھیے
 ظہور و نور کو اس کے تبسم کی ضیا کہیے
 مگر اس کی شریعت کا ادب مانع ہے کیا کہیے
 درِ حق سے جوابِ باصوابِ آہِ مظلوماں

وہ حاصلِ برگزیدہ، ہستیوں کی التجاؤں کا

فرشتوں کی تمناؤں رسولوں کی دُعاؤں کا

محمد، دیدہ و دل کی تجلی بہرِ مجوراں
 محمد بے کسی کے درد کو پہچاننے والا
 محمد التجائیں سُننے والا ماننے والا
 محمد زورِ معبودانِ باطل توڑنے والا
 محمد جس کا نصبُ العین دُنیا کی بھلائی تھی
 زمانہ یونہی اپنے محسنوں کو تنگ کرتا ہے
 محمد، آخری حرفِ تسلی بہرِ مزدوراں
 وہ اشکِ گرم و آہِ سرد کو پہچاننے والا
 محمد آدمی کو آدمی گرداننے والا
 محمد حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والا
 اُسی پر آج دُنیا تیغ و خنجر لے کے آئی تھی
 وہ درسِ صلح دیتے ہیں یہ اُن سے جنگ کرتا ہے

اُحد میں جمع ہونے والے

صف آرا تھے اُحد میں آج تیں اقبام کے انسا
 شریف انساں خبیث انساں نمود و نام کے انسا
 بظاہر تو یہ انساں ایک ہی آدم کے پوتے تھے
 مگر ان سب کے باطن تین پر تقسیم ہوتے تھے
 بظاہر سارے تھے ہم صورت و ہم رنگ تینوں کے
 مگر پڑے سے نکلے مختلف آہنگ تینوں کے
 عجب اعمال تھے ان کے عجب تھیں تھیں ان کی
 اثر انداز ہیں تاریخ پر شخصیتیں ان کی

شریف انسان

مُسلماں

شریف انسان اس میدان میں اللہ والے تھے
 یہ چند اصحاب تھے لیکن زمانے سے زلے تھے
 یہی تھے ایک نادیدہ خدا کو ماننے والے
 ہدایات محمد مصطفیٰ کو ماننے والے

لَا اِيْمَانَ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَّتْ
 قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تَلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهُ تَرٰهُمْ
 اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (پ الانفال ۱۰)
 مومن وہ ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جائے تو ان کے دل
 دہل جائیں اور جب اس کی آیات پڑھ کر سنائی جائیں۔ تو
 ان کا ایمان بڑھ جائے۔

متباعِ دل اسی کی راہ میں قربان تھا ان کا
یہی ایمان لائے تھے محمدؐ کی رسالت پر
تہ دل سے تھے ارشاداتِ قرآنی قبول ان کو
پرستش ماسوا کی فعلِ شیطانی سمجھتے تھے
یہ محتاجوں کے دروازوں پر سائل ہونہ سکتے تھے
کسی بندے سے ہوتے تھے نہ یہ امداد کے طلب
کوئی عادت انہیں مغلوب کر سکتی نہ تھی ہرگز
یہ مزدوروں میں شامل تھے یہ محکوموں کے حامی تھے
یہی تھے جو غلاموں کی مشقت خود اٹھاتے تھے
کہ خالق کی رضامندی میں تھی ان کی رضامندی
یہ لذت یاب تھے تو حید کے دہسے انوتے

خداے واحد و رحمن پر ایمان تھا ان کا
یقین رکھتے تھے یہ اللہ کی شانِ جلالت پر
پسند آئے تھے تقویٰ و طہارت کے اصول ان کو
یہ اللہ کے سوا ہر چیز کو فانی سمجھتے تھے
یہ دل مخلوق معبودوں کے قائل ہونہ سکتے تھے
خدا کو جب سے مانا تھا قدیر و قادر و غالب
کوئی طاقت انہیں مغلوب کر سکتی نہ تھی ہرگز
یہ مسکینوں کے یاور تھے یہ مظلوموں کے حامی تھے
یہی تھے جو تمیموں بے کسوں پر رحم کھاتے تھے
رضا کارانہ کرتے تھے حدود اللہ کی پابندی
یہ واقف ہو چکے تھے جوشِ ایمانی کی قوت سے

اور وہ اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اور اگرچہ ان پر خود تنگی ہو۔ تاہم اپنے اوپر دوسروں کو

ترجیح دیتے ہیں۔

تم سب اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

۱۰ وَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (پہ الانفال ع ۱۰)

۱۱ وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ انْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ

خِصَاصَةٌ (پہ المشرع ع ۱۱)

۱۲ فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَةِ اٰخْوَانِكُمْ (پہ آل عمران ع ۱۲)

بنی آدم کا رتبہ ان کی نظروں میں مساوی تھا
کوئی عزت نہ تھی ان کے لئے سکہ شماری میں
گدا و شاہ میں تھی ایک وجہ امتیاز ان کو
ضرر و نفع ہو، بر حال میں سچ بولنے والے
یہی وہ ملتِ موعود تھی دُنیا کے ہستی میں
یہی لے دے کے دُنیا میں مددگارِ محمدؐ تھے
بھری دُنیا کے اندر بس یہی تھے حق پسندوں میں
اپنے دین و ایمان پر فدا ہونے کو آئے تھے

یہ نظریہ خیال و فعل کی دُنیا پہ حاوی تھا
بزرگی دیکھتے تھے یہ فقط پرہیزگاری میں
نظر آتا تھا سجدہ ریز سہی سرفرازان کو
زیاں ہو سود ہو کچھ ہو، یہ پورا تو لسنے والے
نویدِ امن ہونا تھا جسے انساں کی بستی میں
یہی بندے مہاجر اور انصارِ محمدؐ تھے
خدا نے آپ ان کو چن لیا تھا اپنے بندوں میں
یہ قرضِ زندگانی تھے ادا ہونے کو آئے تھے

تھی دامن نہیں آئے تھے دربارِ شہادت میں

متاعِ جان و دل لئے تھے بازارِ شہادت میں

اور نماز کے پابند ہو۔ بیشک نماز بے حیائی اور بدی
سے روکتی ہے۔

اے اُمتِ محمدیہ تم ایک بہترین اُمتِ صفحہ ہستی پر لائے
گئے ہو (تمام لوگوں کو شرع و فطرت کے مطابق حکم دیتے ہو۔)
برائیوں سے منع کرتے ہو اور خدا پر یقین رکھتے ہو۔

اَلْاِقِیْمِ الصَّلٰوٰۃِ ط اِنَّ الصَّلٰوٰۃَ کَتَمَّی عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ ط (پہ انکبوت ع ۱۵)
اَلَمْ کُنَّمْ خَیْرًا اُمَّةً اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ
تُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (پہ آل عمران ع ۱۱)

چھوٹی سی جماعت مگر بہت اہم

سنواری تھیں صفیں پھر ایک چھوٹی سی جماعت نے
 یہ چھوٹی سی جماعت آج دنیا جس کے درپے تھی
 نبوت کے کشت و فدا میں آج ایسا بیج بونا تھا
 یہ اس حصن حصین کی اولیں بنیادِ محکم تھی
 اسے کشت و فدا میں آج ایسا بیج بونا تھا
 یہ بندے خوابِ ابراہیم کی تعبیر تھے گویا
 جہاں میں دامِ شیطان سے یہی آزاد نکلتے تھے
 یہی تھا حبشِ اولِ امتِ وسطیٰ کی فوجوں کا
 یہی میدان میں غازی یہی مسجدیں زہد تھے

کیا تھا جمع جس کو صاحبِ دُزِ شفاعت نے
 یہ چھوٹی سی جماعت درحقیقت اک بڑی شے تھی
 زمانے میں ہمیشہ رہنے والے دین کا حاصل
 عبارت جس سے پشتیبانیِ اولادِ آدم تھی
 شہیدوں کے لہو سے بار آور جس کو ہونا تھا
 یہ بندے سورۃ الحمد کی تفسیر تھے گویا
 خدا کی راہ میں یہ چند آدم زاد نکلتے تھے
 یہی چشمہ تھا نورِ حق کی دریا بار موجوں کا
 محمد کے صحابہ اور اللہ کے مجاہد تھے

لیکن ان کے بھی مدارج تھے

اگرچہ سب کے سب ذوقِ ارادت لے کے آئے تھے
 خدا کی راہ میں شوقِ شہادت لے کے آئے تھے

یہ آئے تھے کہ شمعِ دینِ حق کا بول بالا ہو
یہ مرگ و زندگی میں فیصلہ کرنے کو آئے تھے
نکل آئے تھے راہِ امتحانِ گاہِ لطاعت میں
پتنگے جل سچھیں لیکن اندھیرے میں اُجالا ہو
جو ان مردوں کی صورت مارنے مرنے کو آئے تھے
مگر موجود تھا فرقِ مراتبِ اس جماعت میں

آزمودہ

انہی میں وہ بھی تھے جو سختیاں سننے کے عادی تھے
یہ جب ایمان لائے تھے عدو تھا اک جہاں ان کا
یہ کڑیاں سہہ چکے تھے اپنے مالوں اور جانوں میں
دبان موت کے اندر بنکائے جا چکے تھے یہ
تہ خنجر ہو اللہ احد کہنے کے عادی تھے
ہو اتھا بارہا ہم و رجا میں امتحانِ ان کا
ہوئے تھے سرخرو ان ابتدائی امتحانوں میں
قتالِ بدر کے دن آزمائے جا چکے تھے یہ

نا آزمودہ

مگر ایسے بھی تھے ان میں کہ نو آموزِ الفت تھے
نہ جھیلیں تھیں بھی تک سختیاں ایمان لانے کی
ابھی اس عشق نے صورت نہ دکھی تھی تباہی کی
ابھی نا پختہ تھے نا آشنائے رنج و کلفت تھے
نہ کھیلی تھیں ابھی تک بازیاں سر بار جانے کی
ابھی ایمان کے دعوے کو حاجت تھی گواہی کی

۱۔ ہجرت کی رات کا خیال کرو۔ اور اس وجود کا خیال جو رسول اللہ کے بستر پر چادر تانے سو رہا ہے! وہ خیال کرو کہ رسول کو قتل و
شہید کر دینے کی سازش ہو چکی ہے! اور مکانِ تلواروں سے گھرا ہوا ہے۔ پھر تصور کرو اس قلبِ مطمئنہ کا جو پوری منیدلے رہا ہے۔
(مصطفیٰ)

ابھی اسلام کے انعام میں تحسین پائی تھی ابھی حصے میں ان کے دادِ رسوائی نہ آئی تھی
 ابھی تاحدِ مسجد شاعِلِ شوقِ عبادت تھے کہ تازہ واردانِ عرصہ ذوقِ ارادت تھے
 بسی تھی کامیابی بڈر کے دن کی نگاہوں میں یقینی بات تھی فتح و ظفرِ لیل کی نگاہوں میں
 سنا تھا غازیوں کا حال آنکھوں سے نہ دیکھا تھا سکون و صبر و استقلال آنکھوں سے نہ دیکھا تھا

شرطِ نصرتِ الہی

نہ دیکھا تھا کہ نصرتِ صبر کا انعام ہوتی ہے نہ سمجھے تھے اطاعت باعثِ اکرام ہوتی ہے
 برائے فتح پہلی شرط ہے ثابت قدم رہنا جماعت کا بہم رکھنا، جماعت کا بہم رہنا
 فلک ٹوٹے، زمیں پھٹ جائے، موت آئے کہ دم نکلے مگر ہرگز نہ ہادی کی اطاعت سے قدم نکلے
 یہی نصرتِ من اللہ کا اصولِ جاودانی ہے یہی اسلام کی شرطِ حصولِ کامرانی ہے
 اصولاً یاد تھا بیشک یہ مضمونِ ادق ان کو مگر بابِ عمل سے آج ملنا تھا سبق ان کو

۱۷ بڈر میں مسلمانوں کی فتح کے بعد مدینہ کے وہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے تھے جو ابھی تک متاثر تھے۔ ان کے مسلمان ہونے پر ان کو مبارکبادیاں ملی تھیں۔ اور تحسین کی گئی ان لوگوں نے وہ سختی نہ دیکھی تھی جو کہ کے مسلمانوں نے برداشت کی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جانا ہی میدانِ جنگ میں فتح کا ضامن ہے۔ (رشادِ الحکمۃ)

خصیت انسان — منافقین

بطاہرِ مسلمانِ بیباطنِ مسلمانوں کے دشمن

کھڑی تھی دوسری بھی اک جماعت آج میدان میں
 خصیت انسان انسانوں میں شیطانوں کے سائے تھے
 یہ افرادِ منافق تھے نبیؐ کی فوج میں شامل
 مینے ہی سے نکلے تھے منافق بھی مینے کے
 یہ اسلامی جماعت میں مٹوئے تھے اس لئے شامل
 یہ شامل بھی جماعت میں یہ خارج بھی جماعت سے
 انہیں دعوائے ایمان تھا مگر ایمان نہ لائے تھے

مجتہم ہو کے آئی تھی خباثتِ شکلِ انساں میں
 مسلمانوں کے دشمن ہی مسلمان بن کے آئے تھے
 ”تہی دستانِ قسمتِ اچھ سو دازر مہرِ کامل“
 سفینے ہی میں بیٹھے تھے مخالف بھی سفینے کے
 کہ اس پرے میں تخریبِ جماعت پر رہیں عامل
 شفاعت کے قریں بھی دُور بھی لیکن شفاعت سے
 یہ رحمتِ کوش بن کر دامنِ رحمت میں آئے تھے

۱۔ منافقین اُحد کا حال شاہنامہ اسلام جلد دوم میں نظم کیا جا چکا ہے۔ یہاں ان کی نیتوں کے فتور کا جس طرح اظہار ہوا اس کا بیان ضروری ہے۔ تاکہ نہ صرف اُحد کے واقعات سمجھ میں آسکیں۔ بلکہ آج بھی ملتِ اسلامیہ میں جو منافق شامل ہیں ان کی تخریبی کارروائیاں روشنی میں آجائیں۔

(مصنف)

مسلمانوں میں یہ اسلام کا اقرار کرتے تھے
ادھر کہتے تھے ہم اللہ کے آگے سر جھکاتے ہیں
خدا و خلق دونوں سے دعا مطلوب تھی ان کو
جہاں زلیست میں ان کے لئے کوئی نہ تھا اپنا
نہ رغبت دین سے ان کو نہ ذوق اسلام سے ان کو
یہ بزدل تھے مسلمانوں سے لڑنے کا نہ تھا یا را
تھیں اس بیو پار میں بھی کچھ اُمیدیں نفع ذاتی کی
یہ اس دنیائے دُوں میں اپنی دُنیا کی طرح دُوں تھے

مگر کفار سے ملتے ہی صاف انکار کرتے تھے
وہاں ہنستے تھے ہم ان بیوقوفوں کو بناتے ہیں
کمالاتِ بشر سے بس یا مرغوب تھی ان کو
یہ ہر سودے کے اندر دیکھتے تھے فائدہ اپنا
غرض اپنی غرض سے کام اپنے کام سے ان کو
مسلمان ہو گئے دیکھا نہ جب اس کے سوا چار
یہ دولت جمع کرتے پھر رہے تھے بے ثباتی کی
خدا کا نام لیتے تھے، نبی کے تشنہ خوں تھے

۱۰ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا
خَلَوْا إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا
نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ۝ (پ البقرہ ۱۳)

۱۱ وَيُخَدِّعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۝ (البقرہ ۲۰۲)

۱۲ مَذَّذِينَ بَيْنَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَىٰ هُوَ لَا إِلَىٰ وَ
لَا إِلَىٰ هُوَ لَا إِلَىٰ ۝ (پ الناصر ۱۳)

۱۳ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ
فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝
(پ البقرہ ۱۷)

یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لئے
ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم
تمہارے ساتھ ہیں اور ہم تو ان کی ہنسی اڑاتے ہیں۔
خدا کو اور مومنوں کو چکادیتے ہیں
ادھر بس لٹک رہے ہیں۔ نہ ان کی طرف نہ ان کی طرف۔
یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی کا سودا
کیا۔ تو نہ ان کی تجارت ہی نے کوئی نفع دیا نہ وہ ہدایت
یاب ہوئے۔

خدا و خلاق کو دھوکے میں رکھنا ان کی نیت تھی اگر کچھ تھی، تو ان میں بس یہی ایک قابلیت تھی
ہوا تھا تفرقہ انگیزیوں پر اتحاد ان کا چھپا تھا پردہ اصلاح کے اندر فساد ان کا

منافقوں کا سردار

یہ پورے تین سو بزدل مُسَلِّح اپنے کینے سے مسلمانوں میں شامل ہو کے بھلے تھے مدینے سے
چلن سے ان کے ثابت تھا کہ دل بیمار تھا ان کا منافق تھے یہ سب ابن اُبی سہرہ تھا ان کا
بظاہر نصرتِ اسلام پر تھی ان کی تیاری مگر وقت آ گیا تھا کھل رہی تھی آج عیاری
لباس ان کے بہت اُجلے تھے لیکن قلب کا لے کر مگر اب ایک ساعت میں یہ پردے اُٹھنے والے تھے
زچکے نُورِ امیاء سے عجب تاریک سینے تھے بظاہر تھے بڑے اشراف باطن میں کینے تھے

نمود و نام والے قریش مکہ

نمود و نام کے انساں قریشی حملہ آور تھے یہ قومی آن رکھتے تھے، بہادر تھے دلاور تھے

لہٰ كَالْوَارِثِ مَا جَنُّ مٌصْلِحُونَ ۝ اِلَّا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ (پ البقرۃ ع ۱۰)

کہتے ہیں، ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ حالانکہ یہ بلاشبہ فساد کرنے والے ہیں۔
خانہ قریش تمام عرب پر مذہبی حکومت رکھتا تھا جس کی وجہ کعبہ کی توہین تھی اس سبب وہ ہمسایگانِ خدا بلکہ اللہ یعنی
خانہ انہی کہلاتے تھے اس لئے کہ وہ کعبہ کے مجاور اور کلید بردار تھے لیکن ان کے غرور نے انکو سخر کر دیا تھا عقد الفرید اور طبری

نَسَب پر فخر تھا، رنگ اور خوں پر ناز تھا ان کو
 اگرچہ شرم کو شرمانے والے طور تھے ان کے
 انہیں اعمال ناموں پر نَسَب نامے مُقدم تھے
 نَسَب کے سامنے اعمال کی پروا نہ کرتے تھے
 یہ انسانی بلندی اپنی پستی کو سمجھتے تھے
 یہ دوشیزاؤں کی عِصمت دُری پر فخر کرتے تھے
 کوئی شے تھی نہ ان کی رائے میں پاکی و ناپاکی
 جہالت کی گسوٹی پر گسے تھے زشت و خوبان کے
 تھا یکسر باطل و مجموعہ اوہام دین ان کا
 یہ بندے پوجتے تھے اینٹ پتھر کے خداؤں کو
 رواج و رسم کی زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے یہ
 نمایاں اس پرستش میں بھی تھی شانِ مُودان کی

رُوم بد پر، افعالِ زبوں پر ناز تھا ان کو
 مگر اخلاق کے معیار ہی کچھ اور تھے ان کے
 کہ یہ پیدائشی اشرافِ مورو ثنی مکرم تھے
 یہ مُستِ حال استقبال کی پروا نہ کرتے تھے
 کمالِ حق پرستی بُت پرستی کو سمجھتے تھے
 یہ قتل و رہزنی غارت گری پر فخر کرتے تھے
 فواحش ان کا مذہب تھا، شجاعت ان کی سفاکی
 سرسِر تھے ثواب ان کی نگاہوں میں عیوب ان کے
 مگر اس دین پر تھا کس قدر پکّا یقین ان کا
 تاروں کو درختوں کو آلاؤں کو بلاؤں کو
 رضا کارانہ اس بیگار میں پکڑے ہوئے تھے یہ
 کہ دیکھیں اور کریں تحسین نصاریٰ وہی مُودان کی

۱۔ اپنے فحش کارناموں کو مشہور کرنے میں زبان کی ساری طاقت خرچ کرتے تھے۔ بت پرستی نے دل و دماغ پر قابض ہو کر ان کو توہم پرست بنا دیا تھا۔ فطرت کی ہر ایک شے پتھر، دشت، چاند، ستارے، پہاڑ، دریا وغیرہ کو اپنا مجسود سمجھنے لگے۔ رواج و رسم پرہتے تھے۔ مدعیانِ شرافت دیدہ دلیری سے اپنی بیٹیوں کو زمین میں زندہ گاڑ دیتے تھے (رحمۃ اللعین)

نمود و نام کے عاشق، رسومِ بد کے دلدادہ
یہ رسوائی کے ڈر سے دختروں کو قتل کرتے تھے
یہ اس باطل پرستی پر تھے کٹ مرنے پر آمادہ
شہادت کا تھا ان کو خوفِ اللہ سے نہ ڈرتے تھے

اسلام کی مخالفت کا سبب

اسی باطل پرستی کے خلاف اسلام آیا تھا
مگر اسلام لانے سے نمود و نام جاتے تھے
نسب ناموں کے طولانی فاتر چاک ہوتے تھے
بھلا و حشت نہ ہوتی کس طرح اسلام ہی ان کو
یہ معبودانِ سنگ و خشت سے مزہ مڑتے کیونکہ
فلاح دو جہاں کا راستہ جس نے دکھایا تھا
نمائش اور فخر و ناز کے سب کام جاتے تھے
نشانِ رنگ و خوں مٹتے تھے دامن پاک ہوتے تھے
کہ ملتیں تھیں رہائی کیسویں اصنام سے ان کو
بہت ناز تھے دل ان کے تہوں کو توڑتے کیونکہ

۱۔ آنحضرتؐ ایک طرف بت پرستی کی برائی کرتے تھے اور دوسری طرف بد اخلاقیوں اور افعالِ ذمیرہ اور فخر و غرور سے نفرت کا اظہار فرماتے تھے اور منع کرتے تھے۔ اس سے قریش کی شان میں فرق آتا تھا اور ان کی عظمت و اقتدار کی شنشہ ہی متزلزل ہوتی تھی۔
(سیرت النبی)

۲۔ مخالفتِ اسلام کا سبب بڑا سبب جس کا اثر قریش بلکہ سائے عرب پر کیساں پڑتا تھا یہ تھا کہ جو معبود سینکڑوں برس سے حاجت روائے خاص و عام بنے ہوئے تھے جن کے آگے وہ ہر روز پیشانی رگڑتے تھے اسلام ان کا نام و نشان مٹاتا تھا اور ان کے بارے میں کہتا تھا: **إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبٌ جَعَلْتُمْ** (الانبیاء ۲۲) تم اور جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب دوزخ کا ایندھن نہیں گے۔
(سیرت النبی)

خدا ہے اور واحد ہے سمجھ میں آنے لگتا تھا
 کسی کی یہ نہ سنتے تھے کوئی سمجھانہ سکتا تھا
 یہ اپنی ذات کو اشرف بھی تسلیم کرتے تھے
 مگر گرسگ و خنزیر کی تعظیم کرتے تھے
 گوارا تھا روئے دام و دود سجدے میں جھک جانا
 رہ حق میں قدم بھولے سے اٹھ جائے تو رک جانا
 حصولِ دینِ حق میں ان کو کھو جانے کا خطرہ تھا
 جہاں میں اشرفُ المخلوق ہو جانے کا خطرہ تھا
 گراں تھی سادگی اس قوم کی شانِ امارت پر
 امارت ہی نے اُکسایا تھا ان کو قتل و غارت پر
 نمائندے تھے یہ سارے عرب کی اکثریت کے
 علمبردار تھے دنیا میں دورِ جاہلیت کے

بطاہر غور بے جا بھی نہ تھا

بطاہر کوئی بے جا بھی نہ تھا فخر و غوران کا
 عرب میں شہرہ جنگ آوری تھا دورِ دوران کا

۱۔ خدا کی ہستی کا اقرار اور جزا و سزا کا تصور، نیک و بد اعمال پر نیک و بد نتائج کا مرتب ہونا ان کے نزدیک تمسخر تھا اور دہریے بھی عرب میں تھے۔ تین خداؤں کو ماننے والے بھی خدا اور انسان میں کشتی کرانے والے بھی، جیات موت کو اتفاق اور وقت سے موسوم کرنے والے اور تین سوساٹھ خداؤں کو ماننے والے بھی۔ (رحمۃ اللعالمین)

۲۔ اسلام کا اصل فرض اس طلسم کو برباد کرنا تھا۔ لیکن اسکے ساتھ قریش کی عظمت و اقتدار اور عالمگیر اثر کا بھی خاتمہ تھا۔ اس لئے قریش نے شدت سے مخالفت کی اور ان میں جن لوگوں کو جس قدر نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اسی قدر زیادہ سرگرم تھے (سیرت النبی) آج ہمارے زمانے میں عظمت و اقتدار والے یہ نہیں چاہتے کہ اعلیٰ معنوں میں اسلامی حکومت قائم ہو۔ کیونکہ ایسا ہو جائے تو ان کا ذاتی اور طبقاتی اقتدار مٹ جاتا ہے۔ (مصنف)

عرب کے ہر قبیلے نے سیادت ان کی مانی تھی
 زمیں پر دُور تک جھنڈے گڑے تھے ان کی جرات کے
 بوقتِ جنگِ انساں نہیں خوِ نخوار چیتے تھے
 یہ سب ناک تھے سفاک تھے جنگِ آزموہ تھے
 یہ جمعیتِ جدھر بھی ازپے بیدار اٹھتی تھی
 دھواں اٹھتا تھا چلتے تھے جہن آباد راہوں سے
 قوی بازو بھی تھے تعداد بھی ان کی زیادہ تھی
 برائے جنگ یہ گھر سے قدم جس دم اٹھاتے تھے
 کہ بیت اللہ پر ان کی نیابتِ خانہ دانی تھی
 مقابل میں نہ تھا کوئی قبیلہ ان کی طاقت کے
 سرِ میدان اپنے دشمنوں کا خون پیتے تھے
 ہزاراں بار سختی دیدہ و سنگِ آزموہ تھے
 فضا میں چار سو فریاد ہی فریاد اٹھتی تھی
 فلکِ رُپوش ہو جاتا تھا انسانی نگاہوں سے
 اثر والے بھی تھے امداد بھی ان کی زیادہ تھی
 دھڑک جاتا تھا دل دھرتی کا دشمن سہم جاتے تھے

بدر کی شکست کو یا شیر کو زخم

لگا ہیں ان کی خوف انگیز نظاروں کی عادی تھیں
 کسی نے پیٹھ دکھی ہی نہ تھی میدان میں ان کی
 پرانے تجربوں نے تمہیں ان کی بڑھادی تھیں
 شکستِ بدر سے فرق آگیا تھا شان میں ان کی

۱۔ قریش کا ناز و غرور بہت بڑھ گیا تھا۔ سارے عرب بلکہ روم و شام اور ایران تک ان کی سنی جاتی تھی۔ عربیہ بادشاہوں کے قافلوں اور مال کو لوٹ لیا جاتا تھا۔ مگر قریش مستثنیٰ تھے۔ روم و ایران میں ان کے مال تجارت پر محمول نہ تھا اور قبائل ان کے اثر میں تھے۔
 ۲۔ ان کو رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ دنیا کیا کہے گی (رشاد الحکمۃ)

(رشاد الحکمۃ)

غضب تھا، غیظ تھا، غصہ تھا، ان کو اس ہزیمت پر اٹھالایا تھا پھر میدان میں جوشِ انتقام ان کو اٹھے تھے دہرے اسلام کی ہستی مٹانے کو یہ تیاری یہ لشکر اور یہ سامانِ جنگ ان کا یہ کیا تھا، اک لقیں تھا ساز و سامان اور کثرت پر

پڑی تھی ضربِ کاری قومیت کی قدر قومیت پر بغیر انتقامِ بدر جینا تھا حرام ان کو ہدایت کا چراغ نور چھونکوں سے بجھانے کو یہاں تک بڑھ کے آنا چڑھ کے آنا بے درنگ ان کا نمود و نام پر رنگ اور خون پر شان و شوکت پر

ان کے ارادے

ہزیمت کو نشانِ حق نہیں گردانتے تھے یہ یہ وحدت کے مقابل اکثریت لے کے آئے تھے اُحد کی جنگ کیا تھی، انتقامِ وحیاء تھی یہ آئے تھے خدا والوں کا استیصال کرنے کو وہ جس نے انتم الاغلوں کا ثرہ سنایا تھا

کہ ان باتوں کو امرِ اللہ اتی جانتے تھے یہ کچل دینے مٹا دینے کی نیت لے کے آئے تھے رعونت کے سمندِ ناز پر اک تازیانہ تھی جو سرسجدوں میں جھکتے ہیں انہیں پال کرنے کو اُسے خاموش کرنے کو انہیں شیطان لایا تھا

یہ آئے تھے مسلمانوں کے قتلِ عام کی خاطر

یہ سب کچھ کس کی خاطر تھا، نمود و نام کی خاطر

ڈرو نہیں، غمگین نہ ہو، تم ہی ڈر رہو گے اگر تم ایماندار ہو

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ (پ آ ل عمران ۱۳۹)

باب سوم

تینوں جماعتیں اپنے اپنے رنگ میں

قریش

سرِ میداں نمایاں ہو رہا تھا حال تینوں کا
 قریش اپنے نمود و نام کا ڈنکا بجاتے تھے
 جتاتے تھے کہ ہم بھی ہیں، ہمیں بھی ماننا ہوگا
 ہم اپنی برتری منوائیں گے شمشیر کے دم سے
 نمود و نام والوں کا، شرفیوں کا، کمینوں کا
 جانوں اور سامانوں کو میداں میں بجاتے تھے
 زمانے بھر کے انسانوں سے افضل جاننا ہوگا
 اگر ہم کو نہیں تم مانتے، آؤ لڑو ہم سے

مُسلک

شرفِ انساں ہساواتِ بنی آدم کے حامی تھے
 براک انسان کے جینے کا حق منوانے آئے تھے
 اخوت کے مبلغ تھے محبت کے پیامی تھے
 ورقِ تاریخِ استبداد کا اٹانے آئے تھے

انہیں لایا تھا اس میدان میں جذبہ بھلائی کا
 ضعیفوں کی مدد کا اور غلاموں کی ربائی کا

منافق

خیشوں پر مگر اک گوگو کا رنگ طاری تھا
 بندھی تھیں گھگیاں رُحوں پہ خوفِ جنگ طاری تھا
 یہ بکھے تھے فقط مالِ غنیمت کی امیدوں میں
 نہ تھا منظور ان کو نام لکھو انا شہیدوں میں
 نظار موت کا دکھیا تو جانیں ان کی تھریں
 پسینے چھٹ پٹے چہروں کے اوپر زردیاں چھپاں

جماعتوں سے بالا، خدا کا رسول

مگر اللہ کا مرسل، مگر اسلام کا ہادی
 وہ جس کی ذات پر موقوف تھی بندوں کی آزادی
 اٹھا تھا ساری دُنیا کے مصائب ڈور کرنے کو
 جفا کا آئینہ سنگِ وفا سے چور کرنے کو
 وہ حملہ آوروں کی شوکت و حشمت سے واقف تھا
 قریشی قوم کی بیباکی و جرات سے واقف تھا
 وہ اپنے ساتھ سرمایہِ نِطاق ت لے کے آیا تھا
 صداقت کا مبلغ تھا صداقت لے کے آیا تھا

اُس کے ساتھی

ہزار افراد اس کے ساتھ بکھے تھے مدینے سے
 انہی میں تین سو افراد تھے لبریز کینے سے
 وہ ان کی نیتوں ان کے ارادوں سے بھی واقف تھا
 وہ ان نیتوں کے آئندہ فسادوں سے بھی واقف تھا

مگر جب تک زبانیں ان کی تھیں اللہ کی اقراری
شرعیات ان سے کر سکتی نہ تھی اظہارِ بیزاری
رسالت نے ہمیشہ رحم کھایا حال پر ان کے
کیا شاہد فقط اعمال کو اقوال پر ان کے

کانٹوں سے پھول

انہی کانٹوں میں اُمید گلِ توحید تھی اُس کو
زمینِ شور سے پیدا کئے تھے پھول بھی اُس نے
یہ جمعیتِ بظاہر شامل تھی چند جانوں پر
یہی جمعیتِ معقول یعنی سات سوانساں
انہی پر اشرفُ المخلوق کا اطلاق ہونا تھا
سکھا کر دردمندی اور شرافت کے اصول ان کو
کہ ان کی نسل سے اسلام کی اُمید تھی اس کو
مرتب کی تھی اک جمعیتِ معقول بھی اُس نے
اسی کی پیروی لیکن مقدر تھی زمانوں پر
خدا و مصطفیٰ پر آج ہونے آئے تھے قرباں
انہی کو تاقیامت شہرہ آفاق ہونا تھا
سر راہِ شہادت لے کے آیا تھا رسول ان کو

۱۔ رسول اللہ صلعم سے اکثر کہا گیا کہ منافقین کو سزا دیجئے ہمیشہ فرمایا، کیا وہ زبان (ظاہر) سے اللہ کا انکار کرتے ہیں؟
(دیکھو طبری و طبقات)

۲۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن ابی منافق کی حرکتوں سے غصہ میں بے تاب ہو گئے اور عرض کی کہ کسی کو ارشاد ہو اس منافق کی گردن اڑا دے۔ آنحضرت نے فرمایا کیا تم یہ چرچا پسند کرتے ہو کہ محمد اپنے ساتھ والوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں
(سیرت النبی)

کفار مکہ اور مسلمان آمنے سامنے

اُدھر نازاں تھے کثرت پر نمود و نام والے بھی
اُدھر راضی رضائے حق پہ تھے اسلام والے بھی
نمود و شان و شوکت شور و غوغا کثرت کا
اقلیت کی خاموشی تقاضا حسن نیت کا

منافقین کا جماعت سے کتراجانا

کھڑے تھے اب منافق اس طرح اسلام سے ہٹ کر
سمٹ جاتا ہے جیسے ابروئے صبح سے چھٹ کر
شہادت کے لئے غازی ہوئے جس وقت آمادہ
صفیں ہونے لگیں میدان میں بہر جنگ استاد
برائے حفظِ دین تسلیمِ جاں کا وقت اپنچا
میانِ دوست دشمن امتحان کا وقت اپنچا

ہوئے بہر جہاد اسلام کے غازی جو صف بستہ

تو — انہوہ منافق نے مدینے کا لیا راستہ

نعرہ منافقانہ

کیا ابنِ اُبی نے جب ارادہ بھاگ چلنے کا
نکالا ڈھونڈ کر اُس نے بہانہ بچ نکلنے کا
پکارا ”مشورہ میرا محمدؐ نے نہیں مانا
مجھے کچھ بھی نہیں سمجھا مجھے کچھ بھی نہیں جانا

دیا تھا مشورہ میں نے مینے ہی میں رہنے کا
 محمد نے کوئی عزت نہیں کی میری رائے کی
 میری رائے نہ مانی، رائے مانی چند لڑکوں کی
 وہ لڑکے جن پر عائد ہی نہیں فرض جہاد ایک
 محمد ان کے کہنے پر نکل آئے مدینے سے
 نظر آتا ہے بھاری مجھ کو تشری فوج کا پلہ
 نظر آتی ہے نسبت مجھ کو پربت اور رائی کی
 جو داناہیں وہ بچوں کی طرح ضد پر نہیں اڑتے
 پیام موت ہے جب چوٹی کے پر نکلتے ہیں

وہاں کوئی بھی اندیشہ نہیں تھا خون بہنے کا
 سہول میں پڑا نپی جان پر اب کیوں پڑے کی
 ہلاکت اب ہماری ہو گئی پابند لڑکوں کی
 میں کھانے کھیلنے کی چند باتیں جن کو یاد آتیک
 یہ ملت ہو چکی ہے واقعی اب سیر جینے سے
 مسلمان سہہ نہیں سکتے بظاہر ایک بھی بد
 بھلا دیکھو تو، یہ بھی کوئی صورت ہے لڑائی کی
 ہمیں رکھنے معاف، ایسی لڑائی ہم نہیں لڑتے
 وہ مرجائیں جو مرنا چاہتے ہیں، ہم تو چلتے ہیں!

فوجِ اسلام کا تاثر

نمایاں کر کے انسانی کچی کو، اور کہینے کو
 منافق منہ پھلا کر بولیا سیدھا مدینے کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸ میں بندھنے لگیں تو ابن ابی نے گھر کا راستہ لیا۔ پکار کر کہا، محمد نے میری رائے نہیں مانی۔ ان لڑکوں کی
 رائے پر میدان میں نکلے ہیں جن پر جہاد بھی واجب نہیں۔ یہ کہہ کر شتر کی طرح آگے ہی آگے ہو لیا۔ (طبری)
 ابن ابی نے کہا ہم محمد کی نصرت کرتے ہیں، مگر مدینے کے اندر رہ کر۔ یہاں لڑائی تو کوئی بھی نہیں ہے محض ہلاکت
 ہے۔ پھر جب لڑائی ہی نہیں تو نصرت کیسی۔
 (رشاد الحکمتہ)

وہ بزدل بے دفاعِ دار جو ساتھ آئے تھے اُس کے
 فلک حیران تھا اہل زمین کی کج ادائیگی سے
 صداقت کی گواہی جس گھڑی شمشیر نے چاہی
 یہ نقشہ دیکھ کر مجھو تخیر رہ گئے غازی
 اُحد میں فوجِ مُسلم پر یہ پہلی ضربِ کاری تھی
 ابھی ساعت نہیں آئی تھی خنجر آزمائی کی
 کہ پورے تین سو افراد نے یوں بے وفائی کی

۱۔ جب عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھی گھروں کو چل نکلے تو عمر بن حزام کے فرزند عبداللہ نے جو نبی سلمیٰ میں
 سے تھے ان کا پیچھا کیا اور یہ کہتے چلے کہ برادرانِ قوم میں تمہیں خدایا دلا تا ہوں، اور وہ وعدہ جو رسول اللہ
 کے کیا تھا۔ دیکھو اپنی قوم سے منہ نہ موڑو اور اللہ کی راہ میں جان بازی دکھاؤ، دشمنوں کو پیچھے ہٹاؤ۔ انہوں نے
 جواب دیا، یہاں ہمیں تو کوئی لڑائی بھڑائی نظر نہیں آتی، اگر لڑائی نظر آتی تو کاہے کو جاتے۔ آخر یہ مدینے میں
 جا گئے۔ اور عبداللہ نے پکار کر کہا، عزیزو! خدا تمہیں اس کی سزا دے گا۔ اور انشاء اللہ اسلام کو تمہارے
 تعاون سے بے نیاز کر دے گا۔
 (سیرۃ القرآن علامہ رشید رضا مہری)

باب چہام

اُحد میں لشکروں کی ترتیب

صفوفِ اسلامی

بروئے لشکرِ شیطان یہ آدم زاد باقی تھے
مگر یہ مطمئن تھے مُصطفیٰ موجود تھا ان میں
بہت ممکن تھا اس سے پاؤں اکثر کا پھسل جانا
نظرِ حق و صداقت پر ہی رکھی حق پسندوں نے
اب اس سے دو تہائی رہ گیا اسلام کا لشکر

خُدا کی فوج میں اب سات سو افراد باقی تھے
نہ کثرت تھی نہ سامانِ وغنا موجود تھا ان میں
ہزار افراد میں سے اک تہائی کا نکل جانا
کوئی پروا نہ کی اس کی مگر اللہ کے بندوں نے
مقابلِ مشکروں کے تھا ہی کیا اسلام کا لشکر

اسی سے کام لینا تھا مگر محبوبِ داور کو دیا ترتیب آنحضرت نے اس چھوٹے سے لشکر کو

تیر اندازوں کا تعین اور تاکیدِ استقامت

پچاس افراد تیر انداز اک ٹیلے پر ٹھہرائے کہ یہ گھاٹی بہت ہی سخت ہے اللہ کے بندو مبادا اس طرز سے فوجِ دشمن حملہ آور ہو مری آنکھیں لگی ہیں دشمنوں کے اُن سواروں پر تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تم قائم یہیں رہنا مسلمان جنگ میں مغلوب ہوں یا غالب آجائیں ہماری فوج نے میدانِ جیتا ہو کہ ہارا ہو

قسم ان کو دلائی اور یہ الفاظ فرمائے مثالِ کوہِ ڈٹ جاؤ یہاں اے کوہ مانندو تمہاری استقامت کا خدائے پاک یاور ہو کہ غفلت دیکھ لیں تو آپڑیں غفلت شعاریں بہم اک دوسرے کے متصل رہنا قرین رہنا بھگا دیں دشمنوں کو یا نہز میتِ خمی کھا جائیں ظفرِ پیشِ نظر ہو یا خلاف اس کے نظار ہو

۱۔ یہاں عینین کی پہاڑی تھی جو لشکر کے بائیں جانب تھی۔ اور جس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی گھاٹی میں دشمن تھے۔ انڈیہ تھا کہ دشمن ناگمان پیچھے سے نکل کر حملہ نہ کر دیں۔ آپ نے پچاس تیر اندازوں کو یہاں مقرر فرمایا اور تاکید کی کہ یہاں جھے رہنا۔

(خاتم المرسلین)

۲۔ آپ نے فرمایا مسلمان کامران ہوں یا ناکام، مگر تم اس گھاٹی سے نہ ہٹنا۔ آپ کے الفاظ یہی تھے۔ اگرچہ تم کھینو کہ پرندے لشکرِ اسلام کو اچک کر لٹے جا رہے ہیں جب بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ مشرک تم پر پلٹ پڑیں۔

(تفسیر القرآن رشید رضا مہری)

مناہی ہے تمہیں اس مرحلے کو چھوڑ دینے کی
 در اندازوں کا خطرہ ہے یہاں زبان بن جاؤ
 سوارانِ قریش اس راہ سے ہم پر اگر آئیں
 بہادر حملہ آور اڑنے مرنے سے نہیں ڈرتے
 شکست و فتح کی اچھی بُری کوئی بھی صورت ہو
 جے رہنا اسی ٹیلے پر ہر دم باخبر رہنا
 ہے تم پر فرض نگرانی عقبے آنے والوں کی
 ہدایت کو جو مانے بس وہی سچا مجاہد ہے

نہ کرنا جرات اس عہد وفا کو توڑ دینے کی
 رہو پُشتے پر قائم اور پُشتیبان بن جاؤ
 تو سب مردانِ تیر انداز ان پر تیر برسائیں
 مگر بہوار تیروں کے مقابل رُخ نہیں کرتے
 تمہاری رائے میں ہم کو مدد کی بھی ضرورت ہو
 کوئی صورت ہو مضبوطی سے اپنے حال پر رہنا
 رکھو تحدید اپنے نفس کی اپنے خیالوں کی
 یہ تم پر عہد ہے جس کا خدائے پاک شاہد ہے

تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیر کا تقریر

غرض مردانِ تیر انداز پُشتے پر ہوئے قائم
 کہے بہ نصیحت اور بھی کلماتِ خیر ان پر

نظر میں تاکہ رکھیں درۂ مخدوش کو دائم
 معین کر دینے افسر یہاں ابنِ جبیر ان پر

۱۷ آپ نے فرمایا اگر سوارانِ قریش لشکر کی پشت سے حملہ آور ہونا چاہیں تو ان کو چوڑے پھال کے تیروں سے مارو گھوڑے
 تیروں کا رُخ نہیں کرتے
 (ابن اسحق)

۱۸ فرمایا میں تم پر خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تم کو اس ٹیلے پر قائم رہنے کی تبلیغ کی۔
 (رشاد الحکمتہ)

بقیہ فوج کی تقسیم

بقیہ فوج کو ہادی نے یوں تقسیم فرمایا
 جمایا سعد کو اور ابو عبیدہ کو مقدم پر
 عکاشہ کو یعنی فوج پر مامور فرمایا
 زبیر و حمزہ و خیدر کو قلب فوج پر رکھا
 سلیقہ ربط و ضبط جنگ کا تفہیم فرمایا
 جو ان مردانِ ساقہ پر کیا مقدار کو افسر
 ابو سلمہ کی سرداری میں بازوئے یسار آیا
 ستارہ مجاہد کا اٹھا کر اوج پر رکھا

علمبردار اسلام

ہو ارشاد مصعب بن عمیر آگے بڑھو آؤ
 ہوا فرطِ خوشی سے رنگِ رخ گلنار مصعب کا
 مجھکے، بوسہ دیا، سرکار کے دست مبارک پر
 یہ جھنڈا صلح کا پیغام تھا دنیا کے ہستی میں
 تم اس فوج مجاہد کے علمبردار بن جاؤ
 کہ یہ پاسِ وفا اللہ کے نادار مصعب کا
 مثالِ کوہِ میدان میں ہوئے قائم علم کے
 نشانِ حق پرستی تھا جہانِ خود پرستی میں

۱۔ اپنے ابو عبیدہ بن الجراح اور سعد بن ابی وقاص کو مقدمہ پر اور مقداد کو ساقہ پر مقرر کیا حضرت عکاشہ بن محض اسدی کو مینہ
 پر اور بوسلہ بن عبدالاسد کو میسرہ پر حضرت علیؓ اور زبیرؓ کو قلب میں مقرر فرمایا۔ (طبری)

۲۔ آپ نے مصعب بن عمیرؓ کو اُحد میں بھی علمبردار بنایا۔ (طبری)

میدانِ اُحد میں ارشاداتِ عالیٰ

مُرتب کر لیا جب لشکرِ اسلام ہادی نے
 کہا جب تک نہ دشمن خود کرے اقدام لڑنے کا
 بگوشِ ہوشِ سُن لو یہ نصیحت اے مسلمانو!
 بہر صورت اطاعت اور طاعت ذاتِ باری کی
 نصیحت سے یہی وقتِ جہادِ ایمان والوں کو
 ذخیرہ خیر کا ہے یا مقامِ آخر و جزا کا ہے
 جہاد اُس کے لئے ہی جو خدا کی چاہ رکھتا ہے
 جسے ذوقِ یقین اللہ پر ہے اور قیامت پر
 جو اپنے فرض کو سمجھے جو اپنا فرض ادا کرے
 متاعِ رُشد و رافت جس کو مالک سے ہو ارزانی

سُنایا اس طرح اللہ کا پیغام ہادی نے
 ہماری سمت سے آئے نہ ہرگز نام لڑنے کا
 کہ مخلوقات کا حق اپنے حق سے بھی فزوں جانو!
 علامت ہی خلوص و صدق کی پرہیزگاری کی
 ہے یاد آیتِ حق العبادِ ایمان والوں کو
 یہ سب کس کے لئے، اُس کے لئے ہی جو خدا کا ہے
 فساد اُس کے لئے جو حُبِ مال و جاہ رکھتا ہے
 بوقتِ جنگ وہ قابض رہے گا استقامت پر
 جو اپنی جانِ خالق کی محبت میں فدا کرے
 مقدر میں اُسی کے ہے شہادت اور قربانی

اے آپ نے میدانِ اُحد میں جنگ سے پہلے خطبہ ارشاد فرمایا اور تاکید فرمائی کہ پہل نہ کی جائے۔ نیز مسلمانوں کو راستی اور راست شجاری اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے اور اہل حلال کی تاکید کی اور فرمایا کہ جہاد کے معنی ادا کرنے ہیں جان و مال کے ساتھ

(ارشادِ الحکمتہ)

شکست و فتح سے بے نیازی

خدا کے حکم پر خلقِ خدا کے واسطے مرنا
جو حق کو دوست رکھتا ہے خدا ہے دوستدار اس کا
شکست و فتح کو تم چھوڑ دو اُس کی مشیت پر
خدا ہر آئندہ ہے یتیموں کا جاننے والا

بہت آساں ہے کہنا بہت دشوار ہے کرنا
نظر ہے جس کی ناحق پر تو ہے شیطان یا اس کا
نظر رکھو فقط حسنِ عمل پر حسنِ نیت پر
ہماری حال اور اعمال کو پہچانتے والا

شہادت ہی اصل اسلام ہے

شہادت ہی جہادِ فی سبیل اللہ کی صورت ہے
مسلمان کا حصولِ مال و زر کیا ہے شہادت ہے
جہادِ راہِ حق کیا ہے غزا کیا ہے شہادت ہے
اسی صورت سے نصرت کی طلب کرتے ہوئے نکلو

برائے فتح صبر و استقامت کی ضرورت ہے
مسلمان کے لئے فتح و ظفر کیا ہے شہادت ہے
ہماری زندگی کا مدعا کیا ہے شہادت ہے
کہ ارشاداتِ باری کا ادب کرتے ہوئے نکلو

طاعتِ پیمبرؐ اور راستی

فقط خوشنودیِ خالقِ اسی پر ہے مسلمانو
کہ پیغمبر کرے جو حکم لازم اس کو گردانو
تمہارے نفس پر جو فرض عاید ہے بجالاؤ
نہ تم سختی سے گھبراؤ نہ اپنی حد سے بڑھ جاؤ
میں ہر آئینہ خواہاں ہوں تمہاری راستبازی کا
یہی دنیا میں ہے سب سے بڑا انعام غازی کا

پہلو تھی، تفرقہ و نفاق کی ممانعت

ادائے فرض سے پہلو تھی تاخیر و کوتاہی
ہیں ان سب کے نتائج ضعیفایاں اور گمراہی
نفاق و اختلافِ باہمی ہے جنٹ باطن کا
یہ اُن کے کام ہیں اللہ پر ایماں نہیں جن کا
جماعت میں جو ڈالیں تفرقہ بہر زر اندوزی
خُدا دیتا نہیں ایسوں کو ہرگز فتح و فیروزی

نہ ڈھونڈو آسرا راہِ خُدا میں جُز خُدا کوئی

خُدا کے قُرب کا راستہ نہیں اس کے سوا کوئی

رسول کی اطاعت نصرت کا وسیلہ ہے

وسیلہ نصرتِ حق کا پیغمبر کی اطاعت ہے
 پیغمبر جس عمل کا حکم دے کرنے پہ جھک جاؤ
 شفاعت اس کا حصہ ہے جسے حق پر فاعلت ہے
 پیغمبر روک دے جس کام سے فی الفور روک جاؤ
 لگ تفریق سے رہ کر رہو ملت سے وابستہ
 کہ ہے فوز و فلاح دو جہاں کا ایک ہی رستہ

موت و حیات اور حلال و حرام

خیالِ مرگ سے بے فائدہ انسان ڈرتا ہے
 بقدر ایک نفس قبضے میں لاسکتا نہیں کوئی
 بغیر اذنِ خالق کوئی جیتا ہے نہ مرنے کا ہے
 بڑھا سکتا نہیں کوئی گھٹا سکتا نہیں کوئی
 تقدیر رزقِ حق کا جس قدر کھانے لے جب تک
 فرشتہ موت کا اُس پر مسلط ہو نہیں سکتا
 تمہیں اس باب میں ایمان کو مضبوط رکھنا ہے
 مسلمانوں کے حصے میں فقط اکلِ حلال آئے
 خدا کی نعمتوں سے اپنا حصہ پانے لے جب تک
 بغیر حکمِ حاکمِ جان شیریں کھو نہیں سکتا
 حصولِ رزق میں پاکیزگی ملحوظ رکھنا ہے
 کمی بیشی کی صورت ہو تو رزق کا خیال آئے

۱۔ آپ نے فرمایا کوئی ذی جان اپنا پورا رزق ایک ایک دانہ وصول کئے بغیر نہیں رکھتا۔ (طبری، طبقات ابنِ اسحق)

نہیں گنجائش مالِ حرامِ اسلام کے اندر
 محارم سے کرو پرہیز اگر ایمان والے ہو
 گنہ آلود فکرِ رزق کی تم کو مناہی ہے
 مقامِ جنگ ہو یا صلح کا ہنگام ہو کچھ ہو
 طریقِ راستبازی چھوڑ دینا منع ہے تم کو
 مسلمانو! یہ درسِ زندگی جب تک بھولو گے
 صفوں کو انتہائی ربط سے آراستہ کر لو
 صفائے قلب سے میدان میں استادہ ہو جاؤ
 جو تیر انداز ہیں قائم رہیں مخدوش ٹیلے پر
 بصد اصرار کی جاتی ہے تاکیدِ اکیدان کو

گوارا ہو نہیں سکتا یہ کامِ اسلام کے اندر
 پیمبر تم میں ہے موجود تم قرآن والے ہو
 یہ تلقینِ پیغمبر ہے یہ ارشادِ الہی ہے
 حصولِ رزق میں تکلیف ہو آرام ہو کچھ ہو
 صفا کاشیشہ دل توڑ دینا منع ہے تم کو
 جہانِ کامرانی میں پھلو گے اور ٹھولو گے
 دلوں کو نورِ جوش و ضبط سے پیرا ستہ کر لو
 جہاد فی سبیل اللہ پر آمادہ ہو جاؤ
 نظر تا اختتامِ جنگ ہو دشمن کے حیلے پر
 کہ ٹیلے سے نہ بھٹکا دے کسی منظر کی دیدان کو

خلافِ راہِ پیغمبر قدم جو بھی اٹھائے گا

کوئی رستہ نہ دیکھے گا، کوئی منزل نہ پائے گا

۱۷ آپ نے فرمایا، مالِ حرام حاصل کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ (سیرت ابن اسحق)

۱۸ خلافِ پیغمبر کے رُہ گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید (سعدی)

فوجِ غنیم کی ترتیب

قریشی حیویش کی تقسیم

ادھر کفارِ مکہ نے سجایا فوجِ والوں کو
 سنبھالا افسروں نے پیدلوں کو اور رسالوں کو
 سپہ سالار ابوسفیاں بصد فخر سپہ داری
 سر میدان کرتا تھا نمودِ شانِ سالاری
 دکھائی افسرانِ فوج نے تنظیمِ شکر کی
 ہوئی تھی رات ہی سے اس طرح تقسیمِ شکر کی

خالد کا رسالہ

رسالہ اکِ میں پر جس کا خالد بن ولید افسر
 وہ خالد جس کو اکِ دن خادمِ اسلام ہونا تھا
 مثالِ شیرِ غرّانِ مستعدِ ہر دمِ جھپٹنے پر
 وہ جس کو فاتحِ ایرانِ دروم و شام ہونا تھا
 جسے اسلام کے ہاتھوں میں سیفِ اللہ بنا تھا
 ابد تک نامِ جس کا رشکِ مہر و ماہ بنا تھا
 مقدر تھی قیادت جس کو افواجِ الہی کی
 وہ خالد لے کے آیا تھا یہاں نیتِ تباہی کی

۱۰ حضرت خالد بن ولیدؓ جو بعد میں اسلام لائے اور سیف اللہ مشہور ہوئے۔

عکرمہ بن ابو جہل کا رسالہ

اسی صورت رسالہ میسرے پر بھی جمایا تھا
 دماغِ عکرمہ ابنِ ابو جہل آج کیا ملتا
 خبر کیا تھی کہ اک دن ماہِ اسلام ہونا،
 نہیں تھی تابِ ابھی نورِ جہاں تابِ محمد کی
 یہاں ابو جہل کے فرزند کو افسر بنایا تھا
 کہ اس کو اب نظر آتا تھا بدلہ باپ کا ملتا
 خدا کے غازیوں میں عکرمہ کا نام ہونا ہے
 قسم کھا کر چلا تھا قتلِ اصحابِ محمد کی
 بڑا فتنہ تھا اعدائے رسولِ پاک میں یہ بھی
 سواروں کا پرالے کر کھڑا تھا تاک میں یہ بھی

ابوسفیان اور کفار کے علمبردار میں جھڑپ

تھا شہرہ آلِ عبدالدار کی شانِ شجاعت کا
 قریش تکہ جب بھی تاخت پر تیار ہوتے تھے
 انہی میں اک بہادر پہلواں کا نام تھا طلحہ
 نشاں بردار ٹھہرایا گیا ان کو جماعت کا
 تو عبدالدار والے ہی علمبردار ہوتے تھے
 عدوئے دینِ حق تھا دشمنِ اسلام تھا طلحہ

اے عکرمہ بن ابی جہل جو اسلام کا شدید ترین دشمن تھا، فتح مکہ کے بعد عفو عام کی صورت میں تیرے آخر مسلمان ہو گیا اور شام
 کے حکروں میں اسلام کے لئے جنگ کی۔
 (طبری اور ابن اسحق)

تے قبیلہ عبدالدار کو قریش کی علمبرداری کا منصب حاصل تھا۔
 (طبری)

ابوسفیاں نے بلوایا اُسے اور منس کے فرمایا
ہم آئے ہیں یہاں پر انتقام بدر لینے کو
علم پر برسِ رمیداں اگر کوئی وبال آیا
علم ہو سرنگوں تو کوئی لشکر تھم نہیں سکتا
تجھے اے طلحہ اس لشکر کی عزت آج رکھنا ہے
ذرا دل تھام کر قرشی علم کو تھامنا طلحہ
علم بردار ہی کے دم سے ہے بازی لڑائی کی
نہ ہو مہمت تو لاؤ خود علم اپنا اٹھالیں ہم

طلحہ کا جوابِ سخت

ابوسفیاں کے طعنے سے غضب میں بھگ گیا طلحہ
کہا کیوں اس قدر باتیں بتاتے ہو ابوسفیاں
زباں پر آئی گالی ضبط لیکن کر گیا طلحہ
سر رمیداں کمینہ پن دکھاتے ہو ابوسفیاں

۱۔ ابوسفیاں نے طلحہ بن عثمان سے ابو عبد اللہ کا سردار تھا کہا، تم اس لو اور مضبوط پکڑو یا ہمارے درمیان چھوڑ
دو۔ کیونکہ جب نشان پر زوال آئے گا تو پھر قیام نہ ہوگا۔
(طبقات ابن سعد)

علم بردار ہونا حق ہے میرے ہی گھرانے کا
 میں واقف ہوں تمہارے حاسدانہ رنگِ خصلت سے
 اگر مغلوب ہو جانے کا ہوتا کوئی اندیشہ
 یقینِ فتح ہے تم اس لئے باتیں بناتے ہو
 شرارتِ وقتِ نام و رنگ کرنا چاہتے ہو تم
 قسم ہے لات کی کہنا تمہارا ہونہیں سکتا
 علم برداریِ جنگِ آلِ عبدالدار کا حق ہے
 نمود و نام کی تم ہم کو ترکیبیں سکھاتے ہو
 ہمارا فرض کیا ہے تم سے بہتر جاننے میں ہم
 حفاظت اس علم کی ہے ہمارا کام، ہم نہیں
 تمہارے پیٹ میں اٹھے نصیحت کا مڑا کیوں
 میں اُس کو دیکھ لوں گا جو علم لینے کی ٹھانے گا
 مجھے محروم کرنا چاہتے ہو آج شہر کے
 علم کا نام ہی لیتے نہ ہرگز تم دعا پیشہ
 بہادر بنتے ہو تنہ ہو اور شیخی دکھاتے ہو
 سرِ میداںِ محبھی سے جنگ کرنا چاہتے ہو تم
 کسی کو ہم علم دے دیں گوارا ہونہیں سکتا
 تمہاری کدو کاوش آج اس باسے میں ناحق ہے
 سپہ سالار بن کر شانِ اُستادی دکھاتے ہو
 بہادر اور بزدل کون ہے پہچانتے ہیں ہم
 ہم اپنا نام اُچھالیں یا کریں بدنام ہم جانیں
 ہمارے کام میں اٹھاؤ تم آ کے روڑا کیوں

علم کو لے سکو گے تم نہ منت سے نہ جبراً
 مہتاب سامنے سے اس نصیحت کا ہے شکر

ابوسفیان کا کھسیانا پن

ابوسفیان ہو اطلحہ کی باتوں سے جو کھسیانا
 اگر رکھو گے باہر ضابطے سے تم قدم اپنا
 کہا اطلحہ نے لیکن وہ علم جب بن کے آئے گا
 غرض یہ تو تو میں میں رد و کد اور تیز گفتاری
 جہاں کبر و عنوت ہو وہاں جھگڑا ضروری ہے
 علم کے سائے میں بڑھ بڑھ کے عبدالدار والوں نے
 کہا اے طلحہ تم نے میرے مطلب کو نہ پہچانا
 تو اتنا یاد رکھو ہم بنالیں گے علم اپنا
 اُسے بھی کوئی عبد الدار والا ہی اٹھائے گا
 ہونی مشکل سے ختم، اور پائی اطلحہ نے علمداری
 یہ وحدت کے منافی ہے اسی کا نام دُوری ہے
 صفیں آراستہ کیں پیدوں نے اور سواروں نے

لشکرِ مشرکین کی صف بندی پر ایک نظر

یہ طاقت کی حماقت تھی خودی کی خود نمائی تھی
 یہ عبودانِ باطل کی مدد کرنے کو آئے تھے
 بہت مرغوب تھا آئینِ باطل کا دوام ان کو
 یہ دشمن تھے شریفیوں کی حمایت کرنے والوں کے
 بشر کی فطرت بد تھی مجتہم ہو کے آئی تھی
 خدا کا آخری پیغام رُذکر نے کو آئے تھے
 شکست بُد رکالینا تھا حق سے انتقام ان کو
 مخالف تھے ضعیفوں سے رعایت کرنے والوں کے

انہیں مطلوب تھی نام آوری بھی قتل و غارت بھی
 یہ تاریکی میں رکھنا چاہتے تھے اس زمانے کو
 گمانِ شعلاء جو آلہ ہوتا تھا لعینوں پر
 تبر تیر اور خنجر اور ڈھالیں اور تلواریں
 تڑپ اٹھتی تھیں لوہے کی انہیں اٹھ کے شانوں سے
 ستم بھی نندنہ انگیزی بھی اظہارِ امارت بھی
 یہ آئے تھے چراغِ نور بھونکوں سے بھجانے کو
 چمکتے تھے سروں پر خود چار آئینے سینوں پر
 جمی تھیں بھوری بھوری ریت پر لوہے کی دیواریں
 عیاں ہوا شہا جس طرح سانپوں کی زبانوں سے

اپنا اپنا رنگِ نمائش

عمر و ابنِ عاص

نمایاں کر رہا تھا فخرِ جنگی جیش جیش اپنا
 نمایاں تھے سفوں میں سرغے بھی خاص خاص ان میں
 وثیقہ اپنا اجالش اور کنازہ اور قریش اپنا
 بہت نامی بہت مشہور تھے عمر و ابنِ عاص ان میں
 مجاہدین کے جس کو تابہ ارض نیل جانا تھا
 وہی عمر و ابنِ عاص اک دن جسے اسلام لانا تھا

سے بڑے جھنڈے کے علاوہ اُحد میں قریش کے تین جھنڈے تھے۔ قبیلہ اجالش اور کنازہ اپنا اپنا علم اڑا
 ہے تھے۔ اس لشکر میں ہر قبیلہ اپنا نشان امتیازی ظاہر کر رہا تھا (رشاد الحکیمہ)

سے عمر و ابنِ عاص قریش کا نہ تبر جو نجاشی کے پاس مسلمانوں کے خلاف سفارت سے لگ گیا تھا۔ میدانِ جنگ میں آج موجود
 تھی صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لایا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں فاتح مصر بنا۔ (معترف)

اڑانا تھا زمینِ مصر پر اسلام کا جھنڈا
 جسے کرنا تھا رومی لشکروں کے جوش کو ٹھنڈا
 وہی عمرو ابن عاص اپنی سرفرازی سے بے بہرہ
 کھڑا دیتا ہے آج اپنے متاعِ کفر پر پہرہ

آنحضرت کے خاص مخالفین

پانچ سازشی

تھے شامل رب کے سب اعدائے آلِ عالی جناب ان میں
 نمایاں تھا ملکہ ابیس کا خاص انتخاب ان میں
 رسولِ پاک پر حملے کی نیت کر کے آئے تھے
 گھروں سے اپنے سامانِ اذیت کر کے لائے تھے
 زیادہ تر تھے فکرِ صاحبِ لولاک میں دشمن
 پئے قتلِ نبی ہر شو کھڑے تھے تاک میں دشمن
 یہ پانچ ابنِ شہاب و عتبہ و ابنِ حمید اسی
 ابی بن خلف جمحی و ابنِ قمیہ لیشی
 ہوا تھی ان سروں میں شمعِ عرفان کے بجھانے کی
 قسم کھانی تھی ان پانچوں نے کعبے کو گرانے کی
 ہویدا تھی ارادوں کی بدی ان کی نگاہوں سے
 کھڑے تھے کینہ جو لپٹے ہوئے اپنے گناہوں سے
 کسی نے تیغِ خونخوار پہلو میں دبایا تھا
 کوئی تیر اور کوئی سنگِ فلاخن لے کے آیا تھا
 کوئی تیر اور کوئی سنگِ فلاخن لے کے آیا تھا

۱۔ ابنِ بن خلف جمحی، ابنِ قمیہ لیشی، ابنِ شہاب و عتبہ بن ابی وقاص یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص، جانی اور ابنِ حمید
 اسی نے باہم قول و قرار کیا تھا کہ آج رسولِ اللہ کو شہید کر دیں گے۔

(طبری، ابن ہشام طبقات ابن سعد)

پھٹا فتنہ

یہ پانچوں ہر طرح تیار تھے بیدار تھے فتنہ علاوہ ان کے آج ایک اور ناہنجار تھا فتنہ
چھپا کر حربہ اور صورت بنا کر بے زبانوں کی کھڑا تھا آڑے کر سنگدل سنگسے چٹانوں کی

یہ وحشی تھا غلام ان سارشی افراد نامی کا
جسے دھونا تھا خونِ حمزہ سے دھبہ غلامی کا



باب پنجم

تقدیر کے مقابل تزویریں

افغان جنگ سے ایک ساعت پہلے

سبحانی جاچکی میدان میں فوج قریش آخر	سنہالے افسروں نے بڑھ کے اپنے اپنے حبش آخر
قطاریں پیدلوں کی بن گئیں لوجھے کی دیواریں	نظر آنے لگیں ہر سمت ڈھالیں اور تلواریں
گھٹائیں ابرِ ظلمت بار کی میدان پر چھائیں	زبانیں اژدہوں کی بیرقیں بن بن کے لہرائیں
پناہ سینہ ہاتے کینہ پرور بن گئیں ڈھالیں	ضیائے مہر کے بد مقابل تن گئیں ڈھالیں
سروں پر خود چہروں پر جھلم اور گرز شانوں پر	بشر گھوڑوں پر تھے یاد یو بیٹھے تھے چٹانوں پر
برستی تھی عجب بد نظری سی بد قماشوں پر	کمانیں دوش پر تھیں جس طرح گرس ہوں لاشوں پر

یہ عقب تھے کہ خنجر، ناگنیں تھیں یا کہ تلواریں غضب کا جوش تھا تمہنوں میں یا سپاہوں کی کھنکھار

یہ سب کس کے مخالف تھے

یہ ساری فوج آہن موج یہ فُولا د کا طُوناں
خدا کے بالمقابل لے کے آیا تھا جسے شیطان
قطاریں پیدلوں کی اور پے جنگی رسالے کے
یہ سب کس کے مخالف تھے، فقط اک کملی والے کے
مگر وہ کملی والا بھی زمانے سے نرالا تھا
زباں خاموش تھی لیکن اُسی کا بول بالا تھا
نورہ تیروں سے ڈرتا تھا نہ شمشیروں سے خائف تھا
مڑب کمر کے لشکر محو اور ادو وظائف تھا
اُدھر جوشِ نمائش اور اظہارِ تجمل تھا
اُدھر تیاریاں تھیں سازشیں تھیں اور تدبیریں
ادھر اخلاق عالی تھے متانت تھی تحمل تھا
ادھر لَاقُودُ اِنْفِی الْاَرْضِ کی ہوتی تھیں تفسیریں

قریشی عورتوں کا راک

قریشی ناریاں میدان میں گاتی ہوتی نکلیں
تھرکتی دف بجاتی ناز دکھلاتی ہوتی نکلیں

لے دوسری عورتوں کے علاوہ ہند بنت عتبہ یعنی زوجہ ابوسفیان، ام حکیم عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی، فاطمہ بنت ولید حارث بن مغیرہ کی بیوی اور خالد کی بہن برزہ بنت مسعود ثقفی صفوان بن امیہ کی بیوی، ربطہ بنت منبہ عمرو بن عاص کی بیوی، سلام بنت سعد بن طلحہ علیہ دار قریش کی بیوی اور حنا س یعنی مسلمانوں کے علیہ دار اور مدینہ کے پہلے مبلغ اسلام حضرت معصب بن عمیرہ کی کا فرہ۔

(رسیرۃ النبی از شبلی اور خاتم المرسلین از شرر)

حسینہ ناگنیں لہروں میں لہراتی ہوئی نکلیں
 دلوں پر لوستی آہوں میں بل کھاتی ہوئی نکلیں
 ابوسفیال کی زوجہ ہند سے آگے آگے تھی
 یہ جلی آج اس ابرغضب کے آگے آگے تھی

نغمہ زنانِ فریش

(اُردو میں)

ہم بجلیاں انوار کی
 ہم ناریاں ہیں نار کی
 ہم دختریں ہیں نور کی ہم مشعلیں ہیں طور کی
 ہم پیاریاں ہیں پیار کی
 ہم ناریاں ہیں نار کی
 چلتی ہیں قالینوں پہ ہم جیسے چلیں کبکِ دری
 رکھتی ہیں سرسینوں پہ ہم با صدا دائے دلبری

ہم ہیں طلسمِ رنگ و بو
 حُسنِ نظر کی آبرو
 مانگیں ہماری مُشکبو
 شعلے ہیں پازیبِ گلو لڑیاں دُرِ شہوار کی
 ہم سجلیاں انوار کی
 ہم ناریاں ہیں نار کی

ہم ہیں ستارہ زادیاں
 افلاک کی شہزادیاں
 دکھلاؤ گے جرأت اگر لاؤ گے انسانوں کے سر
 دیں گی مبارک بادیاں
 افلاک کی شہزادیاں
 رکھے جو بستر کی طلب وہ جنگ کی سختی سے
 تمثالِ شیرِ غضب خوریز و درندہ رہے

سینے پہ چر کے کھاؤ گے
ہم سے گلے مل جاؤ گے
گر بُزدلی دکھلاؤ گے
آغوشِ بستر پاؤ گے اُجڑی ہوئی آبادیاں
ہم ہیں ستارہ زادیاں
افلاک کی شہزادیاں

فوجِ قریش کا جوش و خروش

یہ ٹولی سامنے سے فوج کے گاتی ہوئی نکلی
ستم کرتی ہوئی گذری غضب ڈھاتی ہوئی نکلی
یہ نکلیں جس طرف نالے تھے فریادیں تھیں آپس تھیں
کماں اُبرو تھے ان کے اور تیران کی نگاہیں تھیں

لہ عن بنات الطارق نمشی علی الفارق مشی القطی البوارق والمسک فی المغارق
والدرہ فی المخانق ان تعبلوا الغانق ونفرش الفارق اوتدبرو الفارق
فراق غنیر و امق -

ترجمہ - ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں، نرم گدیوں پر چلتی ہیں، جس طرح سفید سفید کبک چلیں، ہماری ہانگیں مشک بھری
ہیں، گلے میں ہوتیوں کے ہار ہیں، اگر لڑائی کی طرف رخ کر دو گے تو ہم گلے سے لگائیں گی، اور تمہارے لئے نرم بچھوٹے
بچھائیں گی اور اگر منہ پھیر دو گے تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گی جس طرح کوئی غیر محب جدا ہوتا ہے (خاتم المرسلین)

یہ افسوں کا رگر نکلا یلان نامور جھومے ہبل کا نعرہ مارا اور قبضے تیغ کے چومے

ابو عامر راہب میدان میں

صفیں باندھے کھڑے تھے کفر و دین میدان کے اندر
قیامت ٹوٹنے والی ہی تھی اک آن کے اندر
یہ عالم تھا کہ نکلا صف سے بد گوہر ابو عامر
پر کھنے کو چلا اسلام کا جوہر ابو عامر
فریب راہبیت کا لباس اُس کے بدن پر تھا
خدا و مصطفیٰ پر طعن کافر کے دہن پر تھا
سواد و سوغلامان قریش اس کی مدد پر تھے
یہ ناہنجار اپنے شرک ہی کی خوئے بد پر تھے
بساط جنگ پر شیطان کا بن کر نقیب آیا
مقدس سانپ فخر نوع آدم کے قریب آیا
غلاموں کو جمایا پتھروں کے ڈھیر پر اُس نے
یہاں سے لشکر توجید پر ڈالی نظر اُس نے

ابو عامر کی حیرت اور حسد

اگرچہ مختصر سی فوج تھی محبوب داور کی
شعاعیں اس پہ قرباں تھیں مگر خورشید خاور کی
یہ کچھ کم سات سو افراد تھے اللہ کے غازی
ادائے فرض کی خاطر کھڑے تھے بہر جان بازی

اے سب سے پہلے جس نے آغاز جنگ کیا فاسق ابو عامر راہب تھا جو دینے ہی کے قبیلہ اوس کا ایک فرد تھا اور شرکین و کفریوں کی
رک کے آیتوں کے تمام قبیلے کو محمد کے خلاف کر دوں گا۔ یہ دوسو سے زیادہ بعید یعنی غلامان قریش لیکر میدان میں آیا۔

(طبقات ابن سعد، طبری، کامل ابن اثیر)

مہاجر بھی نظر آتے تھے اور انصار بھی ان میں
 کبھی اک دُسرے کو قتل کرنے میں قسانی تھے
 کبھی اک دُسرے کی جان لینے پر تھے آمادہ
 انہیں مل بیٹھنے پر آج مائل کر دیا کس نے
 یہ جلوہ دیکھ کر جی جل گیا، طیش آگیا اس کو
 دلِ ناری میں خفت نے غضب کی آگ بھڑکانی
 فریبِ پارسانی کے دہن پر شیطنت بولی
 کھڑے تھی اوس و خزیج کے بڑے سردار بھی ان میں
 مگر اب یہ نظر آیا کہ باہم بھائی بھائی تھے
 مگر اب دُسرے پر جاں دینے کو تھے استادہ
 انہیں یک قالب و یک جان و یک دل دیا کس نے
 اخوت کا یہ منظر شیر بن کر کھا گیا اس کو
 دُھواں بن کر خباثت چہرہ تار یک پر چھانی
 مخاطب ہو کے اُس نے اوس والوں سے زباں کھولی

ابوعامر کی تقریر

ابو عامر ہوں میں اے میرے بچو میرے فرزند
 مجھے پہچانتے ہو، میرا رتبہ جانتے ہو تم
 تمہارے درمیان رہتا تھا میں کیسے بھلتے تھے
 عرب کترا کے چلتے تھے مرے شرب کی لبتی سے
 مری اک بات سن لو جنگ سے پہلے خرد مند
 زباں سے کچھ کہو، دل میں تو مجھ کو مانتے ہو تم
 زمانہ تم سے دبتا تھا، کچھ ایسے من چلتے تھے
 کہ ڈرتے تھے تمہارے سایہ تیغِ دودستی سے

اے ابو عامر غلاموں کے ساتھ سب سے پہلے میدان میں آیا۔ اور اوس والوں کو مخاطب کر کے بولا اے میری قوم میں ابو عامر ہوں
 اور کہا ”میری غیر حاضری میں قوم کو بڑی مصیبت کا سامنا ہوا ہے“ (رشاد الحکمتہ)

اگر چہ کشت و خون تھا اوس و خزیج کے گھرانے میں
 تم اپنے گھر میں مرنے مارنے سے جب نہ ڈرتے تھے
 تم آپس میں جوڑتے تھے یہ خصلت تھی دیروں کی
 مگر افسوس تم نے اپنی خصلت کو بدل ڈالا
 کبھی تم شیر تھے، اب بھیڑ بکری ہو گئے ہو تم
 ہمارے وقت میں کوئی نمازی تھا نہ صائم تھا
 سبتو جس نے پڑھایا ہے تمہیں صلح و اخوت کا
 نتیجہ دیکھ لو، بھیڑوں کا گلہ جان کر تم کو
 عرب کے لوگ اس بستی پہ بے کر کے آتے ہیں
 مگر تم ہو کہ اس افتاد کو فرحت سمجھتے ہو
 نہ بونے سے مرے تم نے بہت سے رنج اٹھائے ہیں
 یہاں بھی آج اک بھاری مصیبت آنے والی ہے

مگر اک دھاک تھی بیٹھی ہوئی سائے زمانے میں
 بہادر جان کر اختیار بھی پرہیز کرتے تھے
 کہ مل کر بیٹھنا عادت نہیں ہوتی ہے شیروں کی
 تمہیں بزدل سمجھ لیتا ہے اب ہر دیکھنے والا
 تمہیں کیا ہو گیا، کیوں جاگتے میں سو گئے ہو تم
 تمہارے ساتھ میں تھا اور تمہارا رعب قائم تھا
 حقیقت میں وہ دشمن ہے تمہارے زور و قوت کا
 ضعیف و بے کس و بے بال و پر گردان کر تم کو
 تمہیں ہر مرتبہ ٹھوکر لگاتے ہیں جگاتے ہیں
 محمد کی زباں کو آیہ رحمت سمجھتے ہو
 قتال بدر میں اکثر بہادر کام آئے ہیں
 قریشی فوج تم پر موت بن کر چھانے والی ہے

لے اوس و خزیج اگرچہ ایک ہی خاندان سے تھے لیکن عرب کی فطرت کے مطابق ان میں خانہ جنگیاں تھیں اور آپس
 میں خوزیر لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ رسول اللہ نے ان میں صلح و صفا کی بنیاد ڈالی اور اسلام نے ان کو خانہ جنگیوں سے باز رکھا۔

تمہارا ان سے جھگڑا کوئی ذاتی ہے نہ آبائی
 تم اپنا گھر سنبھالو اور خبر لو کام دھنڈوں کی
 بہت کافی ہے جو تم دے چکے ہو میہمانوں کو
 میں تم کو قتل ہونے سے بچا لینے کو آیا ہوں
 بسو تم چل کے اپنے شہرِ عالیشان کے اندر
 مجھے اُمید ہے تم اس نصیحت کو نہ ٹالو گے
 وہ دشمن ہے جو تم کو اس طرح میدان میں لایا ہے

پرانی آگ میں جلنا کہاں کی ہے یہ دانائی
 کہ طالب ہے قریشی قوم اپنے بھائی بندوں کی
 نصیحت میری مانو اب بچا لو اپنی جانوں کو
 تباہی کی نگاہوں سے چھپا لینے کو آیا ہوں
 وہ باہم فیصلہ کر لیں گے خود میدان کے اندر
 گھروں میں جا کے اپنے بال بچوں کو سنبھالو گے
 تمہارا دوست تم کو موت کے مُنہ سے بچاتا ہے

انصار کا جواب

ابو عامر کی یہ تقریر تھی اکِ دامِ صیادی
 مسلمان جانتے پہچانتے تھے اس کی عیاری
 اتر آیا تھا یہ شیطان پھر فرسودہ گھاتوں پر
 حد برداشت سے جب یا وہ کوئی بڑھ چلی اس کی
 جواب اکِ فقرہ تھا لیکن بڑی ہی جامعیت کا

گوارا کر نہیں سکتی تھی جس کو رُوحِ آزادی
 اب اس تقریر سے بھی کھل گئی رابب کی مکاری
 ہنسنے انصار اس بہبودہ کی یہ ہودہ باتوں پر
 جوابِ صاف نے آخر مٹا دی بے کلی اس کی
 یہ اکِ اظہار تھا صدق و صفا و حُسنِ نیت کا

کما انصار نے لامر حبا مردودم لا اھلا
 کما انصار نے جس دم یہ فقرہ یک زباں ہو کر
 اسی فقرے نے اس کی صورت اصلی عیاں کر دی
 بھنویں سکریں بھنچے بھنچے پھولے پھٹ گئے دید
 چڑھا ایسا مزاج راہب کم ظرف کا پارا
 غلاموں نے بھی کی تقلید راہب کے اشاروں کی
 اُحد کی جنگ کا آغاز تھا اس سنگ باری سے
 ”کوئی مونس نہ ہو تیرا جہاں میں او خدا دشمن
 اڑا جامہ فریب دوستی کا دھجیاں ہو کر
 اتارا زاہد مکار نے بلبوس ہمدردی
 پھرا اُس سمت جس جانب کھڑے تھی اُس کے گردی
 اٹھا کر ایک پتھر شکرِ اسلام پر مارا
 تواضع پتھروں سے کی گئی سجدہ گزاروں کی
 فلک حیران تھا اہل زمین کی بدتماری سے

پتھر کا جواب پتھر ابو عامر کا فرار

اچانک یوں جو پتھر شکرِ اسلام پر برسے
 مقابل سے جو نہی چوٹیں چلیں گھبرا گئے بزدل
 جو پہلے چھیر کرتے ہیں وہی مغلوب رہتے ہیں
 جواب اسلام کو دینا پڑا پتھر کا پتھر سے
 نہ لائے تاب، اک ساعت میں مُنہ کی کھا گئے بزدل
 ”کلوخ انداز را پادش سنگ است“ اس کو کہتے ہیں

۱۔ انصار نے ابو عامر کے ہفوات سن کر صرف اتنا کہا۔ لامر حبا بک ولا اھلا یعنی تجھ کو فرخی دست نصیب نہ ہو اور تیرا کوئی مونس نہ ہو۔
 (طبری و کامل ابن اثیر)

۲۔ ابو عامر پہلا شخص تھا جس نے حرب و ضرب کی بنا ڈالی۔ اس کے ساتھ غلامان قریش تھے۔ اور یہ سب مسلمانوں پر پتھر پھینکنے لگے۔
 (کامل۔ ابن اثیر)

بچا کر اپنی جانیں کوئی پیچھے اور کوئی آگے ابو عامر اور اس کے ساتھ والے سب کے بھاگے
 بظاہر مضحکہ انگیز تھا یہ طرفہ نظاراً صفِ اسلام نے لیکن نہ اس پر قہقہہ مارا
 مزاجِ کُفر و ایماں کی یہی توحیدِ فاضل تھی
 کہ دشمن کی ہزیمت سے بھی عبرت ان کو حاصل تھی

غلامی

غلامی میں بشرِ غیرت پہ قائم رہ نہیں سکتا
 غلامی میں بشرِ عزت کے معنی بھول جاتا ہے
 غلامی سر بلندی کے نتائج سے ڈراتی ہے
 غلامی دکھتی ہے خوفِ جاں ہر عزم کے اندر
 غلامی میں ارادے سختگی پیدا نہیں کرتے
 غلامی آدمی سے آدمیت چھین لیتی ہے
 غلامی ذوق کی قائل، غلامی فکر کی دشمن
 ثبات و صبر سے کوئی مصیبت سہ نہیں سکتا
 پہن کر طوقِ لعنت کا خوشی سے پُھول جاتا ہے
 زمیں پر پیٹ کے بل رہنے کا گرسکھاتی ہے
 ہر اس بزم کے اندر گریزاں رزم کے اندر
 دلوں کو حُسنِ استقلال پر شیدا نہیں کرتے
 عمل دیتی ہے لیکن حُسنِ نیت چھین لیتی ہے
 عُدوئے خود شناسی اور خدا کے ذکر کی دشمن

لے مسلمانوں نے پتھر کے جواب میں پتھری مارنے پر اکتفا کی ایک ساعت پتھر چلے! ابو عامر اور اس کے ساتھی عبید (غلام) بھاگ گئے (طبری)

غلامی عقل سے خالی، غلامی عشق سے عاری
 جہادِ زندگی میں خنجرِ جلاَد کے ڈر سے
 غلامی کی نگاہیں ماورائے شک نہیں جاتیں
 غلامی اپنے ہاتھوں اپنی رنجیریں بناتی ہے
 غلامی طالبِ آرام جو یائے ہو س کاری
 غلام اپنی ہی گردن کاٹتے ہیں اپنے خنجر سے
 الجھ پڑتی ہیں پردوںِ حقیقت تک نہیں جاتیں
 پہن کر بھریہ زیور ناچتی ہے اور گاتی ہے

کرائے کا سپاہی

کرائے کا سپاہی موت کے سائے سے ڈرتا ہے،
 کرائے کا سپاہی پیشہ ور جلاَد ہوتا ہے
 نہیں ہوتا اس کے دل میں جذبہ جاں نثاری کا
 یہ صیدِ زرم کے پیچھے بڑی گرمی دکھاتا ہے
 یہ اکثر مرتبہ مرتا ہے اور بے موت مرتا ہے
 غلامِ زرم، شہیدِ ذوقِ استبداد ہوتا ہے
 مثالِ اس کی ہی ایسی جس طرح کتا شکاری کا
 یہ صُورتِ غلامانِ قریش آئے تھے لڑنے کو
 مقابلِ شیر آجائے تو اکثر دم ہلاتا ہے
 بزعمِ خویش گویا بھیر بکری کے پکڑنے کو

مقابل میں نظر آئی جو صورت ان کوشیروں کی
 ہوئی سرد ایک ہی بھسکی میں گرمی ان دیروں کی

ابو عامر کا فرزند حنظلہؓ

ابو عامر کا بیٹا حنظلہؓ مردِ مُسلمان تھا یہ غازی بھی اُحد کے دن شریکِ اہلِ ایمان تھا
یہ قصہ پاک کرنا چاہتا تھا اس فسادِی کا مگر پابند تھا مردِ مجاہدِ حکمِ ہادیؑ کا
اجازت کی طلب میں وہ رُخِ رحمت کو تکتا تھا پس لیکن پدر پر ہاتھ اٹھائے ہونہ سکتا تھا
اسی دستور کی ہر جنگ میں رحمت تھی گم وید پس کے ہاتھ سے قتلِ پدر تھا ناپسندیدہ

رسالت کا احسان

مُسلمان ان کو دھر سکتے تھے تیروں کے نشانوں پر مگر ہادیؑ کو آیا رحمِ انسانوں کی جانوں پر
نہیں تھے ذوقِ آزادی سے بہرہ مند بیچارے کہ آقاؤں کی مرضی ہی کے تھے پابند بیچارے
نہ کرنا چاہتے تھے قتلِ آں عالی جناب ان کو لہذا پتھروں ہی سے دیا ان کا جواب ان کو
پڑا چھو، سا اک پتھر ابو عامر کی چھاتی پر ذہن نے چیخ ماری اُس کے دل کی بے شباتی پر

۱۔ ابو عامر کفارِی طرف سے لڑ رہا تھا۔ لیکن اس کے صاحبزادے حنظلہؓ اسلام لایچکے تھے۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے باپ کے مقابلہ میں لڑنے کی اجازت مانگی۔ لیکن رحمتِ عالم نے یہ گوارا نہ کیا کہ بیٹا باپ پر تلوار اٹھائے۔ (سیرت النبوی)

بڑی تیزی سے راہب کی زباں پر گالیاں آئیں
 سر اسیمہ، ہراساں، ہانپتے، چوٹوں کو سہلاتے
 غلامانِ قریش اپنی صفِ لشکر میں جا پہنچے
 غلاموں نے نہ راہیں بھاگ جانے کے سوا پائیں
 پلٹ کر دیکھتے، اک دُوسرے کی ٹھوکریں کھاتے
 بڑی راحت ملی، زندہ سلامت گھر میں آ پہنچے

آقاؤں کی بے دردی

قریشی فوج نے دیکھی جو نامردوں کی نامردی
 بھگورے سامنے پہنچے جو اپنے اہل لشکر کے
 ہنسی اُرتی تھی جس جانب کو بھاگے تھا ابو عامر
 قریشی فوج اس رنگِ ہزیمت سے تھی کھسانی
 بہادر بھی زالے، شان بھی اُن کی زالی تھی
 سب ان کو گالیاں دینے لگے ازراہِ بیدردی
 اُڑائی اُن کے سر پر خاک سب نے مٹھیاں بھر کے
 ندامت پیچھے پیچھے آگے آگے تھا ابو عامر
 مسلمانوں کا دل بڑھنے سے تھی ان کو پریشانی
 کوئی ہنستا تھا اُن پر اور کسی کے لب پر گالی تھی

علمبردارِ قریش کا طیش

علمبردار طلحہ ہو گیا غصے میں دیوانہ
 مخاطب فوج سے ہو کر پکار اٹھا دلیرانہ

اے طلحہ علمبردارِ قریش پکارتا تھا کہ خود اڑنے کو بڑھو۔ غلاموں نے کبھی قتال نہیں کیا اور نہیں کر سکتے۔ ان کو لشکر گاہ کی پابانی پر مقرر کیا جائے۔
 (رشاد الحکمتہ)

دلیرانِ قریش اپنے غلاموں کو نہ لڑواؤ
 غلاموں کو محاذِ جنگ پر بھیجا ہی کیوں تم نے
 یہ ساری بیوقوفی تھی سپہ سالار صاحب کی
 یہ خدمتگار بچائے قتال و جنگ کیا جانیں
 ٹھہر سکتے نہیں میدان میں ٹٹو کرانے کے
 یہ زندہ آگئے ہیں دشمنوں کی مہربانی سے
 انہیں چھوڑو، تمہیں بدلہ مسلمانوں سے لینا ہے
 وہ بدلا سامنے ہے آج بچ کر جا نہیں سکتا
 تمہاری فصل ہے تیار آؤ کاٹ کر دھریں
 اوسفیاں تم اس راہب کی صورت دیکھتے کیا ہو
 بہت بیتاب ہیں قرشی بہادر جنگ کرنے کو
 اجازت دو کہ اب لشکر بڑھے چھوڑو یہ تقریریں

قصور ان کا نہیں ہے بیوقوفو! ہوش میں آؤ
 مسلمانوں کو سمجھا تھا اگر صیدِ زبوں تم نے
 ابو عامر کے دھوکے میں مٹادی آبرو سب کی
 غنیمت ہے یہی میدان سے لے کر آگئے جانیں
 بچائے بے زباں میں سبیل میں بچھڑے ہیں گائے کے
 انہیں چھوڑو، بھلا کیا فائدہ اب آنا کانی سے
 وطن والوں سے اور شرب کے دہقانوں سے لینا ہے
 محمد آج کوئی معجزہ دکھلا نہیں سکتا
 بڑھو، آؤ، مسلمانوں کا یکسر خاتمہ کر دیں
 یہ بیچارہ تو ہے مٹی کی مورت دیکھتے کیا ہو
 ہیں تیغیں منتظر روئے زمیں گل رنگ کرنے کو
 بہادر کے لئے ہیں ننگ چالیں اور تیریں

طریق بزدلانہ اب سہا جاتا نہیں مجھ سے

جو چاہے وہ ہے چپکار ہا جاتا نہیں مجھ سے

بائشتم

کفر و اسلام کی باقاعدہ جنگ

حق کی اقلیت باطل کی اکثریت پر غالب

علمبردارِ قریش کا اقدام میدان

بڑھا غصے میں طلحہ شکرِ اسلام کی جانب	بڑا آغاز چل نکلا بُرے انجام کی جانب
علم کے سائے میں آگے بڑھے اب فوج والے بھی	صفیں جنبش میں آئیں نکلے پیدل بھی رسالے بھی
ادھر خورشیدِ عالم تاب بامِ کوہ پر آیا	ادھر تیغوں کے دامن نے کیا میدان پر سایا
ادھر سنگیں چٹانوں پر شعاعیں دُھوپ کی چھپائیں	ادھر جوش و تھمّل کی نگاہیں اُٹھ کے ہلکرائیں

طلحہ کی مبارزِ طلبی

ابوسفیاں کے دل میں تو یہی تھا آج منصوبہ
 مسلمانوں کی قلت کو یہ کثرت گھیر کر مائے
 مگر روکا انہیں، ان کے علمبردار طلحہ نے
 ٹھہر جاؤ، مجھے اپنا ہنر تو آزمانے دو
 صفیں مضبوط رکھو، اور تماشا دیکھتے جاؤ
 کہ ہو جائے اسی سلیے میں شکلِ جنگِ مغلوبہ
 کوئی پنج کرزہ جائے کھیت میداں میں رہیں سائے
 کیا پُر شور نعرہ کھینچ کر تلوار طلحہ نے
 مسلمانوں کے چیدہ پہلوانوں کو بلانے دو
 گراتا ہوں ابھی لاشے پہ لاشاد کہتے جاؤ

رُکی فوجِ قریشی اور آگے بڑھ گیا طلحہ

غور و ناز کا اک اور زینہ چڑھ گیا طلحہ

طلحہ کا اسلامی عقائد پر مسخر

بالآخر اک جگہ اپنے قدم کو اس نے ٹھہرایا
 زرہ سینے کی، سر کا خود، چہرے کا جھلم چمکا
 پکارا اے مسلمانو! مجھے پہچانتے ہو تم
 مسلمانوں کی جانب دیکھ کر جھنڈے کو امرایا
 علمبردار کا سارا بدن زیرِ علم چمکا
 میں طلحہ ہوں! علمبردار، سب کچھ جانتے ہو تم

میں آیا ہوں کہ تم کو گلشنِ جنت میں پہنچا دوں
 کسی کافر کے ہاتھوں سے شہادت تم جو پاؤ گے
 وہ جنت جس میں حُوریں منتظر ہیں ہر مجاہد کی
 اگر کافر کو تم نے مار ڈالا جنگِ باہم میں
 جہنم جس میں کافراگ کی بستی میں بستے ہیں
 جسے جنت کی خواہش ہو وہ میرے سامنے آئے
 بہت مشتاق ہوں میں دوستو دوزخ میں جانے کا
 گلستاں کی کراڈوں سیر اور حُوروں سے ملو اڈوں
 تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ تم جنت میں جاؤ گے
 وہی جنت جو بزمِ عیش ہے ہر خشک زہد کی
 تو وہ مرتے ہی سیدھا جائے گا قعرِ جہنم میں
 جہنم جس میں انسانوں کو زہری سانپ ڈتے ہیں
 مجھے دوزخ میں بھیجے یا سوائے جنت چلا جائے
 مری آتش مزاجی کو ہے لپٹکا آگ کھانے کا

مسلمانوں کا ضبط

یہ طعنِ سُو قیانہ اور طرزِ اشتعال اس کی
 یہ نمرودی نمود اس کی یہ اندازِ خطاب اس کا
 اٹھاسینوں میں شعلہ ہر طرف احساسِ غیرت کا
 یہ گستاخانہ استہزایہ آنکھیں لال لال اس کی
 مسلمان بجز جواب تیغ کیا دیتے جواب اس کا
 مگر آئینِ ربط و ضبط آئینہ تھا حیرت کا

اے مشرکین کا علمبردار طلحہ بن عثمان بڑھ کے آگے آیا۔ اور پکارا اے اصحابِ محمد تمہارا اعتقاد ہے کہ تمہاری تلواریں ہمیں
 دوزخ میں اور ہماری تلواریں تمہیں جنت میں پہنچا دیتی ہیں۔ کون جنت کا مشتاق ہے کہ میری تلوار اس کی آرزو پوری کرے
 (سیرۃ النبی اور خاتم المرسلین)

شہادت کی طلب میں غازیانِ شیردل جھومے نبیؐ کی سمت دیکھا اور قبضے تیغ کے چومے
 حرارت بڑھ گئی کچھ اور بھی قلبِ مسلمان میں نکلنا چاہتا تھا ہر مجاہد بڑھ کے میدان میں

علی المرتضیٰؑ کا جوشِ جہاد

رسول اللہ کے رُودے مبارک پر تبسم تھا زباں خاموش تھی لیکن نگاہوں میں تکلم تھا
 مجاہد منتظر تھے، بخت کس جوشِ بخت کا جاگے کہ اتنے میں علی المرتضیٰؑ صاف سے بڑھے آگے
 نگاہِ مصطفیٰ سے مرتضیٰ نے حوصلہ پایا محبت نذر گزرائی، محبت ہی صلہ پایا
 پتے تعظیم جھک کر اور ہادی کی رضا لے کر بڑھے شیرِ خدا میدان میں نامِ خدا لے کر

نہ سینے پر زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا

فقط تلوار تھی، تلوار ہی مردوں کا گناہ تھا

علیؑ اور طلحہ

جہاں طلحہ کھڑا تھا مستعد، تیار و آمادہ ہونے اُس کے مقابل شاہِ مردانِ جا کے استاد

۱۔ طلحہ بن عثمان کے مقابلہ کے لئے حضرت علیؑ نکلے۔ (طبری)

کہا طلحہ نے اے میرے عزیز ابنِ ابی طالبؐ
 جوانی میں ہوا کرتی ہے یہ دنیا بہت پیاری
 بہر صورت نہیں تم کو پسند آئیں دنیا کے
 سنبھل جاؤ، سنبھالو تیغ، میرے سامنے آؤ
 تب تم زیرِ لب فرما کے حیدر نے یہ فرمایا
 مگر ہاں مضطرب ہے تو بہت دوزخ میں جانے کو
 دکھا طلحہ دکھانا ہے اگر کوئی ہنر سمجھ کو
 علیؑ کی بات سن کر طیش سے تھر گیا طلحہ
 کہا، غصہ دلاتی ہے یہ تیری گفتگو مجھ کو

کہا مولیٰ علیؑ نے، ہاں یہی میرا ارادہ ہے

تسلی رکھ تری خاطر درِ دوزخ کشادہ ہے

علیؑ اور طلحہ کی شمشیر بازی

کیا بندا اب تو غصے میں لبِ تقریظ نے جمایا پینترا اور کھینچ لی شمشیرِ طلحہ نے

مثال اُبگر جا، تیغِ بجلی کی طسح چمکی
 ادھر تھیں کفر کی اپنے علمبردار پر آنکھیں
 نگاہیں جم گئیں اس جنگ پر مردانِ عالم کی
 ادھر ایماں کی رُوئے حیدر کرار پر آنکھیں
 چڑھا تھا نشہ کافر کو شرابِ کبر و ستی کا
 کیا فرقِ علیؑ پر وارِ شمشیرِ دودستی کا
 گری تدبیرِ منہ کھولے ہوئے تقدیر کے سر پر
 ید اللہ نے لیا شمشیر کو شمشیر کے سر پر

ادھر تھا زورِ باطل اور شیطاں کی ہوا خوہی
 بہم دست و گریباں تھیں حقِ باطل کی شمشیریاں
 ادھر سینہ سپر ہو کر لڑی تیغِ یدِ الہی
 ادھر شیطاں کی تاویلیں، ادھر قرآن کی تفسیریاں
 تزلزل تھا فضا میں ہول کی صورت ہویدا تھی
 ہوا میں اک نزلے ساز کی آواز پیدا تھی
 جدا ہو ہو کے ملتی تھیں گلے یہ تیز تلواریں
 کہ جیسے سان پر رہ رہ کے اٹھتی ہوں نہی دھاریاں
 علمبردار تھا مغرور پختہ کاری فن پر
 تسلی تھی کہ مغفر سر پہ چار آئینہ ہے تن پر
 سمجھتا تھا ابھی کم عمر ہے ابنِ ابی طالبؐ
 توقع تھی کہ بس چھا جاؤں گا آجاؤں گا غالب
 حقیقت سو مگر نادان رکھتا تھا نہ آگاہی
 کہ اس کی پیش دستی کے مقابل تھی یدِ الہی
 مگر الجھاؤ سے اک بار نکلی تیغِ حیدر کی
 سنبھلنے کے لئے مہلت دیتا تھا وہ دم بھر کی
 یہ مغفر کٹ گیا، آئی ہوئی اب آگئی سر پر
 اٹھی اٹھ کر کھنچی کھنچ کر گری لوہے کے مغفر پر

سر خود سر کو توڑا چہرہ کا ماحلق سے نکلی صدائے انخدر ہر سوز زبانِ خَلق سے نکلی
 اٹھا عرشِ معلیٰ کی طرف چہرا پیمبرؐ کا زبانِ پاک سے نعرہ اٹھا اللہ اکبر کا
 اٹھا اک غلغلہ تکبیر کا اللہ والوں میں سمایا ہول قرشی پیدلوں میں اور رسالوں میں

طلحہ کی برہنگی اور علیؑ کی حیا اور مروت

ابھی میدان میں آیا تھا قاتل کی طرح طلحہ ابھی اس خاک پر تھا مرغِ بسمل کی طرح طلحہ
 برہنہ پشت پر سے ہو گئی تھی لاش خود سر کی نظر اس رنگ سے آئینہ عبرت تھی حیدر کی
 حیا پروردہ آنکھیں جھک گئیں دشمن کی ذلت پر علم اُس کا اٹھایا ڈال دی مجروح پر چادر
 عدو بھی ہونہ بے پردہ عجب احساس تھا دل میں خدا کا خوف تھا دل میں نبیؐ کا پاس تھا دل میں

۱۱ علیؑ نے چابک دستی سے ایک ایسی ضربِ طلحہ کے سر پر لگائی۔ تلوار اس طرح گری کہ اس کے سر میں تیر گئی۔ یہاں تک
 کہ سر اس کا ریش اور ذقن تک دو پارا ہو گیا (رشادِ الحکمتہ)

۱۲ حضرت علیؑ نے طلحہ پر ایسی تلوار ماری کہ سر سے سینہ تک اتر گئی۔ اس دم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر
 کا نعرہ بلند فرمایا۔ (تاریخ العمران)

۱۳ علی المرتضیٰؑ نے اسے برہنہ دیکھ کر رحم فرمایا۔ اس پر اسی کے جھنڈے کا دامن ڈال کر چلے آئے۔ ایسی حالت میں کہ بھی
 اس میں جان باقی تھی۔ واپسی پر بغیر قتل کئے واپس آنے کا سبب پوچھا گیا تو علیؑ نے کہا مجھے اس کی برہنگی سے شرم
 معلوم ہوئی۔ مگر اس ضرب سے خدا اس کو ضرور دوزخ تک پہنچائے گا (رشادِ الحکمتہ)

دو لشکر کر رہے تھے اس جو انہر دی کا نظارہ
 سبق دے کر نگاہوں کو نگاہ پر دہ پوشی سے
 ادھر تکبیر تھی زیب زبان پاک پیغمبر
 لگاتے لشکر توحید نے تائید کے نعرے
 کہ بسمل پر دو بارہ ہاتھ حیدر نے نہیں مارا
 شہ مرداں پلٹ آئے سوائے لشکر خموشی سے
 علم اسلام کا لہرا رہا تھا فرق اقدس پر
 فضا میں بس گئے اللہ کی توحید کے نعرے

قریشی فوج کا غضبناک حملہ

قریشی فوج پہلے ہی سے تھی غصے میں یوانی
 صفوں میں رہ سکی قائم نہ ربط و ضبط کی صورت
 غضب کے غیظ کے غصے کے نعرے ہر طرف گونجے
 بڑھے تیر و کماں لے لے کے پیدل بھی سارے بھی
 ہوئی تازہ ندامت سے تو اب کچھ اور کھسیانی
 جنوں بن کر نمایاں ہو گئی اب جھپٹ کی صورت
 صدائے دف اٹھی نقار خانے صف بصف گونجے
 مگر تھے مستعد بہر قتال اللہ والے بھی

اٹھی خاکِ زمین یک بار قصدِ آسمان لے کر
 مسلمانوں کی قلت پر ضعیفی کا گماں لے کر

اسلام کا جھنڈا

صفِ اول پہ تھے تشریف فرما مدنی اکرم
 یہ جھنڈا تھا خدا کا، مصطفیٰ کا اور قرآن کا
 یہ جھنڈا تھا جہادِ فی سبیل اللہ کا جھنڈا
 یہ جھنڈا تھا کیوں پر نور برسانے کو آیا تھا
 شریفوں نے بنایا تھا، شریفوں کی حمایت میں
 یہ جھنڈا آدمی کو امن کا پیغام دیتا تھا
 یہ جھنڈا تھا زمانے میں نشانِ ظلِّ الہی کا
 غلاموں اور مزدوروں کی خاطر جنگ کرنے کو
 ہوا کوڑے رہا تھا جنبشیں اسلام کا پرچم
 مٹانے آیا تھا نام و نشانِ فرعون و ہامان کا
 یہ جھنڈا تھا شاہنشاہوں کے شاہنشاہ کا جھنڈا
 سرِ مخلوق پر یہ رحمتِ باری کا سایا تھا
 ضعیفوں نے اٹھایا تھا، ضعیفوں کی حمایت میں
 مساوات و اخوت کی صلہ عام دیتا تھا
 اسے دعویٰ تھا بہر دو جہاں عالم پناہی کا
 زبانِ محنت و سرمایہ ہم آہنگ کرنے کو

رسالت کے سراقہ کس پہ لہراتا ہو پرچم

شعاعیں نورِ ربانی کی برساتا ہو پرچم

جھنڈے کا گیت

نامِ خُدا کا جھنڈا

پیغامِ خُدا کا جھنڈا

یہ جھنڈا ایمان کا جھنڈا قرآنی فرمان کا جھنڈا

سب سے اونچی شان کا جھنڈا

نامِ خُدا کا جھنڈا پیغامِ خُدا کا جھنڈا

مال سے پیارا جان سے پیارا دل کا نور آنکھوں کا تارا

دو جگ میں عزت کا سہارا

نامِ خُدا کا جھنڈا پیغامِ خُدا کا جھنڈا

ظالم کا دل پھٹ جاتا ہے ظلم کا بادل چھٹ جاتا ہے

جب میدان میں ڈٹ جاتا ہے

نامِ خُدا کا جھنڈا پیغامِ خُدا کا جھنڈا

لہرائے گا اوج کے اوپر دریا کی ہر موج کے اوپر

میدان کی ہر فوج کے اوپر

نامِ خُدا کا جھنڈا پیغامِ خُدا کا جھنڈا

اس کا پرتو پڑ جاتا ہے غازی رن میں اڑ جاتا ہے

جب دھرتی پر گر جاتا ہے

نامِ خُدا کا جھنڈا پیغامِ خُدا کا جھنڈا

نارِ تعصبِ سُرد کرے گا کوہِ ستم کو گرد کرے گا

رنگِ حُسد کو زرد کرے گا

نامِ خُدا کا جھنڈا پیغامِ خُدا کا جھنڈا

او ظالم، مغرور، ستمگر! دیکھ مسلمانوں کا لشکر!

لہراتا ہے جس کے سر پر

نامِ خُدا کا جھنڈا پیغامِ خُدا کا جھنڈا

یہ جھنڈا مزدور کا حامی مظلوم و مجبور کا حامی

نار کا دشمن نور کا حامی

نامِ خدا کا جھنڈا پیغامِ خدا کا جھنڈا

قریش کا عام دھاوا مسلمانوں کی تیرا فگنی

بڑھی فوج قریشی جب برائے جنگِ مغلوبہ
صحابہ سے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا
خدا کے فضل سے تیرا فگنی کئے ہو دھنی تم بھی
نہ کھاؤ خوف کثرت سونہ ہو آزرده قلت پر
برائے جنگ ایمائے امام انس و جان لے کر
قریشی فوج کیا تھی ایک آندھی بڑھتی آتی تھی
بالآخر لاشہ طلحہ پہ آپہنچے یہ دیوانے
مگر دینا پڑا جلد اپنی سندی کا حساب ان کو

رسول اللہ پر ظاہر ہوا باطل کا منصوبہ
ابھی ٹھہرو، تمہارا وقت بڑھنے کا نہیں آیا
کرو تیرا فگنیوں کے سامنے تیرا فگنی تم بھی
شکست و فتح ہے موقوف استقلالِ ملت پر
ہوئے اللہ کے بندے مستعد تیر و کہاں لے کر
بلند و پست وادی پر اترتی چڑھتی آتی تھی
لگے بے ساختہ کج باز مینہ تیروں کا برسائے
لبِ سُوفا سے ملنے لگا ان کا جواب ان کو

سزا پانے لگے ظالم مسلمانوں کے ہاتھوں سے
 کماں کھینچتے ہی بسم اللہ کی آواز آتی تھی
 کمانوں سے ادھر ہوتی تھی پیدا ایک آہٹ سی
 فرشتے موت کے تیروں کو رکھ کر اپنے شانوں پر
 قریشی حملہ آور زخم کاری کھا کے گرتے تھے
 مسلمانوں کا کوئی تیر بھی خالی نہ جاتا تھا
 ہو ایسے گونجتا تھا شور و شیون اہل باطل کا
 قریشی فوج اس دم ہر طرح تیروں کی زد پر تھی

قضا پیدا ہوئی مظلوم انسانوں کے ہاتھوں سے
 فضا میں بے تحاشا ایک سحلی گوند جاتی تھی
 سنائی دیتی تھی یک دم پروں کی سنناہٹ سی
 بیک جہت نظر لے لے کے جاتے تھے نشانوں پر
 پیادے صحیح کر اور گھڑ چڑھے لہرا کے گرتے تھے
 دلوں میں بیٹھتا تھا یا کلیجوں میں سماتا تھا
 نظر آتا تھا منظر ہر طرف مرغانِ بسمل کا
 باذن اللہ قضا اللہ والوں کی مدد پر تھی

قریش کی پریشانی اور قریشی عورتوں کی جولانی

دھواں بن کر سلگتی آگ سے چھٹنے لگے دشمن
 قریشی پیدلوں نے کھا کے گھنگٹ اب جو مزہ موڑے
 قریشی عورتوں نے اب جو مردوں کا سماں دیکھا
 مقابل موت تھی پیچھے مڑے ہٹنے لگے دشمن
 زمیں پر آ رہے اسوار، پد کے اس طرح گھوڑے
 جوان و پیر کے چہرے پہ طاری خوفِ جاں دیکھا

اے بعض تیر اندازوں کا بیان ہے کہ ہم اپنے تیروں کو نگاہ کرتے تھے جو تیر ہم ان کے خیل پر چلاتے تھے ہم نے کسی تیر کو
 نہیں دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہو۔ یعنی کوئی تیر خالی نہ جاتا تھا۔
 (رشاد الحکمتہ)

بڑھیں ان بزدلوں کی بزدلی پریش کھا کھا کر
 کسی کے لب پہ گالی تھی، کسی کے منہ میں تھیں
 دینے مردوں کو طعنے عورتوں نے اس قیامت کے
 صفیں تیروں کی زد سے ہٹ کے پھر جمنے لگیں آخر
 زمیں سر پر اٹھالی دف بجا کر اور گا گا کر
 انہیں غیرت دلانے کی یہی بہبودہ سمیں تھیں
 قدم اکھڑے تھے لیکن گرد گئے مائے ندامت کے
 جو بھاگی جا رہی تھیں ٹولیاں تھمنے لگیں آخر

ابوشیبہ کی علمبرداری

مگر حملے کا دل میں حوصلہ پاتا نہ تھا کوئی
 علم نے ڈھانک رکھا تھا علمبردار کا مردہ
 ابوشیبہ علمبردار طلحہ کا برادر تھا
 بہت صدمہ تھا اس کو اپنے بھائی کی ہلاکت کا
 قریشی فوج پر اس وقت اک سکتہ سا چھایا تھا
 علم فوج قریشی کا نظر آتا نہ تھا کوئی
 اسے بڑھ کر اٹھائے یہ کسی کا تھا نہ دل گردہ
 جوان تھا، پہلو اوں تھا، صاحبِ بہت دلاور تھا
 کبھی دیکھا نہیں تھا مرحلہ ایسی نزاکت کا
 علم اب تک کسی نے بھی نہیں جا کر اٹھایا تھا

۱۔ ہند اور اس کی ساتھ والیاں طبل و دف بجا کر اور گا گا کر لوگوں کو جوش میں لاتیں مردوں کو آمادہ جنگ کرتی
 تھیں اور واقعات بدریاد دلاتی تھیں۔
 (رشاد الحکمۃ)

۲۔ ان کے ہاتھوں میں سمر داناں اور سلائییاں تھیں۔ جب ان کے مردوں میں کوئی بھاگتا نظر آتا تو یہ چیزیں پیش کرتیں
 اور کہتیں سنگار کرو، تم مرد نہیں عورت ہو۔
 (رشاد الحکمۃ)

قریشی عورتوں کے طعن سن کر اُس کو ہوش آیا
 نمود و نام نے اکسا دیا جرات دکھانے کو
 نظر آئی سر میدان عبرت کی یزیرنگی
 علم اٹھا تو اٹھی ساتھ ہی اک موج بیداری
 ابو شیبہ علم کو لے کے اپنی فوج میں آیا
 علمبردار اب میں ہوں، ابو شیبہ کو جو شس آیا
 ابو شیبہ بڑھا میدان سے جھنڈا اٹھانے کو
 علم جس دم اٹھایا، نعش طلحہ ہو گئی ننگی
 قریشی عورتیں اس دم علم کے گرد تھیں ساری
 قریشی عورتوں نے دف بچائی اور رجز گایا

ابو شیبہ مبارز طلب کرتا ہے

ابوسفیاں نے اک تقریر کی شکر کو گرایا
 بڑھا اب پھر یہ شکر شکر اسلام کی جانب
 صف کفار کو پایا جو تیروں کے نشانوں پر
 یہ دیکھا تو ابوسفیاں نے روکا فوج والوں کو
 مسلمانوں کا ڈر دیکھا جو پیدل فوج پر غالب
 دلانی عکرمہ کو شرم خالد کو بھی سمجھایا
 اسی باطل ارادے سے اسی اقدام کی جانب
 صحابہ نے چڑھائے تیر پھر اپنی کمانوں پر
 ہٹایا پیدلوں کو آڑ پر رکھا رسالوں کو
 علمبردار ہی بڑھ کر مبارز کا ہوا طالب

ابو علمبردار طلحہ کے بعد ابو شیبہ بن عثمان نے مشرکین کا علم اٹھایا۔ اس کے پیچھے پیچھے عورتیں اشار پڑھتی تھیں۔ وہ یہ رجز پڑھا ہوا حمد اور ہوا

علمبردار کا فرض ہے کہ نیزے کو خون سے رنگین کرے یا
 وہ ٹکرا کے ٹوٹ جائے۔ (سیرت النبی)

إِنَّ عَلَىٰ أَهْلِ اللّٰوَاءِ حَقًّا
 أَنْ تَحْضِبَ الصُّعْدَةَ أَوْ تَنْدِقًا

پکارا میں ابو شیبہ ہوں میں طلحہ کا بھائی ہوں
 مجھے سب جانتے ہیں سنگدل ہوں اور قسانی ہوں
 علمبردار طلحہ سنت رگ تھا خاندان بھری
 نہ تھی وہ شان اس میں چاہئے جو ایک افتر میں
 معمر ہو چکا تھا اور بہر حرب ناکارہ
 علیؓ کے نوجواں ہاتھوں نے اس کمزور کو مارا
 مسلمانوں! علی کے زور بازو پر نہ اتراؤ
 اگر کچھ حوصلہ رکھتے ہو میرے سامنے آؤ

جناب حمزہ کا اشتیاق شہادت

یہ سن کر شیرِ حق نے جانبِ ہادیؑ نظر ڈالی
 کہ اتنے میں جنابِ حضرت حمزہؑ نے عجلت سے
 گذارش کی کہ اے سچے رسول اے ہادیؑ کل
 مدینے میں خبر جس روز اس حملے کی آئی تھی
 کہ جب تک فیصلہ کوئی سرِ میداں نہ ہو جائے
 مجھے اس وقت تک منزل کٹھن ہونا پئے جنی کی
 کہ شاید پھر مجھی کو اذنِ بخشش حضرت عالی
 نکل کر صف سے مانگا اذنِ میداں شانِ رحمت سے
 جہادِ نبیؐ بسیل اللہ میں اک بوڑھا بھی ہے شامل
 اسی دن یہ قسم اس بندہ عاجز نے کھائی تھی
 جہادِ حق میں یا حمزہؑ کی جاں قرباں نہ ہو جائے
 مجھے سو گند ہے اس زندگی میں کھانے پینے کی

۱۔ روایت ہے کہ حمزہؑ نے قریش کے حملہ کی خبر سن کر نیت کی تھی کہ جنگ و جہاد و قتال کے بعد روزہ افطار کریں گے جس دن لشکرِ قریش اُحد پر اترا وہ اسی روز سے صائم تھے۔ اسی صورت میں مقابلہ کیا اور شہید ہوئے (رشاد الحکمت)

مر روزہ ہے اے محبوبِ باری تیسرے دن سے
 مقید ہے مری ہستی تمنائے شہادت میں
 سرِ میداں مبارز کو ہے زغم اپنی جوانی کا
 سہی جاتی نہیں مجھ سے یہ ناشائستہ گفتاری
 مری جانب سے اب حد ہو چکی ہے بردباری کی
 نہ کھولوں گا یہ روزہ جنگ جب تک کہ نہ لوں ان سے
 میں خود حائل نظر آتا ہوں آج اپنی سعادت میں
 یہ مزدِ پیری دے گا جواب اس لڑائی کا
 کہ میرے قلب پر تیغِ زباں کی ضرب ہے کاری
 اجازت دیجئے بہرِ خدا میدانِ داری کی

اجازتِ میدان اور حضرت کے تاثرات

اجازتِ عمّ پیغمبر نے اس انداز سے چاہی
 صدائے مرجا و جذا تھی بربِ حیدر
 جلالتِ دیدنی تھی مصطفیٰ کے عمّ عالی کی
 سوالی گون، اپنی جان دینے کا تمنائی
 وہ حمزہ ناز تھا اہل عرب کو جس کی طاقت پہ
 رسولِ پاک کے چہرے سے اک رقت نکالیا تھی
 نکاہیں مضطرب ہلکا تبسمِ رُوئے زیبا پر
 کہ حیرت سے انہیں تکنے لگا زورِ یدِ الہی
 شہادت گاہ کی جانب چلا تھا عمّ پیغمبر
 جمالِ ہاشمی تھا آج اک صورتِ سوالی کی
 سوالی گون، ابو طالب کا عبد اللہ کا بھائی
 فدائے ہونے چلا تھا اب بھتیجے کی صداقت پہ
 یہ وہ حمت تھی جس کی کوئی غایت تھی پامیاں تھی
 تصورِ مٹھائن تھا مرضی عرشِ معلیٰ پر

ہو اور شاد اے عمّ نجستہ فام بسم اللہ
یہ اقدام شہادت بر سبیلِ حُسنِ نیت ہے
فراقِ عارضی سب کے لئے اِک دن مقرر ہے
یہ فرما کر دکھائی انتہائی شانِ رحمانی
و نورِ نورِ حق سے چہرہ حمزہ چمک اٹھا
خدا حافظ ہے کیجے نصرتِ اسلام بسم اللہ
محمدؐ اس پر راضی ہے جو اللہ کی مشیت ہے
ملاقات اب لو ارحمہم کے نیچے مقدر ہے
کہ بڑھ کر چوم لی سرکار نے حمزہ کی پیشانی
جلا کندن نے پائی یہ زربنا ص دمک اٹھا

حمزہ کا رعب

مست کا عجب عالم تھا اسلامی غضنفر پر
رٹائی میں یہ حمزہ کا نشان امتیازی تھا
ابوسفیان نے دیکھی شکل حمزہ کی تو گھبرایا
پکارا اے ابوشیبہ سنبھل کر دو بدو ہونا
یہ حمزہ ہے، بہت مشکل ہی اس کے وارسی بچنا
کہیں تیزی میں اس کے ہاتھ سے چرکانہ کھا جانا
کہ لہراتا تھا اک بالِ شتر مرغ آپ کے سر پر
کہ حمزہ شیر دل تھا نازش مردانِ غازی تھا
ابوشیبہ کے اقدام و غا پر دل میں پچھتا یا
بڑی ترکیب سے اس جنگجو کے روبرو ہونا
بہت خونخوار ہے اس تیغِ دامندار سے بچنا
کسی صورت سے لڑتے ہوئے پیچھے لگانا

۱۔ حضرت حمزہؓ کے سر پر ایک کپڑا بندھا تھا جس میں شتر مرغ کا پر لہرا رہا تھا۔ یہ حمزہؓ کا جہاد میں نشانِ امتیازی تھا (العادة العربیہ)
۲۔ ابوسفیان نے حمزہؓ کو میدان میں نکلتے دیکھ کر ابوشیبہ کو آواز دی کہ احتیاط سے لڑنا اور ہوسکے تو پیچھے لگانا (رشاد الحکمتہ)

ابوشیبہ ہنسنا مقصد پہ سالار کا پا کر
سنبھالا اُس نے بھالا سانپ کی مانند بلکھا کر
نظر ڈالی مگر حمزہؓ نے جس دم سامنے آکر
تو دل سینے کے اندر رہ گیا ایک بار تھرا کر

حمزہؓ اور ابوشیبہ

کہا تو شوٹ کوہ کرتا تھا علیؓ کی نوجوانی کا
مناسب تھا کوئی بوڑھا جوان کے سامنے آئے
بہادر بن کے استعمال کر زور جوانی کو
ابوشیبہ کو اس شائستہ گفتاری پہ حیرت تھی
جواب اُس نے دیا اے حمزہؓ تو مردِ دلاور ہے
کیا ہے قتل تو نے بدر میں قرشی جوانوں کو
ہماری قوم تیرے خون کی پیاسی ہو مدت سے
بہت اچھا کیا، تو خود ہی میدان میں نکل آیا
تری بد قسمتی نے تجھ کو میدان میں نکالا ہے
تجھے مقتول طلحہ پرگماں تھا ناتوانی کا
تقابل تاکہ محروم تو ازن ہی نہ رہ جائے
کہ حاضر ہے یہ مردِ پیر تیری قدر دانی کو
یہی طرزِ شریفانہ تھی جو شایانِ غیرت تھی
بہادر ہے، جبری ہے با بھرِ جرأت کا شاہور ہے
پچھاڑا ہے عرب کے اچھے اچھے پہلوانوں کو
گھروں میں بال بچے کا پنتے ہیں تیری بدہمت سے
مرے ہاتھوں سمجھ لے آج پیغامِ اجل آیا
تجھے خوزریوں کا آج بدلہ ملنے والا ہے

اے ابوشیبہ بن عثمان قریش کے علمبردار نے حمزہؓ سے کہا۔ میں تجھی کو ڈھونڈتا تھا۔ کیونکہ تو نے بدر میں قریش کے بچوں کو
یتیم اور عورتوں کو بیوہ کر دیا ہے۔
(تاریخ العمران)

تو اپنی نرم باتوں سے مجھے بہلا نہیں سکتا
 کہا حمزہؓ نے خیر اب بند کر یہ قیل و قال اپنی
 میں خود ہی دیکھ لوں گا جو مرا اللہ دکھائے گا
 یہ میدان ہے یہاں مہلت نہیں باتیں بنانے کی
 تو زور آور ہے اپنے زور کا اظہار کر مجھ پر
 شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مردِ مومن کو
 جواں ہو یا کہ بوڑھا مجھ سے بچ کر جا نہیں سکتا
 میں تیرے سامنے موجود ہوں حسرت نکال اپنی
 یقین رکھ بھاگتا میدان سے تو مجھ کو نہ پائے گا
 دکھا جو ہر کہ ساعت سے یہی جو ہر دکھانے کی
 قدم آگے بڑھا مردانگی سے وار کر مجھ پر
 کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

ابوشیبہ اور حمزہؓ کی جنگ

بڑھی اس گفتگو سے اب جو کافر کی غضبناکی
 وہ غافل ان کو سمجھا تھا مگر ہشیار تھے حمزہؓ
 وہیں قائم رہے بس اک ذرا سا جسم لہرایا
 بنانِ نیزہ بائیں ہاتھ سے تھامی دیا جھٹکا
 کہا، بانگے جواں بے دل نہ ہو او سان قائم رکھ
 بھڑک اٹھا یہ سن کر شعلہ کی مانند ابوشیبہ
 کیا غافل سمجھ کر وار نیزے کا بہ چالاکي
 یہ گھاتیں جانتے تھے آزمودہ کار تھے حمزہؓ
 اسی جنبش سے یہ نیزہ بغل کے درمیاں آیا
 ابوشیبہ سے نیزہ چھین کر کچھ دُور دے پٹکا
 نکال اب میان سے تلوار اپنی شان قائم رکھ
 ہوا کچھ اور بھی اب چاق اور چوندا ابوشیبہ

اُدھر کافر کا پنجہ قبضہ شمشیر پر آیا
 اُدھر بھی تیغ لنگردار باہر میان سے نکلی
 اُدھر گویا دہانِ غار سے اک اژدہا نکلا
 پڑا اب سایہ شمشیرِ دامن دارِ حمزہ پر
 اٹھا کر تیغِ حمزہ نے بھی گانٹھی تیغِ دشمن سے
 اچانک دستِ چابکِ دست نے ہلکی سی دی تھپکی
 جھکایا ہاتھ کو پھرتی سے اک ٹھوکا دیا ہٹ کر
 شکستِ تیغ سے کافر کے منہ پر چھا گئی زردی
 برابر کی لڑائی کا نہ پایا جب کوئی یارا
 جنابِ حمزہ کا روئے مبارک اک طرف سرکا
 زمین و آسمان پر ایک ہمیت ہو گئی طاری
 اُدھر دستِ مسلمانِ خامہ تقدیر پر آیا
 اُدھر بھی ایک چھوٹی سی پری زندان سے نکلی
 اُدھر روشن ہوئی دنیا کہ موسیٰ کا عصا نکلا
 ابو شیبہ نے قوت سے کیا اک وارِ حمزہ پر
 صد اسب نے سنی آہن کے ٹکرانے کی آہن سے
 دو لشکر دیکھتے تھے دھوپ میں اک کوندنی لہکی
 زمیں پر جا کر تیغِ ابو شیبہ کا پھل کٹ کر
 لگی راہِ فرار اب ڈھونڈنے اس کی جو انمردی
 شکستِ تیغ کا قبضہ سرِ حمزہ پہ ڈے مارا
 اور اس کے ساتھ ہی نعرہ ہوا اللہ اکبر کا
 اُدھر نوری بڑھا آگے اُدھر مٹنے لگاناری

ابو شیبہ کے امدادی

ابو شیبہ کے بچنے کا نہ دیکھا جب کوئی رستہ پتے امداد ابو سفیان نے بھیجا فوج کا دستہ

بڑھا اس کی مدد کو ایک بازوئے صفِ لشکر
 ابو شیبہ ہٹا پھیلے قدم سونے صفِ لشکر
 ادھر انبوه بڑھتا آ رہا تھا گھیرنے والا
 ادھر تنہا کھڑا تھا فوج کا منہ پھیرنے والا

ابو شیبہ کا قتل

کیا حمزہؓ نے پھر اک نعرہ شیرازہ میدان میں
 ابو شیبہ ابھی تک قُربِ لشکر میں نہ تھا پہنچا
 کہا اے نوجواں اک پندِ پیرانہ تو لیتا جا
 ابو شیبہ رُکا امداد ملنے کے بھروسے پر
 پہنچ جائیں گے امدادی بڑی امید تھی اس کو
 گری شمشیر پُر تنویر ابو شیبہ کے مغفر پر
 پڑی سر پر تو سرنے بھی دکھا دی راہ گردن کی
 سر و گردن سے کیا لینا تھا اس تیغِ ہلالی کو
 بڑی خوبی سے اس نے سر کو توڑا حلق کو چیرا
 یہ قطعِ راہ کر کے سینہ پُر کینہ میں آئی
 بڑھے آگے دکھائی ہمتِ مردانہ میدان میں
 کہ لے کر موت کا پیغام عزرائیل آپہنچا
 جہنم کی طرف جاتا ہے پروانہ تو لیتا جا
 جمائے پھر قدم اُس نے نکالا ڈاب سے خنجر
 مگر حمزہؓ کی تیغ تیز نے مُہلت نہ دی اس کو
 یہ مغرک ٹ گیا اپنی مُصیبت ٹال دی سر پر
 اسے دیکھا تو گردن نے بھی کھڑکی کھول دی تن کی
 کہ یہ تو آئی تھی قلب و جگر کی دیکھا بھالی کو
 کٹا سینہ، تر شاہ ہے چھری سے جس طرح کھیرا
 کلیجے پر نظر کی اور ناپی دل کی گہرائی

جو صورت چاہ میں چاہی وہ خاطر خواہ پیدا کی
 گھری ظلمت کدے میں آپ اپنی راہ پیدا کی
 زرہ بکتر کی ہر الجھن کو سلجھا کر نکل آئی
 بزیر ناف سیدھا راستہ پا کر نکل آئی
 دکھایا عدل اُس نے سامنے ہر دوست دشمن کے
 صفائی سے برابر کے دو ٹکڑے کر دیئے تن کے

حضرت حمزہؓ پر مقتول کے امدادیوں کا حملہ

اٹھا تھا زغم کیتانی میں جو عقل و خرد کھو کر
 پڑا تھا خاک پر وہ مُنکرِ توحید دو ہو کر
 نہ ہونے پایا تھا بد بخت کا لاشہ ابھی ٹھنڈا
 تڑپتے تھے ادھر ٹکڑے، ادھر تھا سرنگوں جھنڈا
 کہ یورش کر کے پہنچے دس سپاہی فوج دشمن کے
 مقابل ہو گئے رُوباہ مردِ شیرِ افکن کے
 یہ قربِ فوج دشمن تھا، اکیلے تھے یہاں حمزہؓ
 غضنفر تھے مگر ان بکریوں کے درمیاں حمزہؓ
 دکھا دی لشکروں کو شانِ فنِ جنگِ حمزہؓ نے
 کہ جس پر ہاتھ مارا کر دیا چورنگِ حمزہؓ نے
 وہ کھیلے جنگ کی بازی اکیلے اس جماعت میں
 گرا دیں سات نامردوں کی لاشیں ایک ساعت میں
 جو باقی تھے انہیں بھی دھریا اب تیغ کے آگے
 یہ عالم دیکھ کر تینوں کے تینوں چیخ کر بھاگے

۱۔ ابو شیبہ کو قتل کرنے کے بعد حمزہؓ قریش کی ایک جماعت میں گھر کر قتال کرتے رہے (العادۃ العرب)

لشکرِ اسلام کو اذنِ جنگِ مغلوبہ

غضب طاری ہوا اس واقعے سے فوجِ اعدا پر
 اور جمعیتِ اسلام نے یہ ماجرا دیکھا
 علیہ دار کا مقتول ہونا اور گر جانا
 قریشی فوج میں پھر جنگِ مغلوبہ کی تیاری
 یہ سب کچھ ہو رہا تھا فاصلے پر دور وادی میں
 مسلمانوں کے سینے پھٹ رہے تھے جوش کے مار
 نبی کے حکم کی اب منتظر فوجِ مسلمان تھی

تہیہ کر لیا حملے کا سب نے مردِ تنہا پر
 عرب کا چاند کالی بدلیوں میں پیرتا دیکھا
 جنابِ حمزہ کا خونریز تلواروں میں گھر جانا
 جنابِ حمزہ کی تنہائی اور جوشِ فدا کاری
 مگر روشن تھا آئینے کی صورتِ چشمِ بادی میں
 مگر مجبور تھے پابندِ حکم ضبط تھے سائے
 نظر آیا کہ دستِ نور میں اک تیغِ بڑا تھی

رسالت کی تلوار

رسول اللہ نے یہ تیغ اٹھائی اور فرمایا
 مسلمانو! بڑھو آگے بڑھو وقتِ قتال آیا

۱۔ کفار مسلمانوں کی تیر اندازی سے پیچھے ہٹ گئے تھے اور علیہ دار بڑھ کر ڈر رہے تھے۔ عین اس وقت جب ابو شیبہ
 بن عثمان حضرت حمزہ کے ہاتھوں قتل ہوا کفار نے بڑھ کر غلبہ کیا۔ اس وقت آنحضرت نے مسلمانوں کو جوش دلایا۔ اور ایک
 تلوار جو حضور کے دست مبارک میں تھی دکھا کر فرمایا، کون اس تلوار کا حق ادا کرے گا۔ (تاریخ العمران) ۱۵۷ حاشیہ اگلے صفحہ

نبیؐ تلوار دینا چاہتا ہے اس دلاور کو رکھے ملحوظ جو میدان میں فرمانِ داور کو
کوئی ہے تم میں جو تکمیلِ آئین و فاکرے جو اس تلوار کا حق آج میدان میں ادا کرے

جید صحابہ کو اس تلوار کی حسرت

یہ سن کر ہر مجاہد کو ہونئی شمشیر کی حسرت ہویدا تھی نگاہوں سے جوان و پیر کی حسرت
صحابہ نے نبیؐ کے روتے پر تنویر کو دیکھا بڑے ارماں بڑی اُمید سے شمشیر کو دیکھا
تھا دریا موجزن ہر دل میں شوق بے نہایت کا رہوں اے کاش میں ہی آج مورداں غنایت کا
زبس بتیاب تھی حسرتِ دلِ فاروقِ اعظم میں کہ آئے سرُجھکائے خدمتِ سالارِ عالم میں
گزارش کی کہ یہ تلوار فدوی کو عنایت ہو ہمیشہ بندہ احساں ہوں میں مجھ سے رعایت ہو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) آنحضرت کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی جس کے ایک پہلو پر یہ شعر لکھا تھا

فی الجبن عار و فی الاقبال مکرمۃ نامزدی موجبِ ننگ اور حملہ آوری موجبِ شرف ہے
و المرء بالجبن لایسوخ من القدس حالانکہ نامزدی میں بھی انسان کو تقدیر سے پناہ نہیں مل سکتی۔
(سیرت ابن ہشام)

۱۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت فاروقؓ حضرت علیؓ اور مختلف لوگوں نے اس تلوار کو بانگا۔ مگر آپ نے کسی کو یہ تلوار نہ دی۔

آنحضرت نے دستِ مبارک میں تلوار لے کر فرمایا۔ کون اس کا حق ادا کرتا ہے۔ اس سعادت کے لئے دفعہ بہت سے ہاتھ بٹھے (سیرت النبیؐ)
حضرت فاروقؓ اور حضرت زبیرؓ اور بہت سے صحابہ کبار نے حضرت سے اس تلوار کی خواہش کی مگر آپ نے انکار فرمایا (رشاد الحکمت)

مگر سرکار نے انکار کے الفاظ فرمائے تو یہ حسرت لئے خدمت میں اکثر نامدار آئے
 بصد اصرار اپنے شوق کا اظہار فرمایا مگر اللہ کے محبوب نے انکار فرمایا
 اُحد میں آج کیا مد نظر تھا کوئی کیا جانے خُدا جانے خُدا کا بھیدا پھر مُصطفیٰ جانے
 بھلا اب کس کی جرات تھی کہ جرات سے بڑھے آگے سبھی حیراں تھے دکھیں نخبت کس خوش نخبت کا جاگے
 نگاہیں ڈھونڈتی تھیں کون اس پرے میں پنہاں ہے کہ جس کی دست بوسی کے لئے یہ تیغِ عرباں ہے
 ادھر تھی جامِ حسرت ہی سے مخفل دم بخود ساری لبِ ساقی پہ تھا دریا سے تکرارِ صلہ جاری
 بندھی تھیں اہلِ جرات کی اُمیدیں دستِ اشرف سے
 یہ عالم تھا کہ نکلے بُودِ جانہ آخری صف سے

بُودِ جانہ کو عطا سے شمشیر

کہا سرکار اس تلوار کا حق جانتا ہوں میں فقط حق ہی اسے مطلوب ہے پہچانتا ہوں میں
 میں اس کا حق ادا کروں گا دینِ جانِ ایماں سے کہ داغِ خونِ ناقہ لے کے آؤں گا نہ میدان سے
 مقدر ڈھونڈتا تھا اس ادائے والمانہ کو عطا کر دی گئی یہ تیغِ بُراں بُودِ جانہ کو

۱۔ یہ نعرہ بُودِ جانہ کے نصیب میں تھا (سیرت النبی) بُودِ جانہ نے عرض کیا میں اس کا حق ادا کروں گا۔ (خاتم المرسلین)

ابودجانہ کی رفتارِ ناز

چڑھانٹہ خوشی کا ابودجانہ جوش میں جھومے
 پیٹا سرخ کپڑا گزدر اس مردِ اکمل نے
 تبتم زیر لب فرما کے ہادی نے یہ فرمایا
 اگرچہ ناپسندیدہ ہے ایسی کبک رفتاری
 اشارہ کر کے میدان کی طرف دست پیر نے
 بڑھو تم بھی خدا کا نام لے کر اے مسلمانو!
 فقط توحید کی خدمت کا دم بھرتے ہوئے نکلو
 مجھکے، تلوار لے لی، اور دستِ مصطفیٰ حومے
 اکڑ کر پہلوانوں کی طرح بڑھ کر لگے چلنے
 کہ ہاں آگے بڑھو آگے بڑھو وقتِ جہاد آیا
 مگر ایسے مواقع پر یہی رفتار ہے پیاری
 کہا دیکھو بڑھایا ہے قدم باطل کے لشکر نے
 خدا و خلق کی خاطر ادائے فرض کی ٹھانوا
 سر میدانِ رضائے حق طلب کرتے ہوئے نکلو

تیر اندازوں کو آخری تاکید

مگر ٹھہری ہے پستے یہ تیر انداز جمعیت
 نہیں لازم اسے ہرگز عدولِ محکم کی نیت

۱۔ اس غیر متوقع عزت نے انہیں مغرور کر دیا۔ سر پر سرخ رومال باندھا اور اکڑتے تہتے ہوئے نکلے۔ (سیرت النبی)
 ۲۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ چال خدا کو سخت ناپسند ہے لیکن اس وقت پسند ہے۔ (سیرت النبی)
 ۳۔ جب عام حملے کے لئے جمعیتِ اسلام کو آنحضرت نے حکم فرمایا تو پھر ایک مرتبہ تیر اندازوں کے قریب آکر فرمایا۔ ہرگز ٹیلانہ
 چھوڑنا۔ اور فرمایا خدا کو تم پر شاہد کرتا ہوں۔ (ارشادِ الحکمتہ)

مجھے اندیشہ ہے ان تیر اندازوں کے دستے سے
 مناسب ہے تمہیں قولِ پیرِ دل نشین رہنا
 اگر نکلے سوارانِ قریشی کا کوئی دستہ
 ہماری فوج فاتحِ یاشکست انجام ہو کچھ ہو
 تمہیں ہر حال میں قائم ہیں رہنا مناسب ہے
 بنا تا ہوں تجھی کو شاہدے پروردگار ان
 کہیں ٹیلانہ چھوڑیں اور بھٹک جائیں نہ رتے سے
 جہاں ٹھہرا دیا ہے تم کو، تم قائم وہیں رہنا
 تو لازم ہے کہ تیر انداز روکیں پشتِ کارستہ
 گرفتاری کا منظر ہو کہ قتلِ عام ہو، کچھ ہو
 سمجھ لو نیت و اعمال کا اللہ محاسب ہے
 حقِ تبلیغ پورا ہو چکا ہے بار بار ان پر

اُحد میں پہلی جنگِ مغلوبہ

یہ فرما کر بڑھایا فوج کو محبوبِ داؤرنے
 وہاں حمزہؓ پہ زرعہ ہو گیا تھا فوجِ اعدا کا
 اٹھا اک نعرہ تکبیر میدانِ شہادت میں
 ادھر سے جھوم کر برسے قریشی فوج کے بادل
 کمالِ شانِ ایماں دیدنی تھی اس نظارے میں
 کیا اقدامِ میداں ہر مجاہد ہر دلاور نے
 تھپیڑا سہ رہا تھا شیرِ حق ہر موجِ دریا کا
 بڑھی فوجِ مسلمان اپنے ہادی کی قیادت میں
 اُحد کی سرزمین پر چھا گیا تھا ایک ٹڈی دل
 کہ حمزہؓ غوطہ زن تھے عین اس قلازم کے دھاتے میں

جدھر اٹھتا تھا پائے حمزہؓ دشمن ہٹتے جاتے تھے
 ابھرتا تھا جہاں خورشیدِ بادل چھٹتے جاتے تھے

علمبردارانِ قریش کی جراتیں

بہر سو گھومتی تھیں جنگ کے شعلوں کو بھڑکاتی
 تلاطم ہو گیا پیدا بہم ٹکرا گئیں موجیں
 لیا پھر اک سبق میدان میں کثرت نے قلم سے
 کئے مغفرت پھٹے سینے، پھٹے بازو، پھینکھالیں
 بہم دست دگریباں تھے مظاہر کفر و ایماں کے
 ابھارا اور بھی فتنے کو اس قسمت کے ہیٹے
 زرہ بکتر سبجے تھے خود بھی سر پر چمکتا تھا
 کیا اک تیر چلے سے رہا بالاخصا ص اس پر
 مگر اس تیر سے گوشہ نہ پایا جز عدم اس نے
 گرا ہاتھوں سے جھنڈا ساتھ ہی اس کی اجل آئی
 مسافع ابن طلحہ نے اٹھایا اب یہی جھنڈا

قریشی ناریاں بھی دف بجاتی اور رجز گاتی
 قریب اک دوسری کے آخر کار آگئیں فوجیں
 گتھا اک اک مسلمان سات سات اعدائے ملت سے
 کھنچیں تغین، اٹھے خنجر چلے نیزے تین ڈھالیں
 ادھر حرم کے بندے، ادھر پیرو تھے شیطان کے
 اٹھایا تھا علم کفار کا طلحہ کے بیٹے نے
 مثال شعلہ جو الہ ہر جانب پلکتا تھا
 پڑی جو نہی نگاہ حضرت سعد وقاص اس پر
 کسی پر حملہ کرنے کو بڑھایا تھا قدم اس نے
 در آیا حلق میں تیر اور زباں باہر نکل آئی
 یہ سبل خاک پر تڑپا، تڑپ کر ہو گیا ٹھنڈا

۱۷ اب طلحہ کے بیٹے عثمان نے علم قریش اٹھایا۔ حضرت سعد وقاص نے ایک ایسا تیر مارا کہ زباں باہر نکل آئی۔ (رشاد الحکمتہ)
 ۱۸ اب مسافع ابن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ اس کو ابن ابی نعیم نے قتل کیا۔ (تاریخ العمران)

نشانہ اس کو نیزے کا بنایا ابنِ افلحؓ نے
 مگر مردانِ عبدالدار تھے غصے میں دیوانے
 علمبردار کا لاشہ ابھی کرنے نہ پاتا تھا
 کلابؓ اک فردِ کامل نے اٹھایا کفر کا جھنڈا
 شریحِ قارظہ تھا فوجِ قرشی میں بڑا کامل
 جنابِ حیدرِ کرار کے ہاتھوں گیا مارا
 بغل کے راستے سے قلب تک یہ تیغِ درآئی
 علم سے باطنی رشتہ علمبردار کا ٹوٹا
 علمِ خاکِ مذلت پر گرایا ابنِ افلحؓ نے
 علم کے گرد تھے جیسے ہوں گز شمع پر وانی
 جھپٹ کر ہر کوئی اس کی جگہ لینے کو آتا تھا
 زبیر ابنِ عوام اس پر گرے اور کر دیا ٹھنڈا
 نہایت تمکنت سے اب ہوا جھنڈے کا وہ حامل
 پڑی وہ ضربِ کاری کھل گیا کافر کا بھنڈارا
 تو دونوں شکروں کو اک عجب صورتِ نوا آئی
 گرے پہلو بہ پہلو ساتھ ظاہر کا نہیں چھوٹا

علمِ باطل سزنگوں

یہ جھنڈا جس کا مقصد تھا جہاں میں کشتِ خو کرنا
 اٹھالیتے تھے عبدالدار والے یہ علم بڑھ کر
 ہر فیضیہ تھا مسلمانوں کا اس کو سزنگوں کرنا
 مگر غازی بھی کر دیتے تھے سران کا قلم بڑھ کر

۱۰ کلاب ابنِ طلحہ نے یہ جھنڈا اٹھایا تو زبیر ابنِ عوام نے نیزہ سے اس کو ہلاک کیا۔ (تاریخ العمران)

۱۱ شریحِ قارظہ جو قریش میں بڑے مرتبے کا پہلوان تھا علم لے کر بڑھا۔ اس کو حضرت علیؓ نے ایک ہی وار میں ختم کر دیا۔ (تاریخ العمران)

کبھی حمزہ نے سردارانِ عبدالدار کو مارا
 نصیبہ قومِ قرشی کا کبھی اُبھرا کبھی ڈوبا
 تباہی دیکھ کر ہرنگ سے اپنے گھرانے کی
 کیا جانے لگا اتلافِ جاں سے اجتنابِ آخر
 اگرچہ آلِ عبدالدار کا یہ زر خریدہ تھا
 اٹھایا جنگ کا جھنڈا پکارا فوج کو اُس نے
 جنوں مرگ بے ہنگام جب دیکھا سوار اس پر
 علمِ کفار کا اب رُل رہا تھا فرش کے اوپر
 کبھی شمشیرِ حیدر نے علمبردار کو مارا
 یہی معلوم ہوتا تھا ابھی ڈوبا ابھی ڈوبا
 رہی جرات کسی میں بھی نہ یہ جھنڈا اٹھانے کو
 یہ دیکھا تو بڑھا ان کا غلامِ ناصوابِ آخر
 مگر مشہور تلوزیہ تھا حرب و ضرب دیدہ تھا
 بتوں کا نام لے لے کر اُبھارا فوج کو اُس نے
 ہو اسیا یہ فلن دامنِ برقِ ذوالفقار اُس پر
 علمِ اسلام کا اُٹھاتا تھا اوجِ عرش کے اوپر

علمبردارِ اسلام

یہ سرفراز تھا حالِ تھے مصعب بن عمیرؓ کے
 یہ جھنڈا بڑھ رہا تھا بر طرفِ ارشادِ ہادیؑ پر
 علیؓ تھے راست پر اور دستِ چپ پر تھی زبیرؓ کے
 نمایاں تھا برابر بہ بلند و سپتِ وادی پر

۱۵ کفار کے علمبردار لڑ کر قتل ہوتے جاتے تھے۔ تاہم علم نہ کرنے پاتا تھا (سیرت النبی)

۱۶ صواب غلامِ نبی عبدالدار تھا۔ اُحد میں غلامانِ قریش میں سے اسی نے قتال کیا (تاریخ العمران)

۱۷ صواب غلامِ نبی عبدالدار نے قریش کا علم اُٹھایا اور حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ (ارشادِ الحکمہ)

علم کے سائے میں اس طرح وقفِ جنگِ تمصیبِ
قریشی فوج کا ہر فرد اس جھنڈے کے درپے تھا
قریش آگے گرتے تھے ہجوم اندر ہجوم اس پر
مگر مصعب کے بازو اس طرح ان کو ہٹاتے تھے
جدھر کرتے تھے حملہ بھیر چھٹ جاتی تھی آگے
کہ گلزارِ بہارِ زخم سے گلزنگ تھے مصعبؓ
کہ اس جھنڈے کا لہرنا حقیقت میں بڑی شے تھا
جھپٹتے تھے کمال تن دہی سے زراغ و بوم اس پر
کہ رکھوالے تھے گویا کھیت سے طائر اڑتے تھے
تہ شمشیرِ صف کی صف اٹ جاتی تھی آگے سے

حضرت ابو دجانہ اور حق شمشیرِ رسالت

صحابہ دیکھتے تھے جاں نثاری ابو دجانہ کی
رسول اللہ کی بخشی ہوئی شمشیر چلتی تھی
وہ سب افسر جو بنیادِ فسادِ جاہلانہ تھے
سرسقل تلاش ان کو تھی ایسے بدنہادوں کی
جو پیچھے رہ کے قریشی فوج کو آگے بڑھاتے تھے
کہ تھی بٹھی ہوئی اک دھاک اس مردِ گیان کی
تو گویا آسیائے گردشِ تقدیر چلتی تھی
وہی جنگِ اُحد میں زیرِ تیغِ ابو دجانہ تھے
کہ جن کی ذات دُنیا میں چنگاری تھی فسادوں کی
وہ فتنے آج اس تلوار کے سائے میں آتے تھے

۱۔ آنحضرتؐ نے جب تلوار ابو دجانہ کو تفویض فرمائی، تو صحابہ کبار میں سے بعض جن کو حضور نے تلوار دینے سے انکار فرمایا تھا، تنقص میں ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ابو دجانہ کا قتال غزوہ اُحد میں واقعی اس شان کا تھا کہ اس سے بہتر خیال میں نہیں آسکتا۔
(ارشادِ الحکمۃ)

مچھے تھے اس شکاری کے شکار انہوہ کے اندر
 وہ اصلی سرغنوں کو دُور ہی سوتاک لیتے تھے
 در آئے بوڈجانہ بار بار انہوہ کے اندر
 انہی کو زیر تیغ صاحبِ لولاک لیتے تھے
 عطائے خاص کا پورا ادب ملحوظ رکھاتا تھا
 کہ حق تلوار کا ہر حال میں محفوظ رکھاتا تھا
 در آتے تھے وہ تیروں اور شیشوں میں در آن
 وہ تنہا جنگ کرتے تھے نہنگانہ پلنگانہ

ہند کی سرگرمیاں

قریشی عورتیں ان کافروں کا دل بٹھاتی تھیں
 نظر آیا جو آب میدان میں گٹھا ہوا قیمہ
 کبھی آگے کبھی پیچھے صفوں کے دف بجاتی تھیں
 ابوسفیاں کی زوجہ ہند بھرتی تھی سرا سیمہ
 نظر آنے لگا جب رنگ کچھ بزرگ میدان میں
 تو اس عورت نے پہنا تھا لباسِ جنگ میدان میں
 کھڑی تھی مزد بن کر پشت پر یہ اپنے لشکر کے
 بھگڑے قرشیوں کو گالیاں دیتی تھی جی بھر کے
 نظر آتا تھا جس دم بھاگتا کوئی جواں اس کو
 تو بڑھ کر پیش کر دیتی تھی اپنی چوڑیاں اس کو
 زبانِ طعن سے سینے میں خنجر بھونک دیتی تھی
 دلا کر شرم اس کو آگ میں پھر چھوٹک دیتی تھی

(سیرت النبی)

۱۔ ابوڈجانہ فوجوں کو چیرتے لاشوں پر لاشہ گرتے چلے جاتے تھے

۲۔ زنانِ قریش ہند زوجہ ابوسفیان کی معیت میں تھیں اور دف بجاتی کبھی صفوں کے آگے کبھی پیچھے ہو جاتی تھیں (رشاد الحکمت)

(طبری)

۳۔ ہند قریش کو بھاگتے دیکھ کر گھرائی ہوئی کبھی ادھر کبھی اُدھر دوڑتی تھی

ابودجانہ ہند کو قتل کرنے کا قصد کرتے ہیں

پڑی کچھ فاصلے سے ابودجانہ کی نظر اس پر
 جو پیچھے فوج کے تاریں لڑائی کی بلاتا ہو
 وہ لشکر کو ہٹاتے مارتے اس کی طرف نکلے
 قریب ہند پہنچے تیغ کھینچی اور للکارا
 کہاں چھپ کر کھڑا ہے، دیکھ عزرائیل اپنچا
 یس کر ہند کے ہوش اڑ گئے، لرزہ ہوا طاری
 پکاری میں تو عورت ہوں مجھے مارو نہ اے بھائی
 یہ کہہ کر کانپتے ہاتھوں سے اپنی زلف مرنائی
 جناب ابودجانہ پر کھلا اب آنکھ کا دھوکا
 وہ سمجھے فوج دشمن کا اسے کوئی بڑا فسر
 مجھی چنگاریوں کو اپنی پھونکوں سے جگاتا ہو
 بزور دست و بازو توڑ کر ہر ایک صف نکلے
 کہ امیرے مقابل اوفسادی او فریب آرا
 یہ تیرے ذبح کو فرزند اسمعیل آپنچا
 قضا کو سامنے دیکھا تو بھولی ہیکڑی ساری
 یہاں چکی کھڑی ہوں میں تو لڑنے کو نہیں آئی
 حنائی ہاتھ کی سُرخ بھی ہاتھوں ہاتھ دکھلائی
 کیا ہی چاہتے تھے وار لیکن ہاتھ کا روکا

توقیر شمشیر رسول

کہا معلوم ہے گو مجھ کو تیری فتنہ انگیزی تری آنکھوں سے ظاہر ہو رہی ہے خوئے خویز

ابودجانہ نے کہا وہ لوگوں کو گالیاں دیتی، کوسی اور شرم دلاتی تھی تب میں نے اس پر تلوار اٹھائی اور میں نے اسے مزدجانا تھا (رشاد الحکمت)

طرح بہر شفیع دو جہاں دیتا ہوں میں تجھ کو
 یہ شمشیرِ رسالت ہے ستودہ اور محمودہ
 تو کوئی بھی ہو اے عورت ماں دیتا ہوں میں تجھ کو
 کروں گا میں نہ عورت کے لہو سے اس کو آلودہ
 ضعیفوں، عورتوں، بچوں پہ اٹھنا عار ہے اس کو
 جھکے اور قبضہ چوما جھوم کر تیغ رسالت کا
 جہاں اٹھی ہوئی تھی آب تیغ تیز کی دھارا
 پلٹ کر ہو گئے جنگاہ میں پھر معرکہ آرا

مُسلماَن مُتَّحِد ہو کر جنگ کرتے ہیں

اگرچہ چھ گنا زاید تھے مشرک اہل ایمان سے
 صحابہ جنگ میں اک دوسرے کے تھے معاون بھی
 مگر منہ موڑ کر بھاگے چلے جاتے تھے میدان سے
 برائے فوج کثرت و وحدتِ ملت کے ضامن بھی
 اسی باعث تھا اب تک ہر کوئی محفوظ دشمن سے
 تھا اپنی جان سے بڑھ کر اخوت کا خیال ان کو
 مدد کرتا تھا جب مشکل میں آتا تھا نظر کوئی
 خراشِ جسمِ مسلم سے بھی ہوتا تھا ملال ان کو
 نظر اک دوسرے کے حال پر رکھتا تھا ہر کوئی

۱۔ ابو دجانہ فوجوں کو چیرتے لاشوں پر لاشے گراتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہند سامنے آگئی۔ اس کے سر پر تلوا
 رکھ کر اٹھالی۔ کہ رسول اللہ کی تلوار اس قابل نہیں کہ عورت پر آزمائی جائے۔ (سیرت النبی)

یہی تھا ربطِ باہم ان کے استحکام کا باعث
یہی تھا اس جہاں میں غلبہٴ اسلام کا باعث
اخوت نے کیے تھے اس طرح دل متحدان کے
کہ میدان میں زمین و آسماں بھی تھے مُہمان کے

مشرکین کے قدم اکھڑ گئے

صحابہ یوں گرے تھے لشکرِ کفار کے اوپر
شکستہ دل تھے خنجر جو صلے ٹوٹے تھی بھالوں کے
چبھیں نتھنوں میں انیاں سیخ پا ہو کر پھرے گھوڑے
قریشی پیدلوں کے اسلحہ بھی تھے بہت بھاری
قدم اکھڑے تو کام آئیں نہ لنگردار شمشیریں
سروں کے خود آنکھوں پر جھکے رُخ سے جھلم سر کے
مجاہد بڑھ کے تیغیں مارتے جاتے تھے میدان میں
کہ بھاری ہو رہا تھا اک مجاہد چار کے اوپر
تھے منہ فوق چار آئینوں کے سینے شق تھے ڈھالوں کے
سواروں کو گرایا سر کے بل جس دم گرے گھوڑے
زرہ پوشی بنی تھی اور بھی وجہ گراں باری
کہ تھیں ان مجرموں کے ہاتھ میں تیروں کی زنجیریں
گمے یوں سنگدل کھا کھا کے چر کے اور مر کے
قریشی سُوراجی مارتے جاتے تھے میدان میں

خالد کی بے بسی

مدد پر ان کی خالد کار سالہ بار بار آیا
کبھی سوئے ہمیں جھپٹا کبھی سوئے یسا آیا

۱۵ علمبرداروں کے قتل اور حضرت علیؑ اور ابو دجانہ کے بے پناہ حملوں سے فوجِ قریشی کے پاؤں اکھڑ گئے (سیرت النبی)

قریشی فوج کی حالت سے خالد کو اذیت تھی مگر ہر مرتبہ منہ دکھیتا تھا نامرادی کے بگولے کی طرح ہر بار چکر کھا کے آتا تھا رسالہ عکرمہ کا دے رہا تھا ساتھ خالد کا نصیب ان کو ہوئی تھی نامرادی اور ناکامی مقامِ سخت گھاٹی تنگ تھی اور فرس تھریلا یہی تھا مرکزی نقطہ نگاہِ پاکِ ہادی میں اسی باعث ہوئی تھیں تیراندازوں کو تاکید رسول اللہ کو معلوم تھی کفار کی نیت سواروں نے تو رہواروں پہ توڑے قمچیاں کوٹے بگھوٹے خوف سے ٹیلے کی جانب رخ نہ کرتے تھے

اچانک پشت پر لیغا کر دینے کی نیت تھی کہ پشتے پر تھے پشتیبان تیرانداز ہادی کے مگر تیروں کی بارش دکھیتا تھا لوٹ جاتا تھا کہ لینا تھا اسے بھی آج بدلہ اپنے والد کا کہ پشتے پر جمے تھے تیراندازانِ اسلامی رسالوں اور رٹنے والوں میں حائل تھا یہ ٹیلا مقامِ امتحان تھا یہ اُحد کی تنگ وادی میں کہ پشتے پر جمے رہنے سے وابستہ تھیں اُتید اسی باعث یہاں رکھی تھی تیرانداز جمعیت مگر ہر مرتبہ سُو فَا ر کھا کھا کر گرے گھوڑے قدم آگے بڑھانے میں لرزتے اور ڈرتے تھے

۱۔ خالد بار بار آتا تھا تاکہ سفح سے نکل کر پیچھے سے حملہ کرے۔ مگر تیرانداز تیر بار مار کر پھیر دیتے تھے (رشاد الحکمتہ)

خالد کسی مرتبہ آیا اور تیراندازوں نے پہنچا نیا (طبری و کامل)

۲۔ عکرمہ کا رسالہ خالد کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ (رشاد الحکمتہ)

جب آیا اس طرف گھائی کے اندر گھر گیا خالد نہ پایا راستہ مایوس ہو کر پھر گیا خالد

اقلیت ظفر مند تھی

ادھر جمعیت اسلام تھی مصروفِ جانبازی
ہنکاتے مارتے زور آوروں کے وارِ زد کرتے
بسانِ حوصلہ بڑھتے چلے جاتے تھے اب غازی
ضعیفوں اور اپنے زخمیوں کی بھی مدد کرتے
قدم دھرتی پھضبوطی سے دھرتے بڑھتے جاتے تھے
قریشی فوج کا ستھراؤ کرتے بڑھتے جاتے تھے

نبی نکران کا رہتا

و جو دِ پاک ہی رُوحِ جہادِ اہلِ ایماں تھا
نہ جانے کھولنا منظور تھیں وہ کونسی گریں
صحابہ اس کی کرنیں تھیں وہ خورشیدِ درخشاں تھا
کہ سر پر خود تھا، زیبِ بدن تھیں آج دوزریں
کمان و تیر کش، نیزہ و شمشیر جیراں تھے
مگر اُس نے کسی کو زخم پہنچایا نہ تھا اب تک
بھادی دھاک اس نے لشکرِ کثرتِ قلت کی
حفاظت ہی اسے مطلوب تھی مظلومِ ملت کی

اے خالد اور عکرم اپنے سواروں کو ساتھ لے کر بار بار مقامِ سفنج سے نکلنا اور مسلمانوں پر آپڑنا چاہتے تھے۔ مگر ٹیلے کے تیر انداز ان کو کسی طرح بڑھنے نہ دیتے تھے۔

وہ شاہد تھا بروئے کار زار اپنی جماعت کا کہ ذمہ دار تھا ایمان والوں کی شفاعت کا
لباسِ جنگ کی لیکن بالآخر کیا ضرورت تھی بظاہر تو یہاں پر فحتمندی ہی کی صورت تھی

مسلمانوں کی فتح

بظاہر شکرِ اسلام منصور و منظر تھا قریشی فوج ہر سو منتشر تھی حال ابتر تھا
قدم اکھڑے ہوئے جمتے نہ تھے جم جم ہی نہ سکتے تھے سپاہی بھاگ کر تھمتے نہ تھے تھم ہی نہ سکتے تھے
گروہِ حق نے پستی پر گرایا اور جِ باطل کو کہ اک ریلے میں برہم کر دکھایا فوجِ باطل کو
قریش اب ہٹتے ہٹتے تابہ خمیمہ گاہ جا پہنچے یہاں بھی غازیانِ نبی سبیل اللہ آ پہنچے
یہاں بھی آپڑے غازی یہاں سے بھی قدم اکھڑے کہ مشکل ہی سے جمتے ہیں قدم جس وقت دم اکھڑے
سراسیمہ ہر اس جنگ سے مُنڈ موڑ کر بھاگے سلامت لے کے جانیں ساز و ساماں چھوڑ کر بھاگے
جری، جزار، مفلس اور تو نگر سب گریزاں تھے بڑے چھوٹے سپاہی اور افسر سب گریزاں تھے

۱ صحابہ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو کسی جگہ ایسا فیروز مند نہیں کیا جیسی ظفر مندی اُحد میں نظر آئی۔ شکست
تیر اندازوں کی نافرمانی کے سبب ہوئی کہ وہ غنیمت میں شمولیت کے لئے ٹیلہ خالی چھوڑ آئے۔ (رشاد الحکمتہ)
۲ قریش شکست کھا کر بھاگے اور اصحابِ محمد ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو گئے۔ (کامل ابن اثیر)
۳ مشرکین ہٹتے ہٹتے اپنے خمیمہ گاہوں تک آ گئے۔ مگر اصحابِ رسول نے ان کو یہاں سے بھی بھگا دیا۔ (تاریخ العمران)

اکابر صحابہ دشمنوں کے تعاقب میں

مسلمانوں میں جتنے سابق الایمان دلاور تھے وہ اس اُترے ہوئے سیلاب میں اب بھی شناور تھے
 تعاقب کر رہے تھے اب وہ باطل کے گروہوں کا کہ دلِ مالِ غنیمت میں نہیں تھا حق پر وہوں کا
 عقب میں تھے ہی ہر بھاگنے والی جماعت کے
 یہ بندے تھے توکل کے یہ پتلے تھے فناء کے

۱۰ اکابر مہاجرین اور انصار بھاگنے والے مشرکین کے پیچھے پیچھے تھے۔ جیسے ریڑھ کے پیچھے چڑا ہے۔ (تاریخ العمران)

باب مضم

فِتْنَةُ مَالِ غَنِيْمَتِ

تازہ ایمان مالِ غنیمت کی دُھن میں

مُسلمان تازہ ایمان جو ابھی نا آزمودہ تھے وہ ہمت کے توپکے تھے مگر غفلت بُودہ تھے
 قریب منزل مقصود آ کر راہِ حق بھولے پڑھایا تھا جو ہادی نے اچانک وہ سبق بھولے
 نظارہ دیکھ کر میدان میں دشمن کی بزمیت کا دلوں میں شوق پیدا ہو گیا مالِ غنیمت کا

سب سے پہلے جنہوں نے غنیمت پر ہاتھ دراز کیا تازہ ایمان اور ایسے لوگ تھے جو پہلے کسی اسلامی جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔
 (رشاد الحکمتہ، تاریخ العمران)

قریشی خیمہ گاہوں کو لگے زیر و زبر کرنے
 قریش سے ہونے غافل حصولِ مال پر ٹوٹے
 قدم رو کے تعاقب سے چلے ہمیا یاں بھرنے
 ردا میں خوابِ غفلت کی نگاہِ ہوش پر ڈالیں
 غنیمت دیکھ کر تیغوں کے قبضے ہاتھ سے چھوٹے
 مقرر تھے غلامِ اس خیمہ گاہ کی پاسبانی کو
 زبیں پر گاڑ کر نبرے کے کمانیں دوش پر ڈالیں
 لہذا لوٹنے کے واسطے میدانِ خالی تھا
 وہ بھاگے دیتے ہی اس فضائے ناگمانی کو
 یہ سمجھے لوٹنا بھی جنگ کا مقصدِ عالی تھا
 بڑھائے ہاتھ بہ جانبِ دہانِ طمع بھرنے کو

غرض اسلام کا لشکر تھا اس غفلت میں آسودہ
 نہیں تھا یادِ ان کو اس گھڑی قرآن کا فرمودہ

ٹیلے کے تیر انداز اور حصولِ غنیمت کا شوق

ادھر ٹیلے کے تیر انداز بھی تھے محوِ نظارہ
 کہ پسپاہو کے لشکر دشمنوں کا بھاگ اٹھا سارا

۱۷ قریش نے مال و متاع پر اپنے غلاموں کو متعین کیا تھا۔ جنہوں نے اسبابِ متفرق کو یکجا کر کے پوتینیں ڈال دی تھیں لیکن
 جب فتح مند مجاہد آپڑے تو غلام بھاگ گئے۔
 (تاریخ العمران)

۱۸ تَم دُنْيَا كِي دَوْلَت چاہتے ہو، اور خدَا آخِرَت چاہتا ہے۔
 الْاٰخِرَةُ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيْمٌ ۝ بِطَلِ الْاَنْفَالِ ۝
 خدَا دانا و توانا ہے۔

نظر آئی گریزاں جب نمود و نام کی دُنیا
 وہ یہ سمجھے کہ فاتح ہو گئی اسلام کی دُنیا
 نظر آئے مُسلمان موحب فکرِ غنیمت میں
 تو دلچسپی ہوئی ان کو بھی اب ذکرِ غنیمت میں
 اٹھی اک موج بے تابی قلوبِ اہلِ صَولت میں
 کہ ہم بھی چل کے شامل ہوں حصولِ مالِ دولت میں

حضرت عبداللہ بن جبیر کی تہنید

ہوئے مانع مگر اس راہ سے ابنِ جبیر ان کو
 کما تم سب کو اس ٹیلے سو ٹہنے کی منا ہی ہے
 شرف تم کو ملا ہے آج پشتیبان بننے کا
 پیمبر نے بڑھایا ہے تمہاری قدر و قیمت کو
 تمہیں ہر حال میں قائم ہمیں رہنے کی تلقین ہے
 سنایا بڑھ کے فرمانِ امامِ اہلِ خیر ان کو
 یہیں ٹھہرو کہ یہ تاکیدِ محبوبِ الہی ہے
 کرو ہرگز نہ تم اقدامِ نافرمان بننے کا
 نہ سمجھو حکمِ ہادی سے فزوں مالِ غنیمت کو
 یہ ارشادِ پیمبر ہے یہ حکمِ ہادی دیں ہے

۱۔ جب مشرک شکست پا کر بھاگے اور مسلمین نے پھینچا کیا۔ اور بہت سے مسلمین ان کی لشکر گاہ کی کورٹ پر مستعد ہوئے
 اس وقت تیر اندازوں میں سے جو مصاف پر مامور باستقامت تھے بعض نے بعض سے کہا۔ اب یہاں کھڑے
 ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہر آئینہ حق تعالیٰ نے تمہارے دشمنوں کو ہزیمت دی اور تمہارے بھائی ان کے لشکر کو
 بوٹ رہے ہیں۔ اس لئے آؤ ہم بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ مالِ غنیمت حاصل کریں۔ (ارشادِ الحکمہ)

تاویل احکام نبوت

یہ سن کر تیر اندازوں نے باہم تفرق ڈالا
 گے سب کرنے تاویل کلام حضرت ﷺ
 کہا یہ ہو نہیں سکتا کبھی منشا کے پیغمبر
 حصول فتح و فیروزی ہی تھا ایسا کے پیغمبر
 خدا نے خائب و خاسر کیا باطل کی فوجوں کو
 خس و خاشاک نے پٹا دیا طوفان کی موجوں کو
 ہوئی فضل خدا سے ہم کو حاصل آج فیروزی
 کریں مالِ غنیمت سے نہ کیوں اب بہرہ اندوزی
 ہمارے بھائی دامن بھر ہے میں فضل باری سے
 ہمیں محروم رہ جائیں بھلا اس نختیاری سے
 غنیمت بعد جنگ احسان ہی فیضانِ نعمت ہے
 رہیں ہم بے نیاز اس سے تو یہ کفرانِ نعمت ہے

تیر انداز ٹیلا چھوڑ کر غنیمت حاصل کرنے والوں میں

غرض ایسی ہی باتیں کہہ کے تیر انداز چل نکلے
 بلندی سے سونے پستی یہ سب شہباز چل نکلے
 ہے ابنِ جبیر آمادہ ہر سعی امکانی
 مگر ان کی نصیحت اکثریت نے نہیں مانی

۱۔ تیر اندازوں نے آنحضرت کے ارشاد کی تاویل کی اور کہا۔ آنحضرت کا منشا ہے مبارک یہ نہیں ہو سکتا جو تم سمجھتے ہو (ارشادِ الحکمۃ)
 ۲۔ تیر اندازوں کی اکثریت نے حضرت عبداللہ بن جبیر کی نصیحت نہ مانی اور ٹیلا چھوڑ کر لوٹ میں شامل ہو گئے۔ (تاریخ العمران)

رے یک لخت حُبِ مال کے پردے نگاہوں پر
کہ بنجود ہو کے جا پہنچے قریشی خیمہ گاہوں پر
کمان و تیر و ترکش اپنی اپنی پشت پر ڈالے
حصولِ مالِ دُنیا کی طرف لپکے خُدا والے

ٹیلے پر حضرت ابنِ جبیر اور سات تیر انداز

غنیمت کی طلب میں بن گئے نادان، چل نکلے
کیا پشتے کو خالی اور پشتیبان چل نکلے
بمُوئی کمزوری ملت نگاہ و دل کی ناچاقی
فقط ابنِ جبیر اور چند ساتھی رہ گئے باقی
یہ چند افراد ٹیلے پر بدستور اب بھی قائم تھے
شہادت کی طلب تھی زخم ہی ان کے غنائم تھے

خالد نے ٹیلے کو خالی دیکھا

ادھر خالد کہ تھا مغلوب تیر انداز دستے سے
بہت یائوس تھا ہٹ کر کھڑا تھا عام رستے سے
نظر آتی تھی اپنی فوج کی پوری شکست اس کو
تھا اب مقصود اپنے بھاگنے کا بندوبست اس کو
بڑی حسرت سے پھر ٹیلے کی جانب اک نظر ڈالی
تو کیا دیکھا کہ پشتے پشتیبانوں سے ہو خالی

۱۔ وہ اپنی کمائیں اور تیر بگلوں میں ڈالے تھے اور تاراجِ مال میں بے خوف و خطر مشغول تھے۔ (العادۃ العرب)
۲۔ حضرت ابنِ جبیرؓ محض سات آٹھ ساتھیوں کے ساتھ ٹیلے پر رہ گئے تھے۔ باقی سب مقام کو خالی کر گئے (تاریخ العیران)

فقط سات آٹھ گنتی کے مجاہد بھی لمبدی پر
مُسلمانوں کی غفلت تھی کہ امرِ اتفافی تھا
گنوائی ایک ساعت بھی نہ ابلے کا خالد نے
جو قادرِ بہو نہیں سکتے تھے اس کی ناکہ بندی پر
ہوا ثابت کہ حملے کا ابھی امکان باقی تھا
مُسلمانوں پر کردی نُشت سے یلغار خالد نے

حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں کی شہادت

اگرچہ پُشتہ خالی ہو چکا تھا پُشتیبانوں سے
مگر ابنِ جبیر اور ان کے ساتھی صادق الایمان
رہے ترکش میں جب تک تیر رہتے رہے ان پر
رسالے کے سواروں نے بالآخر ان کو آگھیرا
کیا چونک تلواروں نے چھیدا ان کو بھالوں نے
تڑپتے تھے اگرچہ پاک لاشے خاک پر ان کے
نہ رُک سکتا تھا خالد کا رسالہ چند جانوں سے
ہُوئے ان کے مزاحم جان دیدی ہو گئے فُراں
ہُوئے خالی جو ترکش سنگ لڑھکاتے رہے ان پر
شہادت کے طلبگاریوں نے لیکن مُنہ نہیں بھیرا
ادائے فرض لیکن کر دیا اللہ والوں نے
تارے تھے مگر پیشانی افلاک پر ان کے

وہ منزل مل گئی لائی تھی جس کی جستجو ان کو

شہادت کے لہونے کر دیا تھا سرخرو ان کو

۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

غنیمت لوٹنے والوں پہ خالد نے نظر ڈالی

صفایا ہو گیا ان کا تو ٹیلا رہ گیا خالی
 نظر آیا قریشی خیمہ گاہ پر ایک میلا ہے
 مجاہد اپنی تیغیں اور خنجر میان میں کر کے
 کمائیں دوش پر ترکش بغل میں ٹپت پر ڈھالیں
 نکالی جا چکی ہر ایک شے خیمے کے اندر کی
 قریشی سورا کچھ دور بھاگے بھاگے پھرتے ہیں
 بوٹی میں دف بجانے ویاں بھی نثر ساری
 سپہ سالار ابوسفیان بھی میدان سے غائب ہے
 ہوا ہے جوش غیرت آل عبدالدار کا ٹھنڈا

اسی ٹیلے سے خالد نے نظر میدان پر ڈالی
 مسلمانوں کا قبضہ اور لٹس کا جھمیلہ ہے
 فراہم کر رہے ہیں ساز و ساماں ہاتھ بھر بھر کے
 نمایاں شانِ اطمینان ہی اور مسنت ہیں حالیہ
 رسد کی خو جیاں کپڑوں کے بقیچے تھیلیاں زر کی
 مجاہد چھپے چھپے ہیں وہ آگے آگے پھرتے ہیں
 پہاڑوں میں چھپی ہیں منہ چھپا کر خوف کی ماری
 قریب خیمہ گاہ اب کوئی افسر ہے نہ نائب ہے
 پڑا ہے خاکِ ذلت پر قریشی قوم کا جھنڈا

۱۷ھ کے دن اصحاب غارت و تاراج میں پڑ گئے اور خیموں سے مال نکال نکال کر باہر رکھ رہے تھے۔

(تاریخ العمران)

۱۷ھ عورتیں جو دف بجاتی تھیں بھاگیں اور پہاڑ کے گوشوں میں جا چھپیں۔ (طبری، کامل)

مسلمانوں کی نیشیت پر خالد کا حملہ

یہ صورت دیکھ کر خالد کی آنکھوں سے لہو ٹپکا
 معیت میں سبھی افرادِ خاص الخاص تھے اس کے
 رسالے نے لگائی دوڑ ان پر بیچ راہوں سے
 مسلمان مطمئن ہو ہو کے باطل کی ہزیمت سے
 نرالا رنگ لائی اب حصولِ مال کی صورت
 دکھائی اس قدر غفلت شعاری ہوش والوں نے
 یہ سب مرگ اچانک دفعتاً بے ساختہ ٹوٹا
 کسی نے کچھ نہ دیکھا کس طرف سے بجلیاں چمکیں
 بہت اس ضربِ کاری سے گئے بے جان ہو ہو کر

رسالوں کو بڑھایا اور سبلی کی طرح لپکا
 معاون عکرمہ اور عمرو ابن العاص تھے اس کے
 جہاں ٹیلوں نے پوشیدہ رکھا ان کو نگاہوں سے
 برابر بھر رہے تھے خوجیاں مالِ غنیمت سے
 کہ غفلت میں رسالے آپٹے بھونچال کی صورت
 خبر اس دم ہوئی جب چھید ڈالا ان کو بھالوں نے
 ادھر اندوختہ ٹوٹا، ادھر انداختہ ٹوٹا
 یہ انیاں نیشیت پہلو توڑ کر سینے میں جا دھکیں
 بہت سے زخم کھا کھا کر پھرے حیران ہو ہو کر

۱۰۔ خالد بن ولید نے حملہ کیا تو اس کے ساتھ عکرمہ بن ابوجہل بھی اپنے سواروں کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور بقول بعض عمرو ابن العاص بھی خالد کے ساتھ تھا۔
 (رشاد الحکمتہ)

۱۱۔ جب خالد کے سوار آپٹے تو کوئی ان کو روکنے والا نہ تھا۔ مسلمین خالی الذہن اور بے پرواہ ہو کر ٹوٹنے میں مصروف تھے۔ اور ہر ایک نے جو کچھ پایا اس کے ہاتھ میں تھا۔ تا آنکہ ان پر نیزے اور تلواریں پڑنے لگیں۔
 (رشاد الحکمتہ)

یہ حملہ ہی کچھ ایسا تھا سنبھلنا سخت مشکل تھا
سوارانِ قریشی آگرے جب تان کر بھالے
مسلمانوں کی لاشیں روند کر آگے پڑھے گھوڑے
نظر آیا کہ ہر سو اک بلائے ناگہانی ہے
اچانک آیا تھا موت کے سیلاب نے ان کو
پڑا تھا پیچ ایسا بچ نکلنا سخت مشکل تھا
ہوئے مقتول سب سے پہلے ٹیلا چھوڑنے والے
غنیمت لوٹنے والوں نے اب گھبرا کے منہ موڑے
سپا ہے اک تلام اور تیغوں کی روانی ہے
کیا تھا غرق مال و زر کی آب و تاب نے ان کو

بھائی ہوئی قریشی فوج پلٹتی ہے

قریشی فوج کے بھاگے ہوئے افراد بھی پلٹے
شجاعت جاگ اٹھی ہو گیا بیدار طیش ان کا
ہوا کے ساتھ ہی ان سوراؤں نے بھی رخ پھیرا
نمایاں راہتِ اسلام تھا افلاک پر اب تک
فضا نے دفعۃً ایسی ہو ابدلی زمانے کی
ابوسفیاں بھی آیا دوسرے جلا د بھی پلٹے
پلٹ کر فوجِ مسلم پر گرا اب حبش حبش ان کا
شرارت عود کر آئی مسلمانوں کو آگھیرا
قریشی فوج کا جھنڈا پڑا تھا خاک پر اب تک
کہ اک عورت کو جرأت ہو گئی جھنڈا اٹھانے کی

۱۔ قریش جو بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے پھر عود کیا۔ اور پلٹ کر مسلمین پر چاڑھے (رشاد الحکمت)

۲۔ قریش کا جھنڈا زمین پر سرنگوں پڑا تھا۔ اور کسی کو اس کے قریب آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ بیکایک ایسی ہو ابدلی کہ
عمرہ بنت علقمہ نام ایک حارثیہ عورت نے اسے اٹھا کر بلند کیا۔ (خاتم المرسلین)

یہ باطل کا نشان بڑھ کر اٹھایا ایک عورت نے جنوں مردانِ خونِ کا بڑھایا ایک عورت نے

یہ سارا واقعہ ایسا سریع و بے تحاشا تھا

زیر آئینہ حیرت فلک عبرت تماشا تھا

اکابر مجاہدینِ اسلام کی پامردی

صحابہ جو تعاقب کر رہے تھے فوجِ دشمن کا	پلٹ آئے سبب معلوم کرنے شور و شیون کا
ہوا کا رخ ادھر سے اس طرف پلٹا ہوا پایا	مصافِ کفر و ایمان صفِ بصف پلٹا ہوا پایا
کیا تھا فوجِ دشمن نے پلٹ کر یوں هجوم ان پر	اچانک آپڑی ہو جس طرح بادِ سموم ان پر
عدولِ حکمِ ہادی نے دکھائی تھی یہ نیرنگی	فلک نے پھیر لیں آنکھیں زیریں کرنے لگی تنگی
پلٹ کر جلد مردانِ زمانہ پھر ادھر آئے	علیؑ، حمزہؑ، زبیرؑ و بُوَدِجَانہ پھر ادھر آئے
مگر روٹھی ہوئی قسمت منائے اب نہ بنتی تھی	کچھ ایسی بات بگڑی تھی بنائے اب نہ بنتی تھی

۱۔ جب قریش منتشر ہوئے۔ ہوا پر واپل رہی تھی۔ جب قریش نے رجوع کیا اور پلٹ کر آئے تو دفعۃً کچھو اچلنے

لگی۔ مسلمین کا رخ پچھم کی طرف تھا۔ جب کہ وہ نہیب و غارت میں مشغول تھے (رشادِ الحکمۃ)

۲۔ احد میں لشکرِ اسلام پر جو زبرد پڑی وہ تیر اندازوں کے عدولِ حکم کے باعث تھی۔ (تاریخ العمران)

رسول اللہ پر حملہ کرنے کے متلاشی

ابنِ قمیہ

بہت سے سازشی ارکان پتلے تھے شقاوت کے
 انہی میں اک جوان تھا ابنِ قمیہ نام رکھتا تھا
 مٹانا چاہتا تھا دہر سے نورِ مجرّد کو
 محمدی پیامِ زندگانی لے کے آیا تھا
 محمدی مٹانا چاہتا تھا زورِ شیطان کا
 اسی کے خون کا پیاسا تھا یہ ابلیس کا بندہ
 کہ دعویٰ لے کے آئے تھے محمد کی عداوت کے
 نبی پر حملہ کرنے کا خیال خام رکھتا تھا
 بہر سو ڈھونڈتا پھرتا تھا میداں میں محمد کو
 محمد ہی حیاتِ جاودانی لے کے آیا تھا
 فرشتوں سے بڑھانا چاہتا تھا رتبہ انساں کا
 اسی کی تاک میں پھرتا تھا یہ تلبیس کا بندہ

حضرت مصعبؓ پر ابنِ قمیہ کی نگاہ بد

علمبردارِ مصعبؓ بن عمیر اللہ کے غازی نظر آئے اسے ابنوہ میں مصروفِ جانبازی

۱۔ عبد اللہ بن شہاب زہری، عقبہ بن وقاص۔ ابنِ قمیہ۔ ابی بن خلف اور عبد اللہ بن محمد اسدی ان سب نے مل کر معاہدہ کیا تھا کہ جس طرح بنے آج رسولِ خدا کا کام تمام کر دیں گے۔
 (خاتم المرسلین)

رسول پاک سے قدرے مشابہ تھا جمال ان کا
 بلاکت گاہ میں اٹھتا تھا جس جانب قدم ان کا
 مجاہد غازیوں کا پائے استقلال قائم تھا
 یہ منظر دیکھ کر میدان میں مصعبؓ کی بسالت کا
 تھا ارباں کعبہ مقصود کو سمار کرنے کا
 علم کے سائے میں خورشیدِ معنی تھا جلال ان کا
 مسلمانوں پہ سایہ ڈال دیتا تھا علم ان کا
 کہ میدان میں یہ اسلامی علم فی الحال قائم تھا
 گماں قمیہ کے بیٹے کو ہوا شانِ رسالت کا
 تہیہ کر لیا قاتل نے چھپ کر وار کرنے کا

ابن قمیہ مصعبؓ پر وار کرتا ہے

بڑھایا اُس نے گھوڑے کو علمبردار کی جانب
 یہ کینہ تو زرخ کے سامنے تو کیا بھلا آتا
 دغا بازی پہ رکھا جنگ کا دار و مدار اس نے
 اُحد میں جس نے اب تک غلبہ اسلام رکھا تھا
 علم کرنے لگا جب ہو گیا یہ ہاتھ ناکارہ
 علم تھا ماگرا کر ہاتھ سے شمشیر مصعبؓ نے
 بزعم خود جنابِ احمد مختار کی جانب
 چلا چھپتا چھپتا غازیوں کی زد سے کنیاتا
 کیا پیچھے سے آکر بازوئے مصعبؓ وار اس نے
 وہ بازو کٹ گیا جس نے علم کو تھام رکھا تھا
 رہا باقی نہ کوئی ایک صورت کے سوا چارہ
 ہے حق کا علم اونچا، یہ کی تدبیر مصعبؓ نے

۱۔ مصعب بن عمیرؓ آنحضرت سے صورت میں مشابہ تھے اور علمبردار تھے۔ ابن قمیہ نے ان کو شہید کر دیا (سیرت النبی)

مگر اس ہاتھ پر بھی ہاتھ مارا ابنِ قمیہ نے
 لگائی تیغِ مصعبؓ پر دو بار ابنِ قمیہ نے
 ہو اس ضربے سے یہ ہاتھ بھی بیکار مصعبؓ کا
 شہادت سے تھا چہرہ مطلع الانوار مصعبؓ کا

مصعبؓ کی شہادت

زمیں و آسماں پر چھا گیا اللہ کا دیوانہ
 علم کی چھڑ دہالی درمیانِ گردن و شانہ
 قلم ہو کر زمیں پر گر چکے تھے ہاتھ مصعبؓ کے
 مگر مصعبؓ تھے قائم اور علم بھی ساتھ مصعبؓ کے
 کٹے ہاتھوں کے دونوں ٹھنٹ اچھاتی پر آئے تھے
 علم کی چھڑ دبائے دل پہ ہالا سنائے تھے

لوگرتا تھا جیسے ہو کوئی رنگین فوارہ

مگر فرصت کسے تھی، کون کرتا اس کا نظارہ

مجاہد تھے گرفتار اپنے اپنے حال کے اندر
 عقابوں کو پھنسیا تھا قضا نے جال کے اندر
 علم کی چھڑ پہ گردن، اور سر خم ایک شانے پر
 جس میں سوئے فلک آنکھیں خدا کے آستانے پر
 عجب انداز سے مصعبؓ تھے اب مشہد میں اتار دہ
 دمِ آخر تک اپنا فرض ادا کرنے پر آمادہ

۱۔ لشکرِ اسلام کے حامل لوہا مصعب بن عمیرؓ تھے جب مسلمانوں نے رُوگردانی کی تو وہ ثابت قدم رہے۔ اس وقت ابنِ قمیہ
 اسپ اسوار نے ان کو دیکھا۔ اور ان کے دست چپ پرتوار مار دی کہ ہاتھ جدا ہو گیا۔ مصعبؓ نے علم کو دستِ راست
 میں سے لیا۔ تب اُس نے دستِ بائیں بھی قطع کیا۔ تو پھر وہ علم پر جھکے اس کو اپنے کٹے ہوئے بازوؤں کے ساتھ لپٹا لیا۔ (رشاد المکذّب)

نہ دل امداد کا جو یا نہ خواہاںِ ترحم تھا
 زباں پر نغمہ تکبیر، چہرے پر تبسم تھا
 اسی عالم میں پھر اک ہاتھ مارا ابنِ قمیہ نے
 علمبردارِ حق کا سر اتارا ابنِ قمیہ نے
 سر سجدہ گزار اس طرح اترافرش کے اوپر
 صدائیں دَبّی الّا علیٰ کی گونجیں عرش کے اوپر
 جھکا لہرا کے فرشِ خاک کی جانب تنِ خاکی
 اٹھا افلاک کی جانب غبارِ نورِ افلاک
 الہی تیرے لشکر کی قیادت ہو تو ایسی ہو
 مجاہد ہوں تو ایسے ہوں، شہادت ہو تو ایسی ہو

۱۷ مصعب بن عمیرؓ ہاشم بن عبد مناف کے پوتے اور سابقین اسلام میں سے تھے آپ نہایت صاحبِ جمال اور تیلین
 اسلام کرنے والوں میں خاص درجہ رکھتے تھے۔ اسلام لانے سے پیشتر جامہ زیبی کے لئے مشہور تھے اور اسلام لانے
 کے بعد یہ حال تھا کہ موٹا کبل مشکل پہننے کو ملتا تھا۔ ہجرت سے پہلے جب مدینہ منورہ سے کچھ لوگ مکہ پہنچے اور حضرت
 کے ہاتھ پر بیعت کی اور خواہش کی کہ احکام اسلام سکھانے کے لئے کوئی معلم ان کے ساتھ کر دیا جائے تو سرکارِ دُعا
 نے حضرت مصعبؓ بن عمیرؓ ہی کو اس خدمت پر مامور فرمایا۔ آپ مدینہ میں آکر اسد بن زرارہ کے مکان پر ٹھہرے جو مدینہ
 کے نہایت معزز رئیس تھے حضرت مصعبؓ کا روزانہ معمول تھا کہ ایک ایک گھر کا دورہ کرتے، لوگوں کو اسلام کی دعوت
 دیتے اور قرآن مجید پڑھ کر سناتے۔ ان کی کوشش سے رفتہ رفتہ مدینہ سے قبا تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

۱۸ غزوہ بدر میں بھی علمبردارسی کا منصب مصعبؓ ہی کے سپرد تھا۔ غزوہ احد میں بھی انہی کو یہ منصب ملا۔ آپ کی صورت
 آنحضرتؐ سے ملتی جلتی تھی اور اس شبابت کی وجہ سے ابنِ قمیہ نے ان کو شبہ کیا۔

(ابنِ اسحق اور طبقات ابنِ سعد)

باب ہشتم

شہادتِ رسول کی افواہ

اُحد میں قیامت

شیطان کا دعویٰ باطل

ادھر اک قہقہہ گو نجادہاں ابنِ قیہ سے نہاں شیطان کی نکلی دہانِ ابنِ قیہ سے
 کہ لوگو آؤ دیکھو، میں نے کس کا سر اتار لیا ہے محمد کو، مسلمانوں کے پیغمبر کو مارا ہے
 مرے ہاتھوں نے آخر قتل کر ڈالا محمد کو بچھایا تین چھونکوں سے چراغِ نورِ سرمد کو

۱۔ ابنِ قیہ نے مصعب بن عمیرؓ کو حمد کر کے شہید کر دیا۔ علمِ اسلام انہی کے ہاتھ میں تھا۔ ابنِ قیہ نے ان کو مار کر سمجھا کہ
 میں نے خود رسول اللہؐ کو شہید کر دیا ہے۔ بس غالباً اس کے مشہور کرنے سے یکایک میدانِ جنگ میں یہ خبر پڑ گئی
 کہ جنابِ رسالت آج شہید ہو گئے۔
 (خاتم المرسلین)

یہ کہتا اور خوشی سے ناچتا جاتا تھا دیوانہ کیا ہو جب: طرح کوئی بڑا ہی کار مردانہ

خبر یا صائقہ

اگرچہ بے حقیقت تھی نہاد بے وقار اس کی مگر آواز گونجی صورتِ صوتِ حمار اس کی
کسی شیطان نے میدان میں یوں اس کو دہرایا کہ اس کا قول بدگوشِ مسلماناں میں پہنچایا
صحابہ اس گھڑی ہر سو گرفتارِ مصائب تھے سماع و گوش حاضر تھے، جو اس دہوشِ غائب تھے
ہدف تھے خنجر و شمشیر کے اور زخم خوردہ تھے اثر خود کردنی کا تھا کہ دل ان کے فسردہ تھے

صحابہ پر اس خبر کا اثر

یہ شیطانی گجر سنتے ہی بجلی گر گئی گویا گلوئے زندگانی پر چھری سی پھر گئی گویا
محمد مصطفیٰ جس نے غلاموں کو رہائی دی اسی کے قتل ہونے کی صدا ان کو سنائی دی
محمد ہی کے دم سے تھا اُجالا ان نگاہوں میں اسی کا رُوئے انور شمع تھا ہستی کی راہوں میں
محمد کی شہادت کا سنا جس وقت آوازہ بھرتا سا نظر آنے لگا عالم کا شیرازہ

۱۔ ابنِ قتیہ نے مصعبؓ کو شہید کر دیا اور غل مچ گیا کہ آنحضرت نے شہادت پائی۔ (سیرت النبی)

۲۔ اس آواز سے عام بدجو اسی چھا گئی۔ (سیرت النبی)

گرے ہتھیار، بازو لڑتے لڑتے تھم گئے ان کے جہاں بھی تھے، قدم مٹی کی صورت جم گئے ان کے
نگاہوں پر اندھیرا چھا گیا، دل پر غبار آیا دماغ و دل میں، عقل و عاشقی میں انتشار آیا

اس خبر کے مختلف اثرات

بزاروں زخم کھائے تھے، مگر یہ ضرب تھی کاری سکوتِ مرگ کی سی اک غشی سب پر ہوئی طاری
غشی تھی، بے ہوشی تھی، خود فراموشی تھی سکتہ تھا کوئی رُوئے زمیں کوئی فلک کے منہ کو تکتا تھا
ہوئی خود کردنی آئینہ حیرت چھا گئی ان پر پلٹ کر لشکرِ دشمن کی آئی آگئی ان پر
دکھانی تھی یہ صورتِ فتنہ مالِ غنیمت نے کہ مارا فاتحوں کو آج دشمن کی ہزیمت نے

مسلمین کی بدحواسی

غبارِ ایسا اٹھا تھا دید سے معذور تھیں آنکھیں دلوں میں نور لیکن خاک سے معذور تھیں آنکھیں

اے قرآن مجید میں غنیمت کی نسبت "متاعِ دنیوی" کا لفظ آتا ہے اور اسکی طرف انہماک اور وارفتگی پر پلاست کی جاتی ہے جبکہ
آئندہ میں جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت میں مصروف ہو گئے تو یہ آیت اتری :-

مِنْكُمْ مَّنْ يَرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يَرِيدُ
الرَّخْصَةَ
تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ لوگ آخرت کے۔
(پہلے آل عمران ص ۱۵۲)

کچھ ایسے تھے کہ بے خود کر دیا تھا ان کو حیرت نے
 نظر آئی ہوا پلٹی ہوئی فتح و ہزیمت کی
 غنیمت کے فراہم کردہ ڈھیروں سے پے سر کے
 دل و دیدہ پہ ایسا چھا چکا تھا اک عبا ران کے
 نظر کی آب اُتری تھی جیسا کی تیز بھیں دھاریں
 خرد پر چھا گئی تھی ایک چادر بدحواسی کی
 حواسوں پر اڑھا دیں چادریں احساسِ غیر سنے
 تباہی بن گئی تھیں شامتیں مالِ غنیمت کی
 لگے بے دیکھے بھالے وار کرنے تیغ و خنجر کے
 تمیز دوست دشمن کر نہیں سکتے تھے واران کے
 چلاتے تھے یہ اب میداں میں اندھا دھند تلواریں
 تزلزل تھا یہاں مہلت کہاں تھی خود شناسی کی

رفاعہ اور یمانؓ کی شہادت

یہ حالت تھی کہ میداں میں رفاعہ اور یمانؓ آئے
 یہ بوڑھے تھے قتال و جنگ کی ان کو معافی تھی
 یہ دونوں اک جگہ مامور تھے باہر مدینے سے
 سبب اس شور کا دریافت کرنے ناگہاں آئے
 خدا کی راہ میں ان کی دعائے خیر کافی تھی
 انہیں اس شور و غل نے کر دیا بیزار جینے سے

۱۔ بدحواسی میں ان کی صفیں پھلی صفوں پر ٹوٹ پڑیں اور دوست دشمن کی تیز نہ رہی۔ (سیرت النبی)

۲۔ یمان بن جن کو حیل بن جابر کہتے ہیں اور رفاعہ بن وقش یہ دونوں بزرگ کبیر السن تھے۔ مدینے کے ٹیلے پر عورتوں کے

ساتھ چڑھائے گئے تھے۔ ایک دوسرے سے کہا۔ کاش ہم رسولِ خدا کے ساتھ اُحد میں ہوتے۔ یہ کہہ کر چل پڑے اور

ایسے وقت پہنچے جب مشرکین اور مسلمان باہم مغلطہ تھے۔ اس وقت ان پر تلواریں پڑ گئیں۔

(رشاد الحکیم)

شہادت کی خریداری کو دونوں سرکف دوڑے
 محمد مصطفیٰ کا نام نامی تھا زبانوں پر
 عصا ہاتھوں میں بارِ عمر سے کمریں خمیدہ تھیں
 اُحد میں ان کے حقے کی سعادت مل گئی ان کو
 ہوا اک دوستِ دستِ دستاں ہی جو سچی وصل
 میان دیدہ و دل ایک پردہ تھا یہاں حائل
 کہاں تھی ان کو مہلت امتیازِ دوستِ دشمن کی

جہاں ازراں ملے جنس شہادت اس طرف دوڑے
 کمان و تیر بن کر جا پڑے تیروں کمانوں پر
 بختِ راستِ رُوحیں جانبِ جنت کشیدہ تھیں
 شہادت لینے آئے تھے شہادت مل گئی ان کو
 مگر کی دوسرے نے یہ مراد اغیار سے حاصل
 مسلمان تھے مسلمانوں کے ہاتھوں ہر طرف گھائل
 نظر آتی تھی قابلِ شکل ہر اک تیغِ فگن کی

پیائے ان پہ نیزے پڑتے تھے تلوار پڑتی تھی
 مگر کھلتا نہ تھا آخر کدھر سے مار پڑتی تھی

بخود و ساکت ہونے والے

صد امیدان میں گونجی کہ اب لڑنے سے کیا حاصل
 خدا کا پاک پیغمبر خدا سے ہو چکا واصل

۱۔ دوستِ دشمن کی تیز نہ رہی حضرت خذیفہ کے والد یمان اس کشمکش میں آگئے اور ان پر مسلمانوں کی تلواریں برس پڑیں

حضرت خذیفہ چلاتے رہے میرے باپ ہیں۔ مگر کون سُنتا تھا۔ غرض وہ شہید ہوئے۔ (سیرت النبوی)

۲۔ رفاء کو مشرکین نے شہید کیا۔ (رشادِ الحکمۃ)

چمک بجلی کی تھی یا صاعقہ تھا یا کوئی کرک کا
یہ صدمہ ہی کچھ ایسا تھا سنانی ہی کچھ ایسی تھی
کچھ ایسے تھے جنہیں اندوہ کے لشکر نے گھیرا تھا
حواس دہوش ہر حالت میں قائم رہ نہیں سکتے
فلک تھرا گیا کچھ اس طرح دھرتی کا دانہ مڑکا
دلوں پر ابتلا سے ناگہانی ہی کچھ ایسی تھی
جدھر آنکھیں اٹھاتے تھے اندھیرا ہی اندھیرا تھا
محبت آشنا درِ جدائی سہہ نہیں سکتے

فاروقِ اعظم بھی سکتے ہیں

خبر سن کر شہادت یابی سردارِ عالم کی
گرے ہتھیار سر سینے کے اوپر چھک گیا ان کا
نہ اب بازو میں بل تھا اور نہ پیروں میں سکت گویا
کھڑے تھے اک جگہ ڈوبے ہوئے بحرِ تحیر میں
پراگندہ تھی خاطر بے طرح فاروقِ اعظم کی
دماغ از کار رفتہ ہو گیا، دم رگ گیا ان کا
پریشاں تھے زمین و آسمان و شش جہت گویا
یہ کروٹ ناگہانی تھی زمانے کے تغیر میں

سروشِ غیب سے ہمد استاں تھی جس کی گویائی

غرلی خود فراموشی ہوئی تھی اس کی دانائی

لے سائے میدان میں مشہور ہو گیا کہ آنحضرت شہید کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ جو جہاں کھڑا تھا سکتے
میں تھا۔
(خاتم المرسلین)

حضرت انس ابن نضرؓ

صحابیوں میں سے انسؓ ابن نضرؓ اس سمت آنکے
 جناب انسؓ نے فاروقؓ کو اس رنگ میں دیکھا
 عمرؓ سے دست و بازو رکھ لینے کا سبب پوچھا
 کہا وہ شمع جس کے عشق میں جلتے تھے پروانے
 عمرؓ کو بھی جو یوں جذبات میں کھویا ہوا پایا
 کہ اچھا مان لو وہ جسم اطہر اب نہیں ہم میں
 پھر اے فاروقؓ ہم اپنا ادائے فرض کھوں چھوڑا
 ہوا اصل بحق وہ جانِ جاں جس کام کی خاطر
 یہ کہہ کر انسؓ نے تلوار کھینچی بڑھ گئے آگے
 چلے اٹھ کر جہاد فی سبیل اللہ کی جانب
 وہ اس مہلک دور ہے پر عمرؓ کے رہنا نکلے
 عمل کا ترک ایسے صاحبِ فرنگ میں دیکھا
 گر کے ہیں کس لئے میدان میں پائے طلب پوچھا
 اُسے آنکھوں سے اوجھل کر دیا اس حشر پر پانے
 جناب انسؓ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا
 مگر موجود اس کا دین تو ہے بالیقین ہم میں
 خدائے پاک زندہ ہے خدا سے رشتہ کیوں توڑیں
 چلو ہم بھی کریں آغاز اسی انجام کی خاطر
 عمرؓ بھی جاگ اٹھے اس طرح جیسے نیند سے جاگے
 کیا عابد نے رُخ اپنا عبادت گاہ کی جانب

۱۔ حضرت انسؓ کے چچا (انس بن نضرؓ) اڑتے بھڑتے موقع سے آگے نکل گئے۔ دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے مایوس ہو کر متھیار بھینک
 دیئے ہیں۔ پوچھا یہاں کیا کرتے ہو۔ بولے اب لڑ کر کیا کریں۔ رسول اللہؐ نے تو شہادت پائی حضرت انس بن نضرؓ نے کہا۔
 ان کے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ کہہ کر فوج میں گھس گئے اور شہادت پائی۔ (سیرت النبی)

بڑھے پھر دشمنوں کی سمت جہدِ جنگ کرنے کو
 لوٹے نقشِ پائے عاشقی گلزنگ کرنے کو

مقامِ معرفت میں مرحلے ایسے بھی آتے ہیں

جہاں رہبرِ نقوشِ رہرواں سے راہ پاتے ہیں

وہ جن کے پاؤں اکھڑ گئے

بہت ایسے بھی تھے جو مطلقاً جی چھوڑ بیٹھے تھے
 کھڑے تھے بعض بخود بعض منہ بھی موڑ بیٹھے تھے

قریشی فوج کا دل اور بھی اب بڑھتا جاتا تھا
 یہ دریا جوش کھا کھا کر سروں پر چڑھتا جاتا تھا

کثیر اصحابِ نو میدی سے میداں چھوڑ کر بھاگے
 جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑ کر بھاگے

ہزیمت خوردہ فوجِ قریشیاں پھر لوٹ آئی تھی
 مسلمانوں نے ظاہر میں شکستِ عام کھائی تھی

ہجومِ یاس و نو میدی نے دل کو اس طرح گھیرا
 کہ رو باہوں کا زغہ پا کے ان شیروں نے منہ پھیرا

خدا محفوظ رکھے نا امیدی سے مسلمان کو

کہ یہ راہِ طلب سے دُور لے جاتی ہے انساں کو

۱۷ آنحضرت کی شہادت کی آواز سے عام بدحواسی چھائی اور بڑے بڑے دیوبھی کے پاؤں اکھڑ گئے۔ (سیرت النبی)

۱۸ اس بچل اور اضطراب میں اکثروں نے تو بالکل ہمت ہار دی۔ (سیرت النبی)

مگر وہ جو پیشتر سے زیادہ ثابت قدم ہو گئے

مگر ایسے بھی تھے یہ حرف جن کے گوش میں آئے
 مجبان نبی ایسے بھی تھے فوج مسلمان میں
 اگرچہ دوسروں سے بڑھ کے جی بے چین تھان ان کا
 صدائے اُمّۃ اُمّۃ ان بزرگوں کی زباں پر تھی
 اگرچہ رنگِ حسرت اس خبر سے دل پہ طاری تھا
 جو اس حالت میں بھی مجو جہاد و الہمان تھے
 زبیر و عبدِ رحمنؓ، ابو عبیدہؓ، حارثؓ و عامرؓ
 ہے شامل ان میں ابنِ مسلمہؓ کا نام نامی بھی

لو میں اور بھی آئی حرارتِ جوش میں آئے
 رہے اول سے آخر تک جو قائم آج میدان میں
 ادائے فرض ہی دُنیا میں نصب العین تھان ان کا
 نظر ان کی ہدایاتِ شفیع انس و جاں پر تھی
 لبوں پر قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ کا ورد جاری تھا
 علیؓ، ابو بکرؓ و حمزہؓ تھے اسفید و بُوْد جانتے تھے
 جنابِ وسہلؓ و سعدؓ و طلحہؓ سب تھے ثابت و قائم
 معاذ ابنِ جبلؓ اور کعبؓ کا اسم گرامی بھی

۱۔ جاں نثارانِ خاص برابر بڑھتے جاتے تھے (سیرت النبی) مسلمان بد جو اسی میں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے تاکہ
 مسلمین نے خود بخود نشانی قرار دی یعنی اُمت اُمت پکارنا شروع کیا۔ تاکہ مسلمان مسلمانوں کو پہچان لیں جیسی کہ ان
 کے ہاتھ اپنے ساتھیوں پر وار کرنے سے رُک گئے۔ طلبگار ان شہادت نے تلواروں کے نیام پھینک دیئے اور فوجِ مشکین
 میں گھس گئے ان کی زبانوں پر آئیے وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط (آیت آل عمران ۱۷۰)
 (رشادِ الحکمت)

۱۷۔ اس نازک وقت میں تیس مرد ثابت قدم رہے۔ (تاریخ العمران)

ان کا مقصود

ہو میں گونج اٹھی تھی جب خبر قتل پیر کی
یہ مقصد تھا خداوندانِ باطل کو مٹا دینا
یہ مقصد تھا دفاعِ آدم سے ابلسی خصوصیت کا
یہ مقصد تھا یتیموں اور ضعیفوں کی مدد کرنا
یہ مقصد تھا رہا کرنا غلامانِ مقید کا
یہ مقصد خدمتِ دین، خدمتِ اسلام کرنا تھا
اگرچہ حال اس بھونچال میں بے حال تھا ان کا
نظاہر چند تنکے تھے یہ اس سیلاب کے اندر

دلوں میں بس گئی تھی اور بھی تکمیلِ مقصد کی
یہ مقصد تھا دلوں کو نورِ حق سے جگمگا دینا
یہ مقصد تھا قیامِ اللہ واحد کی حکومت کا
شریوں کے مقابل میں شریفوں کی مدد کرنا
یہ مقصد تھا مٹانا فرقِ اَبیض اور اَسود کا
محمدؐ کی شریعت کو جہاں میں عام کرنا تھا
اسی مقصد کی خاطر صبر و استقلال تھا ان کا
کبھی موجوں کے سر پر تھے کبھی گرداب کے اندر

گھرے تھے موت میں یا موت کے گھرے ہوئے تھے

پھرے تھے قبلہ رخ، دُنیا کا منہ پھرے ہوئے تھے

حضرت حمزہؓ کا جلال

جلالِ حضرت حمزہؓ مثالِ مہر تاباں تھا شہادتِ گاہ ان کی راہ میں گویا خیاباں تھا

سر دشمن جدھر اللہ کا یہ شیر بڑھتا تھا
جہاں غالب نظر آتا تھا انبوء قریش ان کو
حرارت اور بڑھ جاتی تھی ان کی التہاب آسا
قدم جس سمت بڑھتے تھے انہی کے ہاتھ میدان تھا
نماز صبح سے اک رنگ تھا اس مردِ غازی کا
اُلٹی تھیں صفیں، کوئی بھی ان کے منہ نہ چڑھتا تھا
پھر کر ان پہ جا پڑتے تھے آجاتا تھا طیش ان کو
چمکتے تھے شہاب آسا، جھپٹتے تھے عقاب آسا
نظر میں طیش پا کر حبش حبش ان سے گریزاں تھا
یہ قُرب ظہر تھا، وقت آچکا تھا اب نمازی کا

سباعِ غبشانی

سباعِ اک مردِ طاقتور تھا قرشی نوجوانوں میں
یہ بڑھ چڑھ کر مسلمانوں پہ حملے کرتا پھرتا تھا
یہ صورت دیکھ کر حمزہؓ نے اس کو دُور سے ٹوکا
کہ تیری بھی یہ جرأت ہے او فرزندِ ختّانہ
ادھر آ، تیری جرأت کا مزاج تجھ کو چکھا دوں میں
گنا جاتا تھا جس کا نام اُونچے پہلوانوں میں
ہوا سر میں بھری تھی دم خودی کا بھرتا پھرتا تھا
وہ ان کو دیکھ کر سر کا تو بڑھ کر راستہ روکا
کہ سیکھی زراغ نے بھی آج شانِ شاہبازا
مقابل ہو کہ تیری اصل کا تجھ کو پتا دوں میں

۱۔ حضرت حمزہؓ دودستی تو اربارتے تھے۔ اور جس طرف بڑھتے تھے صفیں کی صفیں صاف ہو جاتی تھیں (سیرت النبی)

۲۔ سباعِ غبشانی کی ماں مکہ میں ختّانہ النسار تھی (رشاد الحکمت)

سباعِ غبشانی سامنے آگیا۔ پگھلے کے کہ او ختّانہ النسار کے بچے کہاں جاتا ہے۔ (سیرت النبی)

یہ کہہ کر دست چپے اپنے پکڑا گلا اس کا
گری تلوار اس کی جسم کا نپا بر ملا اس کا
اٹھایا خاک سے اس طرح گویا، خاک کر ڈالا
گرایا اور لٹایا اور قصہ پاک کر ڈالا
تھے اس کے ساتھ کچھ قرشی جو ان پر نظر ڈالی
وہ بھاگے الحذر کہہ کہہ کے پیش سمت عالی

وحشی غلام کمین گاہ میں

یہ سارا واقعہ گذرا تھا وحشی کی نگاہوں سے
خبر لیتے تھے حمزہ جس گھڑی قرشی جوانوں کی
تعاقب کر رہے تھے حمزہ اک فرد فراری کا
دبا بیٹھا تھا قاتل اپنی نیت کے گناہوں سے
وہاں وحشی کھڑا تھا آڑے کر دو چٹانوں کی
کیا وحشی نے اس دم قصد اس شیر شکاری کا

وحشی عرب پھینکتا ہے

شہادت تھی نڈر مکاری وروباہ بازی سے
غلام کم نظر نے شہت بانڈھی اس گمانے کی
چلے جاتے تھے حمزہ اک ادائے بے نیازی سے
کہ جس کی قہرانی جان تھی سارے زمانے کی

لے خود وحشی کا قول ہے کہ حضرت حمزہؓ کو چیر کر سباع غشانی کی طرف بڑھے۔ تب میں ایک پتھر کی آڑ میں چھپ رہا
اور میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی حمزہؓ نے اس کو زمین پر اٹھا کر دے مارا۔ اور قتل کر دیا۔

(رشاد الحکمہ)

نہ دینی دشمنی تھی اور نہ دنیاوی خصومت تھی
 فقط انعام میں کچھ سگے بٹے زر کے وعدے پر
 غلام تیرہ رُونے کی اُسی پر مشقِ صیادی
 ہلائی اور تولی ہاتھ میں چالاک نے برچھی
 تھی مشہور زمانہ زنگیوں کی حربہ اندازی
 نہ جھگڑا جاہ و ثروت کا نہ خطرے میں حکومت تھی
 فقط بہرِ شکم کچھ لقمہ ہائے تر کے وعدے پر
 جسے مد نظر تھی ان غلاموں ہی کی آزادی
 نشانہ کر کے پھینکی دُور سے ناپاکنے برچھی
 نشانہ ناگمانہ بن گیا اللہ کا غازی

رضائے حق ہی تھی جو قضا کی مُشت سونگلی

یہ برچھی ناف کے نیچے لگی اور نُشت سونگلی

حزہ وحشی کا تعاقب کرتے ہیں

خدا و مُصطفیٰ کے شیر پر یہ ضرب تھی کاری
 اگرچہ ضرب تھی کاری مگر مہبت نہیں ہاری
 اُٹے پروازِ جاں کے ساتھ حمزہ جانبِ دشمن
 شعلِ آمادہٴ رم ہو گیا جھپٹا جو شیرِ افکن
 کمینے کی کمیں گہ دیکھ لی تھی مردِ غازی نے
 کیا وحشی کا پیچھا دوڑ کر شیرِ حجازی نے

۱۰ حمزہ سباع کو قتل کر کے کسی دوسرے کے تعاقب میں تھے۔ وحشی نے اپنی برچھی تول کر دُور سے پھینکی۔ یہ برچھی حضرت

(تاریخ العمران)

حمزہ کے مٹانے پر لگی اور پار ہو گئی۔

۱۱ حضرت حمزہ نے زخم کھا کر وحشی کا تعاقب کیا۔ (رشادِ المعتمد)

وہ پلٹا ڈرتے ڈرتے غارِ مہلک کے قریب آیا
 تُو ر شک آسماں کو خاک پر سویا ہوا پایا
 رُخِ انور پہ وہ ریشِ سفید و شاندار اس کی
 شہادت سے نمایاں اور شانِ باوقار اس کی
 ڈرا وحشی کہ پھر کیا ہو اگر یہ شیر جاگ اٹھے؟
 ارادہ تھا ذرا جنبشِ نظر آئے تو بھاگ اٹھے
 اٹھا کر کنکری اس سنگدل نے شیر پر پارٹی
 رہی لیکن شہیدِ کامراں پر بے خودی طاری
 یہ دیکھا تو دلِ وحشی کو اکِ گونہ قرار آیا
 چھری لے کر قریبِ نعش اب یہ نابکار آیا
 گڑھے کے اندر اُترا اب نہ کی قطع نظر اس نے
 شکمِ چیرا، نکالا مردِ مومین کا جگر اُس نے

ہند کے لئے ہدیہ

اب اس کر توت کا انعام لینے کو چلانا داں
 متلع بے بہا کا دام لینے کو چلانا داں
 یہ قاتل تھا مگر اس نے والی ہند تھی اس کی
 بوئیاں کی زورِ اصل میں خاوند تھی اس کی
 قریب ہند آیا کارنامہ اپنا بتلایا
 جگرِ حمزہ کا دکھلایا، پھر اپنا حق بھی بتلایا

۱۷ وحشی کا قول ہے کہ میں ڈرتا ڈرتا قریب گیا۔ اور میں نے پہلے ایک ککری ماری۔ مگر حمزہ نے کوئی جنبش نہ کی۔ تب میں سمجھا کہ رُوحِ نکل چکی ہے۔ (ارشادِ الحکمتہ)

۱۸ وحشی نے چھری سے حمزہ کا شکم چاک کر کے کلیجہ نکال لیا اور اس کو ہند کے پاس لے گیا۔ (ارشادِ الحکمتہ)

۱۹ وحشی نے ہند سے کہا اگر میں نے تمہارے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا ہو تو کیا انعام ملے گا (ارشادِ الحکمتہ)

یہ مژدہ سن کے شیطانی مسرت ہند چھپائی
 قسم کھائی تھی حمزہ کا جگر کچا چبانے کی
 عجب دیوانگی سی چھائی تھی اب اس قبائل پر
 ابا ہاکمتی جاتی منہ بناتی جا رہی تھی یہ
 جگر تھا اس کے منہ میں خون باجھوں سی ٹپکتا تھا
 نہ اتر اخلق کے اندر گلے میں یہ جگر اٹکا
 مری بھی نسل ایسی ہو، نرالا شوق بے جاتھا
 ہوا ہند جگر خوار آج سے مشہور نام اس کا
 پکاری، واقعی تو نے کیا وحشی یہ کام آخر
 ہوا برباد اسی حمزہ کے ہاتھوں سے امریکا
 کہاں ہے نعش حمزہ کی نشاں اس کا بتا وحشی
 چلا وحشی اگرچہ اس کا جی ہامی نہ بھرتا تھا

خوشی میں دیونی کی طرح جھومی اور لہرائی
 لہو کی پیاس تھی اور بھوک اس کو گوشت کھانے کی
 تعجب تھا دل وحشی کو بھی اس کے قرآن پر
 جگر حمزہ کا دانتوں سے چباتی جا رہی تھی یہ
 کھڑا تھا پاس وحشی اور منہ حیرت سے نکلتا تھا
 بالآخر اس نے اٹکلا اور زمین پر اس کو دے پٹکا
 ٹکلتا اس کو مشکل تھا یہ حمزہ کا کلیجہ تھا
 مگر اترانہ اس پر بھی جنون انتقام اس کا
 ملا مجھ کو لپسرا اور پدیر کا انتقام آخر
 سوائے قتل حمزہ دل نہیں طالب کسی شکا
 میں آنکھوں سے اسے دیکھوں مجھے چل کر بتا وحشی
 یہ وحشی تھا مگر اب ہند کی وحشت سے ڈرتا تھا

۱۔ وحشی نے کلیجہ پیش کیا۔ ہند نے اس کو منہ میں ڈال کر چبا شروع کیا۔ (تاریخ العمران)

۲۔ جگر گلے سے نہ اتر سکا۔ اس لئے اگل دینا پڑا۔ (سیرت النبی)

۳۔ تاریخوں میں ہند کا لقب جو جگر خوار لکھا جاتا ہے اسی بنا پر ہے۔ (سیرت النبی)

کسی صورت تو آخر ٹالنی تھی یہ بلا اس کو شہادت گاہ کا منظر دکھانے لے چلا اس کو

ہند جسدِ حمزہ پر

دکھایا جا کے خطہ اس زمینِ آسمانی کا
 پڑا تھا وہ جسدِ آغشته خون و خاک کے اندر
 وہی شیرانہ صورت تھی وہی مردانہ چہرا تھا
 ہوا حسنِ شہادت ہند کی آنکھوں پر آئینہ
 شہادت نے جو دکھی یہ جلالت مہرتاباں کی
 دکھایا جا کے خطہ اس زمینِ آسمانی کا
 پڑا تھا وہ جسدِ آغشته خون و خاک کے اندر
 وہی شیرانہ صورت تھی وہی مردانہ چہرا تھا
 ہوا حسنِ شہادت ہند کی آنکھوں پر آئینہ
 شہادت نے جو دکھی یہ جلالت مہرتاباں کی

ہند کے گلے کا ہار

نہیں بھایا شہیدانِ وفا کا رتبہ عالی
 نکالا زندہ دل کا دل، دل ایسا مردہ تھا اس کا
 جیا کتر گئی دیکھا جو یہ کارِ سفیانہ
 نکالا پھری سے گوش کاٹے اور بینی قطع کر ڈالی
 نکالے پیٹ سے گردے عجب دل گردہ تھا اس کا
 کہ اس عورت نے کاٹے مرد کے اعضاءِ مردانہ

۱۔ ہند وحشی کو ساتھ لیکر حمزہؑ کی لاش پر آئی۔ اسکے دل میں اس قدر غما دبھرا تھا کہ ناک، کان، مذاکیر (اعضائے مردانہ) کاٹ لیتے
 (تاریخ العمران)

یہ اعضاء ایک رشتے میں پرے موبو اس نے بنایا ہار ان کو کر لیا زیب گلو اس نے

وحشی کا انعام

اتارا طوق اپنا دے دیا انعام وحشی کو
 کٹا کٹے میں چل کر اوردس دینار بخشوں گی
 چل، اب چل کر یہ ثرودہ ہم سنائیں اپنے لشکر میں
 پہن کر طوق لعنت زرد ہو کر رہ گیا قاتل
 ابھی دینار کا وعدہ تھا یعنی وعدہ فردا
 ابھی مکے میں جانا تھا ابھی دینار ملنے تھے
 کیا محروم ایسے قہر ماں سے اس کی ملت کو
 غلام آقاؤں کی خدمت کریں اور لاکھ سہرا میں

ملے اس جرم کے یہ اچھے خاصے دام وحشی کو
 تجھے کھانے کھلاؤں گی تجھے دستار بخشوں گی
 یہ پیارا ہار لے جا کر دکھائیں اپنے لشکر میں
 دکھا کر گریا گرمی سرد ہو کر رہ گیا قاتل
 ابھی دستار کا وعدہ تھا یعنی وعدہ فردا
 ابھی سارے جہاں سے لعنتوں کے ہار ملنے تھے
 صلہ یہ کچھ ملا پھر بھی نہ سمجھا اپنی ذلت کو
 نصیب ان کے ہو کر تھی ہیں پھٹکاریں ہی پھٹکاریں

(سیرت النبی)

۱۷ ہند (امیر معاویہ کی ماں) نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور گلے میں ڈالا۔

۱۸ ہند نے اپنے کپڑے اور زیور وحشی کو انعام دینے اور گھونچ کر ان کے علاوہ دس دینار دینے کا وعدہ کیا

(خاتم المرسلین)

دیا تاریخِ عالم نے بڑا بھاری صلہ اس کو
خبر کیا تھی کہ آخر تو مسلمان اس کو ہونا ہے
خطابِ قاتلِ حمزہ قیامت تک بلا اس کو
لہو کے آنسوؤں سے عمر بھر یہ داغ دھونا ہے

چند سرفروشانِ اسلام کا ثبات

شہادت پانے والے پاگئے دل کی مرادوں کو
ادھر قتلِ نبی کا اٹھتے ہی میداں میں آوازہ
فقط گنتی کے چند اصحابِ محوِ سرفروشی تھے
شہادت ہی کے طالب تھے یہ سب نامِ آور و نامی
خبر سن کر رسول اللہ کے مقتول ہونے کی
سجھتے تھے کہ آئے دلا ہے روزِ حسابِ آخر
قریشی فوج ان شیروں پہ گرتی تھی دلیرانہ
یہ کرتے جا رہے تھے وارِ شمشیرِ دودستی کا
سبقِ حبِ نبی کا دے گئے عالی نہادوں کو
پریشاں ہو گیا تھا غازیانِ دین کا شیرازہ
شہادت کے تمنائی تھے وقفِ سخت کوشی تھے
حیاتِ تازہ کا آغاز تھی یہ نیک انجامی
دلوں کو انتہائی فکر تھی مسؤل ہونے کی
خدا کے سامنے دیں گے بھلا ہم کیا جوابِ آخر
مگر خائف نہیں ہوتی تھی ان کی خوں شیرانہ
ہوائے خود سری منہ دکھتی جاتی تھی پستی کا

۱۔ عباس بن عبدمنہ بن فضلہ اور خار ج بن زید بن ابی زہرہ و ادش بن اقم و اسید بن حنیر وغیرہم باواز بلند لوگوں کو پکارتے تھے اور
کہتے تھے اگر حضور شہید ہو گئے ہیں اور ہم گوشہ چشم سے دیکھتے ہیں تو ہمارا کوئی غدر پیشِ خدا قبول نہیں ہوگا (تاریخ عالم)

نگاہِ ہادیِ اسلام

نگاہِ ہادیِ اسلام ہر آئینہ شاہد تھی
 مسلمانوں کے ہاتھوں فوجِ قرشی کی ہزیمت بھی
 ادھر ٹیلے سے ہٹنا اپنے تیر انداز دستے کا
 نبی کا حکم سن کر بھولنا یا بھول ہو جانا
 ادھر سے ناگہانی ضربِ خالد کے سواروں کی
 مسلمانوں میں اکثر کا حواس و ہوش کھو جانا
 بہم اک دوسرے پر وار کرنا اہلِ ایماں کا
 اقلیت کی لیکن استقامتِ جانِ شاری پر
 اشاروں میں بتایا تھا جو راز اب کھلتا جاتا تھا
 یہاں ایمان کو ٹلنا تھا میزانِ محبت میں
 یہاں نو مسلموں کو مشق کرنی تھی قواعد کی
 یہاں گر گر کے ناپختوں کو پختہ کار ہونا تھا
 قضا کا سامنا تھا اور جانِ ہر مجاہد تھی
 حصولِ فتح بھی غفلتِ پیئے مالِ غنیمت بھی
 جسے تفلویضِ سدباب تھا خالد کے رستے کا
 فریضہ چھوڑ دینا لوٹ میں مشغول ہو جانا
 سنائیں دشمنوں کی اور جانیں جانِ شاروں کی
 متاعِ دنیوی پاتے ہی غفلت کو شش ہو جانا
 فرو ہو کر پلٹنا از سر نو تند طوفاں کا
 یہ سائے واقعات آئینہ تھے محبوبِ باری پر
 کہ داغِ غفلتِ ملتِ لہو سے دھلتا جاتا تھا
 بشر کا حوصلہ کھلنا تھا اعلانِ محبت میں
 دکھانی تھی یہاں افتادِ وقتِ نامساعد کی
 یہیں تو لشکرِ اسلام کو تیار ہونا تھا

کھڑے تھے اسلحہ دربر رسولِ پاک میداں میں نظر آتی تھی ہر سوا بتری فوجِ مسلمان میں
 ابھرتا ڈوبتا ہو جس طرح گرداب میں تنکا گروہِ شرک میں یہ حال تھا ہر مردِ مومن کا
 ہٹاتا اور ہنکاتا تھا، هجومِ قرشیاں ان کو
 قدم رکھنے کی مہلت تھی نہ زیرِ آسماں ان کو

اس اُفتاد کے وجوہ

ہزار افراد اس میداں میں آئے تھے مدینے سے مگر ان میں تھے پورے تین سو معذور کینے سے
 وہ سب غدار، بزدل وہ کینے اور دُوں بہت کہ جن کی زلیت بھی لعنت تھی جن کی موت بھی لعنت
 وہ صف بندی سے پہلے ہی شگونِ ناموافق تھے مسلمانوں میں شامل تھے مگر کامل منافق تھے
 ابھی آغازِ بازی تھا کہ وہ چوگان سے نکلے ابھی تنغیں نہ نکلی تھیں کہ وہ میدان سے نکلے
 بقیہ سات سو اصحاب سبھے صادق الایمان ہوئے جو معرکہ آرا بروئے لشکرِ شیطان
 رہے جب تک یہ قائم اپنے ہادی کی ہدایت پر خدا ہر آئینہ موجود تھا ان کی حمایت پر

۱۷ جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا ہے ابنِ اُبی اور اس کے ساتھی منافق جو جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہی
 بہانہ بنا کر گھروں کو واپس چلے گئے تھے۔
 (مصنف)

بظاہر تو یہ چھوٹی سی جماعت بے بضاعت تھی
 یہ زندہ معجزہ تھا صاحبِ روزِ شفاعت کا
 مگر جب سر اٹھایا فتنہ مالِ غنیمت نے
 نبیؐ کے قتل ہونے کی خبر نے تمہیں توڑیں
 سنانی ہی کچھ ایسی تھی جو اس وہوش کھو بیٹھے
 فقط ستر مجاہد رہ گئے تھے معرکہ آرا
 گھرے تھے قاتلوں میں مودیوں میں بد نہادوں میں
 جگر پرخوں تھے سب کے سوزشِ داغِ جدائی سے
 یہ نازک مرحلہ محتاج تھا جس کی قیادت کا
 کہاں تھا وہ امام المرسلینؐ وہ ہادیؑ اعظمؑ
 جہادِ وسیعی و کوششِ تکوینی ہی تھا پیشروان کا
 مگر مالِ غنیمت پر گرے جب ٹوٹ کر غازی
 جہاد ان کا تھا بہر دیں یہ دنیا پر ہوئے ماہل
 قوانینِ محبتِ سخت ہیں غفلت کے بارے میں

مگر سائے زمانے کے مقابل اک جماعت تھی
 بکھیرا اس نے شیرازہ ہزاروں کی جماعت کا
 ظفر کا منہ دکھا کر آیا ان کو ہزیمت نے
 کثیر افراد نے مچھیں خدا کی راہ سے موڑیں
 غنیمت کی مالی امید ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے
 مقابل اس گھڑی ان کے جہانِ کفر تھا سارا
 لہو کا آخری قطرہ بہانے کے ارادوں میں
 شکستہ دل تھے لیکن کام تھا جنگِ آزمانی سے
 اُحد کی سرزمین پر شور تھا اُس کی شہادت کا
 کہاں تھا وہ پناہ بے کساں وہ نازشِ آدم
 اُسی کا دم قدم تھا آسرا ہر مردِ مومن کا
 نظر آیا نہ یہ جذبہ اسے شایانِ جانبازی
 میانِ دیدہ و دل ایک پردہ ہو گیا حائل
 کہ غفلت چھوڑتی ہے کشتیوں کو لاکے دھار میں

یہ پائی غفلتِ یک لحظہ کی پاداش اُمت نے
 اسی کا دستِ حق شامل تھا باطل کی ہزیمت میں
 صحابہ ڈھونڈتے پھرتے تھے ہر سو اپنے ہادی کو
 پٹے پر دے نگاہوں پر ہوئے معذور آنکھوں سے
 وہ مہر آشکارا تھا، نظر آتا نہ تھا ان کو
 بہت پُرورد تھی اخلاص مندوں کی پریشانی
 ادھر قلب و جگر کو ناپتی تھیں ان کی شمشیریں

کہ کھائی اپنے ہاتھوں ہی شکستِ فاش اُمت نے
 شمولیت نہ کی اُس نے مگر مالِ غنیمت میں
 کئے دیتے تھے اپنے خون سے رنگین وادی کو
 کہ اوجھل ہو گیا تھا دو جہاں کا نور آنکھوں سے
 وہ جلوہ جلوہ آرا تھا، نظر آتا نہ تھا ان کو
 یہ دل غرقِ جدائی تھے، ادھر تنغوں کی طغیانی
 ادھر آنکھیں تھیں فرطِ رنج و حسرت کی تصویریں

ابنِ قمیہ کے دعوے پر ابوسفیان کا شک

زبانِ ابنِ قمیہ پر تھا نعرہ شادمانی کا
 وہ میں ہوں آج میں نے روز کا جھگڑا چکایا،
 پہ سالار ابوسفیاں مگر تھا بے قرار اب تک
 اگرچہ ناگوارا تھی محمد کی حیات اس کو
 خدا جس کا نگہاں ہو فرشتے جس کے رکھوالے

سُناتا پھر رہا تھا حال اپنی پہلوانی کا
 مرے ہی بازوؤں نے کعبہ مقصود ڈھایا،
 نظر آتی تھی اس کو باغِ عالم میں بہار اب تک
 مگر ممکن نظر آئی نہ یہ شکلِ مامت اس کو
 اسے یہ بے حقیقت ابنِ قمیہ قتل کر ڈالے

ادھر وحشی بھی اپنی موت آتی دیکھ کر بھاگا بدن میں رعشہ تھا، بھاگانہ جاتا تھا، مگر بھاگا

حمزہ کی شہادت

گڑھے کھودے گئے تھی جو گذشتہ رات میدان میں
مڑا اک موڑ پر وحشی تو ساتھ اس کے پھرے حمزہ
عقابِ رُوح پہلے ہی سے تھا پروازِ آمادہ
یہ جنگ و حربہ و ضرب و جراحتِ اک بہانہ تھا
بتانا تھا کرشمہ عاشقوں کے فوقِ عادت کا
زمین سے آسماں تک ایک نورانی غبار اٹھا

زمین پر رہ گیا باقی فقط اک خوں چکاں لاشہ

فروغِ زخمِ بے حد سے بہا رہے خزاں لاشہ

وحشی چھری لے کر کلیجہ نکالتا ہے

تعاقب میں نہ پایا حمزہ کو ناپاک زنگی نے یقین آیا کہ رحلت کی جہاں سے مرد جنگی نے

لہ زخم خوردہ حمزہ نے وحشی کا تعاقب کیا۔ مگر ایک گڑھے میں گر پڑے اور رُوح پرواز گئی۔ (تاریخ العمران)

جہاں فرس زمیں گلرنگ تھا خونِ شہیدان سے
 جہاں اس جرم پر جہاں حسین لی جاتی تھی انساں کی
 جہاں لوہے کے سینوں میں نہاں تھے دل بھی لوہے کے
 جہاں غصہ تھا کینہ تھا عدوت تھی درشتی تھی
 جہاں اک اک لعین ممتاز تھا فرعون و ہاں سے
 کہ وہ پوجا نہیں کرتا بتوں کی اور شیطان کی
 جہاں تھے آگے ہائے قتل بھی قاتل بھی لوہے کے
 جہاں مقصود حملہ آوری تھا دھینکا مشتی تھی
 جو سر کو توڑ کے اور مغز سر کو کھا کے پھرتے تھے
 جہاں آتی تھیں چاروں سمت سے تیروں کی بوجھاڑیں
 جہاں اٹھتے تھے نعرے جس طرح ہاتھی کی چنگھاڑیں

وہیں وہ منظرِ حق تھا ثباتِ معجزانہ سے

اسی شان و وقار و شوکتِ پنمیرانہ سے

بنائے آسماں بھی جس زمیں پر ڈلگاتی تھی
 خوشی تھی فتح کی اس کو نہ کوئی غم ہزیمت کا
 محمدؐ تھا کہ اس کے پاؤں میں لغزش نہ آتی تھی
 مثالِ عرش قائم تھا قدم اس کی عزیمت کا
 ادھر سے تیر آتے تھے ادھر سے تیر آتے تھے
 طوافِ نور کرتے اور قرباں ہوتے جاتے تھے

لے اُعد میں جب ایک حشر برپا تھا اور مسلمانوں کا لشکر پر اگندہ ہو گیا تھا۔ آنحضرتؐ کو ایک بالشت اپنی جگہ سے ہٹتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ بروئے اعداء اسی طرح قائم تھے۔ حالانکہ ہر طرف تیر برس رہے تھے اور تلواریں چل رہی تھیں۔
 (درشاد الحکمتہ)

کعب نے کیا دیکھا

عیماں تھا خود سے دُہری زرہ سے بھی جمال اس کا
 قریب اس کے تھے موجِ جنگ گنتی کے رفیق اُس کے
 علیؑ و طلحہؑ و سعد و زبیر اس کے تھے پروانے
 یہی چاروں طرف قربان تھے پروانہ وار اس کے
 یہ رہ جاتے تھے اکثر قاتلوں کی فوج میں گھر کر
 یہ فوجوں کو ہنکاتے مارتے تھے اور مہاتے تھے
 بہا کر دُور لے جاتی تھی ان کو ان کی جولانی

فلک پر مہر کو محبوب کرتا تھا جلال اس کا
 اسی کے نقش پا پر چل رہے تھے ہم طریق اس کے
 وہ شمع خیر تھا یہ اہل خیر اس کے تھے پروانے
 وہ ایماں تھا کئے دیتے تھے یہ جانیں نثار اس کے
 مگر پھر مرکزِ اصلی پہ آجاتے تھے ہر پھر کر
 یہ موجوں میں شناور کی طرح غوطے لگاتے تھے
 کہ پورے زور پر تھی اس جگہ دریا کی طغیانی

میدان میں شانِ نبوت

مگر ہر آئینہ میدان میں قائم، ثابت، آزادہ۔ تن تنہا نظر آتا تھا وہ اللہ کا دلدادہ

(تاریخ العمران)

لے آپ کے سر پر مغفرتھا، اور بدنِ مبارک پر دُہری زرہ تھی۔

لے حال یہ تھا کہ آپ کے جاں نثار آپ کے پاس سے لڑتے لڑتے اور دشمنوں کو ہٹاتے دُور چلے جاتے تھے۔ آپ تنہا رہ

(تاریخ العمران)

جاتے تھے۔

سناُس نے بھی اپنے قتل ہو جانے کا آوازہ
 نظر آتا تھا نوخیزوں کا میدان چھوڑ جانا بھی
 ثبات و صبر والوں کی بھی شانیں دیکھتا تھا وہ
 وہ ہر لحظہ شہادت دیکھتا تھا اپنے پیاروں کی
 ختھی اس کو دشمن ہیں اسی کے خون کے پیاسے
 جہاں میں جن کے رُتبے وہ دو بالا کرنے والا تھا
 وہ سب اندھے نظر آتے تھے آج اس نور کے درپے

بکھرتا اُس نے دیکھا اپنی جمعیت کا شیرازہ
 سکوت بے خودی بھی اور مٹھیں موڑ جانا بھی
 رہیں جاں نثاری چند جانیں دیکھتا تھا وہ
 بہر سوزیرِ خنجر گردنیں تھیں اپنے پیاروں کی
 اُسی کا نقش کرنا چاہتے ہیں محو دنیا سے
 نگاہ و قلب میں جن کے اجالا کرنے والا تھا
 جمالت کی یہ آندھی تھی چراغِ نور کے درپے

پیمبر کا عزم اور تاثیر

یہ ایسا مرحلہ تھا جس میں دعوے ٹوٹ جاتے ہیں
 فلک نے بارہا انسان کو جنگ آزما پایا
 وہ قلبِ مطمئن خاطر بہم اول سے آخر تک
 مسلمانوں کا اک اک زخم تن تھا داغِ دل اس کا
 دل ہمدرد اس کا ہر کسی کا درد سہتا تھا

اکھڑ جاتے ہیں میدان سے قدم جی چھوٹ جاتے ہیں
 نہ قائم اس طرح کوئی محمد کے سوا پایا
 وہ طبعِ مستقل ثابت قدم اول سے آخر تک
 بہارِ زخمِ امت سے چمن تھا باغِ دل اس کا
 مگر منہ سے سوائے شکر وہ کچھ بھی نہ کہتا تھا

تن ہر مردِ مومن پر جو دشمن وار کرتے تھے
 اُدھر سر پہن آتے تھے ادھر دل میں اترتے تھے
 مگر وہ تھا بہ اطمینان اپنے حال پر قائم
 اُسی پیغمبرانہ عزم و استقلال پر قائم
 یہ سب وہ کس لئے سماتا تھا اک اسلام کی خاطر
 بشر کے امن اور توحید کے پیغام کی خاطر
 نگاہوں نے ابھی تک یہ کمال اس کا نہ دیکھا تھا
 کہ دیکھا تھا جمال اس کا جلال اُس کا نہ دیکھا تھا

کعب بن مالک کی صدا

نگاہِ کعب بن مالک پڑی جب قدِ بالا پر
 و جو دِ پاک پر ز رہیں جھلمتھا روئے والا پر
 مگر وہ حق نما آنکھیں، مگر وہ باجیا آنکھیں
 جھلم سے تھیں نمایاں منظرِ شانِ خدا آنکھیں
 انہی آنکھوں سے چشمِ کعب نے حضرت کو پہچانا
 خدا کا نور دیکھا، آیہ رحمت کو پہچانا
 خبرِ شیطان نے جس کے قتل ہونے کی اڑائی تھی
 خدا نے پھر اسی محبوب کی صورت دکھائی تھی
 چھلک اٹھا خوشی کے جوش سی فازی کا پیمانہ
 صدا اٹھی زبانِ کعب سے بے اختیارانہ
 ”نوید اے طالبانِ جلوہ محبوبِ ربّانی“
 خدا کے فضل سے موجود ہیں محبوبِ سبحانی

(سیرت النبی)

اے چہرہ مبارک پر مغفرتھا، لیکن آنکھیں نظر آتی تھیں

(سیرت النبی)

کعب نے پہچان کر پکارا، مسلمانوں رسول اللہ یہ ہیں۔

نویدائے تشنگانِ شربت دیدارِ ادھر آؤ، ادھر آؤ، ادھر ہیں جلوہ گر سرکارِ ادھر آؤ!

یہاں آؤ یہاں موجود وہ فخرِ امامت ہے

ہماری زندگی کا آسرا زندہ سلامت ہے

شمعِ نبوت کے پروانے

رسول اللہ نے دیکھا رنگ اس اخلاصِ کوشی کا
صدائے کعبِ گونج اٹھی مگر کسار و میداں میں
صحابہ منتشر تھے معرکہ گہ میں بھٹکتے تھے
صدائے کعبِ ہاتف کی طرح اب کان میں آئی
سمائی تازگی اس طرح اندامِ قسودہ میں
رُخ امید دیکھا روشنی آئی نگاہوں میں
کھنچے عاشق، اڑیں جس طرح سُوئے کمر باتنکے

اشائے سہ سے کیا ارشادِ ضابط نے خموشی کا
نویدِ زندگانی تھی یہ کوششِ اہلِ ایماں میں
زمین و آسماں کی صورتیں حسرت سے تکتے تھے
نویدِ آقا کی پائی، جان گویا جان میں آئی
پلٹ آتی ہیں روہیں جس طرح اجسامِ مردہ میں
یقین آیا، ہم اب تک ہیں محمد کی پناہوں میں!
نبی کو دیکھ کر پر لگ گئے ہر مردِ مومن کے

قلم کرتے سروں کو بازوؤں کو چھانٹتے آئے

متلاع ضربِ کاری دشمنوں میں بانٹتے آئے

اے آپ نے کعب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا (تاریخ العمران) ۱۵۰۰ سن کر ہر طرف سے جاں نثار ٹوٹ پڑے (بیتِ البقی)

کفار کی شدت

طوافِ شمع جب کرنے لگے آآ کے پروانے
 قریشی فوج نے بھی کعب کی آواز سن پائی
 نظر آیا کہ جھوٹا ادعا تھا ابنِ قمیہ کا
 کیا اب سخت دھاوا پیدوں نے اور رسالوں نے
 اسی نقطے پہ دھاوا کر دیا افواجِ اعدا نے
 اُٹھ کر ہر طرف سے اب یہ آندھی اس طرف آئی
 ہزاروں لعنتیں تھیں ایک ماتھا ابنِ قمیہ کا
 رسولِ پاک پر انیاں جھکائیں نیزہ والوں نے

حضرت علیؓ کی جانبازی

کیا جب قاتلوں نے قصدیوں نزدیک آنے کا
 لگی اٹھ اٹھ کے گرنے ہر طرف تیغِ ید الہی
 گرایا خاک پر لاشے پہ لاشہ دستِ حیدر نے
 بھری تھی برقِ باطل سوز تیغِ شیرِ یزداں میں
 علیؓ سے امر حضرت نے کیا ان کو ہٹانے کا
 تو ناری پھر جہنم کی طرف ہونے لگے راہی
 یہ جنگل کاٹ ڈالا بے تحاشا دستِ حیدر نے
 لپک اٹھتا تھا اک شعلہ سانیزوں کے نیستان میں

(سیرت النبی)

سے کفار نے اب ہر طرف سے ہٹ کر اسی تیغ پر زور دیا۔

۲۷ دل کا دل ہجوم کر کے بڑھتا تھا لیکن ذوالفقار کی سبلی سے یہ بادل چھٹ کر رہ جاتے (سیرت النبی) جب پہلا خون ٹپکا
 تو اپنے علیؓ الرضیٰ کو جو قریب کمرے تھے، روکنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر ان کو منتشر کر دیا (خاتم المرسلین)

اگرچہ خوفِ حیدر سے تھا زہرہ آبِ دشمن کا مگر اٹھا ہوا تھا چار سو سیلابِ دشمن کا

حضورِ پیروں کی بارش

ہمیں ہٹ کر جس پھر ٹولیاں بزدل شریوں کی رسولِ پاک پر ہونے لگی بوجھاڑ تیروں کی
 ادھر جسموں کی دیواریں اٹھادیں باوقاروں نے بساطِ عشق پر جانیں بچھادیں جانِ تاروں نے
 صحابہؓ نے دیا تیروں کا تیروں سے جواب ان کو بناتے تھے نشانہ آپ خود عالی جناب ان کو
 کمائیں تاب لاتی تھیں نہ زورِ دستِ ہادی کی مگر تھی معجزانہ شان اس حُسنِ ارادی کی
 علی اک سمتِ سداک سمت انہیں چوزنگ کرتے ابو بکرؓ و عمرؓ اک سُو جہاد و جنگ کرتے تھے
 زبیر و طلحہؓ تھے سینہ سپر کارِ عالی پر یہ پروانے مٹے جاتے تھے حُسنِ بے مثالی پر

۱۔ آنحضرت صلعم کے ہاتھ میں کمان تھی اور تیر مارتے تھے (رشادِ الحکمتہ) آنحضرت کبھی کمان سے تیر چلاتے تھے کبھی پتھر مارتے تھے۔ (تاریخِ العمران)

۲۔ پہلے کمان کا چلاؤ تھا حضرت نے کمان عکاش بن محضؓ کو دی کہ چلا کھینچیں۔ انہوں نے زور لگایا مگر وہ پورا نہ ہوا آپ نے فرمایا کھینچ کھینچ پورا ہو جائے گا۔ اب کے جو کھینچا تو وہ اس قدر بڑھا کہ پورا ہو کر کئی پھیر زیادہ ہو گئے۔ حضرت نے پھر اس کمان سے کام لیا۔ اب کے اس کا گوشہ بھی ٹوٹ گیا (تاریخِ العمران، رشادِ الحکمتہ)

۳۔ جاں نثارانِ نبی چاروں طرف حضرت کے گرد پروانہ دار پھرتے تھے۔ کوئی ایک طرف حملہ کو روکتا تھا۔ کوئی دوسری طرف مگر انہوہ کم نہ ہوتا تھا۔ (تاریخِ العمران)

قریش اللہ کے مرل پر یہ زغہ کر کے آتے تھے صحابہ بڑھ کے تیغوں سے لپٹ کر زخم کھاتے تھے
 ادھر سے پے بہ۔ پے تیروں کی اک بوجھاڑ آتی تھی
 یہی وہ تھے جو حامی تھے غلاموں اور ضعیفوں کے
 ادھر سینے تھے ان کے اُس طرف خوزیر بھالے تھے
 ادھر سے ڈھال طلحہ بن عبید اللہ کی چھاتی تھی
 مخالف تھی شریوں کے موید تھے شریفوں کے
 یہ سبھے پایادہ اُس طرف جنگی رسالے تھے

مدینے میں شہادتِ رسول کی افواہ

کیا شیطان نے ایسا اہتمام اس کی اشاعت میں
 گھروں کی بیدیاں طاری جیا تھی موبہ موبہ جن پر
 وہ کسن نوجواں پلٹا دیا تھا راہ سے جن کو
 وہ مائیں پالتی تھیں جو گھروں میں بال بچوں کو
 وہ بیوائیں نبی کے فیض پر جن کا گزارہ تھا
 مساکین و یتامی جن کے سر پر تھا وہی سیایا
 مدینے تک بھی جا پہنچی خبر یہ ایک ساعت میں
 وہ معذورین عاید تھا نہ حکم جاہد و اجن پر
 محنت تھی مگر سرکار عالی جاہ سے جن کو
 لئے بیٹھی تھیں گو دوں میں بلند اقبال بچوں کو
 ضعیف افراد جن کا بازوئے حق ہی سہارا تھا
 وہی تھا آسرا جن کا، وہی تھا جن کا سرمایہ

لے یہ خبر کہ حضور نے شہادت پائی مدینہ میں بھی پہنچی۔ اور ہر فرد کا دل ہل گیا۔ عورتیں اور بچے اس خبر کو سن کر بیتاب ہو گئے اور مدینے سے بھگے۔
 (سیرت ابن ہشام)

کیا تھا آپ نے بہرِ حفاظت قلعہ بند ان کو
مبادا آپ کی غیبت میں پہنچے کچھ گزند ان کو
سنا جب یہ کہ سایا اٹھ گیا محبوبِ باری کا
نہ پوچھو اب نہ پوچھو حال ان کی بے قراری کا

بھاگ کر مدینے پہنچنے والوں کی لیشمانی

وہ مومن جو گھروں میں جا گئے تھے چھوڑ کر میداں
انہیں دیکھا گھروں کی سیبیوں نے اور ماؤں نے
دیئے ماؤں نے دھکے سیبیوں نے اُن سے رُخ پھیرا
کہا ماؤں نے جاؤ اب نہ تم بیٹے نہ ہم مائیں
لحاظِ خلق کیا ہوتا خدا سے بھی نہ شرمائے
اسی بے آبروئی کے لئے کیا تم کو پالا تھا
پکاریں بیبیاں، مزدوں کی ہوتی ہیں یہی شانیں
تمہیں تو ہم نے حق پر جاں نذا کرنے کو بھیجا تھا
ندامت سب پہ طاری تھی کہ سب تھے صاحبِ ایماں
کہ یوں لشتیں دکھا دیں جنگ میں جنگِ آزماؤں نے
جدھر آنکھیں اٹھیں شرم و ندامت ہی نے آگھیرا
حرام ان پر ہمارا دودھ جو میداں سے بھاگ آئیں
محمد کی شہادت کی خبر سنئے ہی بھاگ آئے
وہیں تم بھی رہے ہوتے جہاں وہ کملی والا تھا
کہ زن میں آبرو دے کر بچا لایا کریں جانیں
حق احسانِ پیغمبر ادا کرنے کو بھیجا تھا

۱۔ اُحد میں شہادتِ رسول کی خبر سننے کے بعد میں مسلمین کے قدم اکھڑ گئے تھے۔ ان میں سے بعض مدینہ میں پہنچے لیکن وہاں عورتوں نے ان کو غیرتِ دلانی اور وہ پلٹ کر پھر میدان کی طرف بچلے اور حضور کو صبح سلامت دیکھا۔
(رشاد الحکیم)

اگر یارانہ تھا اسلام پر قربان ہونے کا
یہی شرطِ وفا ہے کیا یہی ہے کامِ مومن کا
یہ بیچارے کسی قابل نہیں یوں بول اٹھیں نہیں
خدا و مصطفیٰ کی لاج سے جو مزد ہیں عاری
تو دعویٰ کیوں کیا تھا صاحبِ ایمان ہونے کا
کہ چھوڑا تم نے دامن اپنے آقا اپنے محسن کا!
گھروں میں چھپ کے بیٹھیں، چرخہ کاتیں، چوڑیاں نہیں
وہ اپنی ماؤں بہنوں کی کریں گے کیا نگہداری

سب میدان کی طرف پلٹتے ہیں

دکھائے اس طرح آئینِ غیرت نے جو آئینے
یہ طعنے تیر و نشتر سے زیادہ کارگر نکلے
کیا تھا فرض سے برگشتہ فرطِ یاس نے ان کو
خدا کی راہ سے بھٹکے ہوئے پھر راہ پر آئے
تو احساسِ خطا کے جوش سے پھٹنے لگے سینے
نظر آیا کہ ہم تو عورتوں سے بھی تر نکلے
مگر چونکا دیا اب شرم کے احساس نے ان کو
پلٹ کر اُلٹے قدموں پھر شہادت گاہ پر آئے

جو دشت و جبل میں آوارہ تھے

گریزاں تھے جبال و دشت میں کچھ بھاگنے والے
پڑے پھرتے تھے بیچارے گریبانوں میں سر ڈالے

۱۔ بعض مسلمین شعبِ جبال میں متفرق تھے۔ ان کو بعض نے پکارا اور جہاد اور عیدِ رسول یاد دلانی۔ پس وہ بھی پلٹے اور
شامل غزوہ ہوئے۔
(رشادِ الحکمۃ)

زبس اُفتاد سے نادم، زبس لغزش سے شرمندہ
 رسول اللہ کے احسان یاد آتے تھے رہ رہ کر
 اچانک معرکے سے پھر صدائے جاہدِ فِائِی
 ہوا رُوحوں پہ طاری جذبہٴ کامل شہادت کا
 یہ پلٹے اور آکر ہو گئے پھر جنگ میں شامل
 دلوں میں سوچتے تھے اب نہ مردہ ہیں نہ ہم زندہ
 کئے دیتی تھی ان کو غرقِ حُجَّے اشک بہ بہ کر
 دلوں میں از سر نو مُردہ لَا تَقْنَطُوا لَانِی
 کہ پھر ہاتھ آگیا چھوٹا ہوا دامنِ سعادت کا
 انہیں اُفتاد نے اب کر دیا تھا سُختہ و کامل

خاتونانِ اسلام

سماعت میں جو یہ دل ریش اخبارِ وفات آئیں
 نبی کو ڈھونڈتی تھیں اس ہلاکت خیز میدان میں
 بہر سوز خمیانِ جنگ لے کو پانی پلاتی تھیں
 شہادت یاب فرزندوں کی عالی مرتبت مائیں
 وہ مائیں جن کے آغوشوں نے پہلے شیرِ زپالے
 پدر، شوہر، برادر اور سپر اسلام پر صدقے
 مدینے سے نکل کر مو مناساتِ قانات آئیں
 لئے پھرتی تھیں اک تصویرِ حسرتِ چشمِ حیراں میں
 کہیں لیکن سُرَاعِ ساقی کو ٹرنہ پاتی تھیں
 دلوں میں لانی تھیں قربان ہونے کی تمنائیں
 رضا کاری سے پھر اسلام پر قربان کر ڈالے
 خوشی سے کر دیتے تھے گھر کے گھر اسلام پر صدقے

لے بہت سی خاتونانِ اسلام جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی بالخصوص معلوم ہیں۔ معرکہ گاہ میں پہنچیں۔ یہ سب زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔
 (تاریخ العمران)

نہ رشتے اب نہ کوئی ماما مطلوب تھی ان کو وجودِ پاکِ ہادی کی بقا مطلوب تھی ان کو
یہشکیزوں میں پانی دُور سے بھر بھر کے لاتی تھیں یہ کوثرِ طالبانِ آب کوثر کو پلاتی تھیں

حضرت اُمّ عمارہؓ

اُحد میں خدمتیں جن کی بہت ہی آشکار تھیں انہی میں ایک بی بی حضرت اُمّ عمارہ تھیں
پتے اسلام دے کر اپنے فرزندوں کی قربانی پلاتی تھیں یہ بی بی زخمیانِ جنگ کو پانی
بنی کی ذات پر جب جھک پڑے ایمان کے دشمن ہوتے اس زندگی بخش جہاں کی جان کے دشمن
اسی شمعِ ہدی پر جب پلٹ کر آگئی آندھی تو اس بی بی نے رکھ دی مشک چادر سے کمر باندھی
تھے اس کے شوہر و فرزند بھی مصروفِ جانبازی رسول اللہ پر قربان تھے اللہ کے غازی
ہوئی یہ شیر زن بھی اب قتال و جنگ میں شامل سپرن کر لگی پھر نے بگردِ ہادی کامل

۱۔ اس غزوہ میں اکثر خاتونانِ اسلام نے بھی شرکت کی۔ حضرت عائشہ اور امّ سلیم اور امّ سلیط اور امّ مین نے بھی یہی
خدمت انجام دی۔ (سیرت النبی)

۲۔ جس وقت میدان میں خود آنحضرت پر یورش ہوئی، اس وقت ایک جاں نثار صحابیہ امّ عمارہ جس کا نام نسیم تھا لوگوں کو پانی
پلا رہی تھیں۔ پیغمبر کی ذات پر حملے ہوتے دیکھ کر رہا نہ گیا۔ درمیان میں اگر لڑنے لگیں۔ (خاتم المرسلین)

۳۔ امّ عمارہ، اس کا شوہر اور دونوں بیٹے اُحد میں شامل اور ثابت قدم تھے۔ (رشادِ الحکمتہ)

۴۔ امّ عمارہ حضور کے آگے پیچھے طائیں پھرتی تھیں اور آپ کی ذات پر جو حملہ ہوتا تھا اس کو روکتی تھیں۔ (تاریخ العمران)

یہ اپنی جان پر ہرزخم دامنگیر لیتی تھی
 نظر آئی نئی صورت جو حرزہ جانِ پیغمبر
 نہتی تھی مگر کرنے لگی پیکار دشمن سے
 اسی شمشیر سے اُس نے سب شمشیر زن کاٹا
 جدھر بڑھتے ہوئے پاتی تھی یہ محبوبِ باری کو
 سو گردن پہ اس بی بی نے تیرہ زخم کھائے تھے
 یہ اٹھی تھی نمازِ صبح کو تاروں کے سائے میں
 فرشتے دنگ تھے اس تیغِ ایمانی کے جوہر سے
 یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلپتا ہے

کوئی حربہ وجودِ پاک تک آنے نہ دیتی تھی
 کیا ایک لخت بڑھ کر حملہ اک بدیش نے اس پر
 مروڑا اس کا بازو چھین لی تلوار دشمن سے
 ہو اس شیر زن کے خوف سے اعدا میں سناٹا
 پہنچتی تھی وہیں اُمّ عمارہ جاں نثاری کو
 مگر میدان سے اس کے قدم ہٹنے نہ پائے تھے
 نمازِ ظہر تک قائم تھی تلواروں کے سائے میں
 کہ حاضر تھی یہ جانِ دمال سے فرزند و شوہر سے
 اسی غیرت کے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

ابو طلحہ اور سعد وقاص کی تیر اندازی

پیغمبر کی طرف چاروں طرف سے تیر آتے تھے مگر نورِ محبت پر پنچھا اور ہوتے جاتے تھے

۱۔ ابو طلحہ مشہور تیر انداز تھے۔ انہوں نے اس قدر تیر برسائے کہ وہیں کمانیں ان کے ہات سے ٹوٹ کر گرتیں (سیرت النبی)
 ۲۔ سعد وقاص بھی مشہور تیر انداز تھے اور اس وقت رکاب میں حاضر تھے۔ آنحضرت نے اپنا ترکش ان کے آگے ڈال دیا اور فرمایا تم پر ماں باپ قربان، تیر مارتے جاؤ۔ (سیرت النبی)

ادھر سعد و ابو طلحہ کے ہاتھوں میں کمائیں تھیں
 کرم یہ تھا کہ سر رکھ کر ابو طلحہ کے شانے پر
 ابو طلحہ کے ہاتھوں میں کمائیں پے پے ٹوٹیں
 اماں دکھی نہ داماں نبی کے گوشہ گیروں سے
 نبی کا ترکش ان کے پاس تھا یہ ان کی شانیں
 نشان حق لگا دیتا تھا تیروں کو نشانوں پر
 ادھر ان خاطیوں کی سہم جاں نے گردنیں گھٹیں
 تو گوشوں میں چھپے سعد و ابو طلحہ کے تیروں سے

ترکش خالی ہو جاتے ہیں

مگر موجوں کا اک تانا بندھا تھا فوج سرکش میں
 ابو طلحہ پکارے اے خدا کے مظہر عالی
 مے ماں باپ قرباں زد سے اب سر کا ہٹ جائیں
 رسول اللہ سن کر سکرائے اور فرمایا
 یہ کہہ کر چند شاخیں دیں ابو طلحہ کو سرور نے
 ابو طلحہ نے دیکھا ٹھٹھ گئے ہیں تیر ترکش میں
 نہیں اب تیر باقی میرا ترکش ہو گیا خالی
 ذرا سی درجہ تک آنڈھیاں میداں سے چھپ جائیں
 خدا کا نور اس عالم میں چھپنے کو نہیں آیا
 انہی شاخوں سے اب وہ تیر اندازی لگے کرنے

۱۵ حضرت ابو طلحہ کے پیچھے سرودوش کے مابین سراقہ سے رکھے ان کے تیروں کو نشانہ پر لگنے کا معائنہ فرماتے ہو (رشاد الحکمہ)
 ۱۶ ابو طلحہ کے پاس تیر تھڑ گئے اور انہوں نے کہا حضور اب آپ ہٹ جائیے۔ خدا مجھے آپ پر نفا کرے (رشاد الحکمہ)
 ۱۷ حضرت ابو طلحہ کو چوب خشک اٹھا کر دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ مارا اس تیر کو اور ابو طلحہ اسی کو کمان پر رکھ کر چلاتے تھے اور یہ تیر خطانہ کرتا تھا۔
 (تاریخ العمران)

یہ سوکھی لکڑیاں قلب و جگر بانے والی تھیں
 قضا کے تیر بن بن کر قیامت ڈھانے والی تھیں
 کمانِ آخری بھی دے گئی لیکن جواب آخر
 یہ بیچاری نہ لائی قادر اندازی کی تاب آخر
 یہ صورت دیکھ کر اب ہو گئے لاچار ابو طلحہؓ
 رسول اللہ کے آگے بن گئے دیوار ابو طلحہؓ
 نبی کی ذات پر اس سمت سے جو تیر آتے تھے
 ابو طلحہ ہدف بنتے تھے، آقا کو سچاتے تھے
 کیا تیروں نے چھلنی کی طرح سینہ فگار ان کا
 مگر خوش تھے کہ راضی ہو گیا پروردگار ان کا

سعد و قاص کی قدر اندازی

قدر اندازی سعد و قاص اعجاز تھی گویا
 قضا خود ان کے ہاتھوں سے قدر انداز تھی گویا
 کماندارانِ دشمن تپھروں کی آرٹ لیتے تھے
 مگر بیکِ قضا اپنے ہدف کو تار لیتے تھے
 جہاں بھی تیر سر کرتی ہوئی آنکھیں نظر آتیں
 جناب سعد کے ہاتھوں سے تیر بے خطا پاتیں

۱۔ تیسری کمان بھی ٹوٹ گئی تو ابو طلحہ آنحضرت پر ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور تیروں کے سامنے سینہ کر دیا (رشاد الحکمتہ)
 ابو طلحہ نے سپر بن کر آنحضرت کے چہرہ پر اوٹ کر لی تھی کہ آپ پر کوئی وار کرنے نہ پائے۔ آپ کبھی گردن اٹھا کر دشمنوں کی
 فوج کی طرف دیکھتے تو عرض کرتے کہ آپ گردن نہ اٹھائیں۔ ایسا نہ ہو کوئی تیر لگ جائے۔ یہ میرا سینہ حاضر ہے (سیرت النبوی)
 ۲۔ مالک ابن زہیر اور جان بن العقیق ۷۲ درپے اصحابِ نبی تھے۔ یہ تپھروں کی آڑ میں چھپ کر تیر چلاتے تھے جعفرؓ وقاصؓ
 نے ان کو بچانا اور عین اس وقت جب وہ تیر چلانے کو نشانہ باندھ رہے تھے ایسا تیر مارا کہ آنکھوں کے راستہ پار ہو گیا (رشاد الحکمتہ)

کبھی چلے کشوں کو جز عدم گوشہ نہ ملتا تھا
 قدر انداز کا انداز کچھ ایسا پسند آیا
 کماں کی ہرکشش سے اب مبارکباد ملتی تھی
 عدم کی راہ ملتی تھی، مگر توشہ نہ ملتا تھا
 نبی نے اپنا ترکش سعد کو تفویض فرمایا
 کہ تیرا فگن کو شان سُوری سے داد ملتی تھی

ابوسفیان پر حضرت خنظلہ بن ابوعامر کا حملہ

عجب منظر تھا ہر سو عام دھاوا تھا ہزاروں کا
 پہاڑوں کے جگر دہلا رہا تھا شور باطل کا
 ابوسفیاں بہت بیتاب بے آرام پھرتا تھا
 یہ چاروں سمت اکساتا تھا باطل کے گرد ہوں کو
 کھڑا تھا پشت پر لشکر کے یہ سرخیل اعدا کا
 جھپٹ تھی بازوئے شاہیں کی یا اک جست ضنیع کی
 نگاہوں نے یہ دیکھا تیغ چمکی مرد غازی کی
 ثبات و صبر قائم تھا مگر ان جاں نثاروں کا
 مگر چلتا نہ تھا چند اہل حق پر زور باطل کا
 نبی پر حملہ کرتا تھا، مگر نہ کام پھرتا تھا
 مگر کوئی بلا سکتا نہ تھا ان پر شکوہوں کو
 کہ چشم خنظلہ نے دور سے نامرد کو تاتا کا
 ابوسفیاں کی آنکھوں میں فقط بجلی سی اک چمکی
 گری فرش زمیں پر کٹ کے گردن اسپ تازی کی

۱۔ سرکارِ دوالانے اپنا ترکش سعد وقاص کے حوالے کر دیا۔ (تاریخ العمران)

۲۔ ابوعامر کے بیٹے خنظلہ نے کفار کے پرہ سالار پر حملہ کیا۔ اور قریب تھا کہ اس کی تلوار ابوسفیان کا فیصلہ کر دے۔ (سیرت النبی)

۳۔ خنظلہ بن ابوعامر نے ابوسفیان پر حملہ کیا۔ اور اس کے گھوڑے کو پٹے کیا۔ گھوڑا تڑپ کر گر پڑا۔ ابوسفیان زمین پر لوٹنے لگا۔ اور شور کرتا تھا کہ اے گرو و فریش میں ابوسفیان ہوں۔ اور یہ شخص مجھ کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ (رشاد الحکمہ)

گر اگھوڑا ابوسفیاں کو لے کر فرسِ سنگیں پڑے
 دہن سے چرخِ نکلی چھائی دہشت دشمنِ دین پڑے
 قریشی فوج کو اس نے پکارا اور ڈھائی دی
 سپاہی دفعۃً لپکے تو یہ صورت دکھائی دی
 ابوسفیاں کے سینے پر سوار اک مردِ غازی تھا
 اور اس غازی کا دستِ راستِ محو کار سازی تھا
 گرفتِ دستِ چپ میں تھی سپہ سالار کی گردن
 جہنم کے لئے تھی منتظر اک دار کی گردن
 مگر اس دار کی مہلت نہ دی قریشی سواروں نے
 کہ جسمِ مردِ مومن چھید ڈالانیزہ داروں نے
 یہ گلزارِ جوانی آج سیرابِ شہادت تھا
 بزورِ دست و بازو فاتحِ بابِ شہادت تھا
 لبوں پر سکر اہٹ تھی، لباسِ سُرخ تن پر تھا
 عجب زنگِ بہارِ جاوداں گلِ پیرِ مین پر تھا

۱۔ خلفہ شہید کر دیئے گئے۔ عین اس وقت کہ ان کا ہاتھ ابوسفیان کا گلا کاٹنے ہی والا تھا۔ (تاریخ العمران)

۲۔ حضرت خلفہ جنہوں نے سپہ سالارِ قریش ابوسفیان پر حملہ کیا۔ اسی ابو عامر کے فرزند تھے جو اُحد میں قریش کے ساتھ ہو کر لڑنے آیا تھا۔ اور جس نے انصار کو درغلا نے کا وعدہ کیا تھا۔ اور میدان میں گڑھے کھدوائے تھے۔ حضرت خلفہ دل و جان سے مسلمان تھے۔ آپ نے اپنے باپ کے مقابل بھگنے کی اجازت چاہی۔ مگر آنحضرت نے گوارا نہ فرمایا کہ بیٹا باپ کو قتل کرے۔ جنگِ مغلوبہ میں بے جگری کے ساتھ لڑے اور ابوسفیان کو گرا کر اس کے سینے پر چڑھ گئے۔ لیکن قتل کرنے کی مہلت نہ ملی۔ اور ابوسفیان کے پکارنے پر قریشی سواروں نے ان کو شہید کر دیا۔

آپ غسلِ الملائکہ کھلاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی شادی روزِ اُحد کی گذشتہ شب ہوئی تھی۔ اور آپ صبح اٹھتے ہی بغیر غسل فرمائے جہاد میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے۔ ان کی زوجہ سے پچھوایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جنب تھے۔ اس لئے ان کا لقب غسلِ الملائکہ پڑ گیا۔

(طبری و ابنِ اسحق)

جان بچی لاکھوں پائے

ابو سفیان بھی چوٹوں کو سہلاتا ہوا اٹھا
 ہوا خواہوں کا شکر تیرے بجا لاتا ہوا اٹھا
 مہیا ہو گیا اک اور گھوڑا بہر سواری
 کہ گھوڑے کی سواری میں تھی مضمشران سرداری
 گئی گھوڑے کے ماتھے سچ گئی جاں خیریت گذری!
 بڑا بیباک تھا مرد مسلمان خیریت گذری!
 کمز میں درد، چہرہ زرد تھا اور دل ہراساں تھا
 اجل نے طرح دیدی، ورنہ بچنا کوئی آساں تھا!
 نظر آنے لگانا کام اس کو اپنا منصوبہ
 پکڑتی جا رہی تھی طول یعنی جنگِ مغلوبہ

نبی کے صبر و استقلال پر اس کو تحیر تھا
 وجود پاک ہر حالت میں بالائے تغیر تھا

بابِ نهم

آفتاب اور بُرجِ عقرب

قریش کی سازشی ٹولی

سپہ سالار کے ہماز تھے شیطان کے ہمجولی
 پیڑتک پہنچنے کا کوئی رستہ نہ پاتے تھے
 گھٹاؤں میں تھا خورشیدِ رسالت اور تابندہ
 جو انمردو ابھی تک تم نے تیغوں کو نہیں تولا
 وہ صورت سامنے موجود ہے ہمت کرو بھائی
 تھپڑے سہہ رہے ہیں اس کے ساتھ شہم جوں کے

کھڑی تھی ایک جانب قریشوں کی سازشی ٹولی
 یہ چاروں حملہ کرنے کے لئے گھاتیں لگاتے تھے
 نکاہیں ابنِ قمیہ کی نظر آتی تھیں شہر مندہ
 ابو سفیانِ قریب آکر ہنسا اور اس طرح بولا
 وہ جس کو قتل کرنے کی قسم تم سب نے تھی کھائی
 تمہارا صید ہے آیا ہوا گھیرے میں فوجوں کے

مری تجویز یہ ہے فوج ان لوگوں کو الجھائے
 ادھر اس کے صحابہ پر ہلاکت خیز ریلا ہو
 وہ اک ہے اور تم اتنے، مقام شرم ہے یارو!
 فلاخن کے یہ پتھر اور یہ تیغ و نیزہ و خنجر
 کٹے سونے کے پہناؤں گائیں بازوئے قاتل میں
 ابوسفیاں نے ان بہکے ہوؤں کو خوب بہکایا
 سُجھا کر چال، آگے بڑھ گیا ان سے ابوسفیاں
 بڑھے، بڑھ کر ہٹے، ان کو نبی سے دُور لے جائے
 ادھر سے جا پڑو تم سب، محمد حبیب اکیلا ہو
 کسی ترکیب سے نُو رخدا کو گھیر کر مارو!
 کوئی تو کارگر ہو جائے گا جانِ محمد پر
 جگہ پائے گا اس کا نام ساری قوم کے دل میں
 یہ کو لے مجھ چلے تھے پھر انہیں مھونکوں سے دہکایا
 لگائی گھات ساپنوں نے بسوئے ہادی دُوراں

ابوسفیاں کی تزویریں

سپہ سالار نے اب نایبوں کو حکم پہنچائے
 مگر قائم مسلمانوں کا ہے پائے ثبات اب تک
 یہی صورت اگر قائم رہی اور شام آپہنچی
 ہوئے تھے منتشر جو لوگ اک جھوٹی خبر سن کر
 کہ سُورج ڈھل چکا قد کے برابر آچلے سائے
 کوئی بنتی نظر آتی نہیں میداں میں اب تک
 تو سمجھو خود ہماری مرگ بے ہنگام آپہنچی
 وہ پلٹے آ رہے ہیں اور بھی غصے میں جل بھن کر

۱۔ ابوسفیاں نے ابن قیسہ وغیرہ سے کہا کہ میں نبی کو قتل کرنے والے کے ہاتھ میں سونے کے کڑے پہناؤں گا۔ جس طرح
 شاہانِ فارس اپنے بہادروں سے سلوک کرتے ہیں۔ (رشاد الحکمتہ)

سلامت باکرامت دیکھ کر سب اپنے ہادی کو
کوئی صورت کروا لجھا کے ان کو دور لے جاؤ
شعاعوں کو اگر خورشیدِ انور سے جدا کر دو!

پلٹ کر آنے والے پُر کئے دیتے ہیں وادی کو
گرٹھے کھوڑتے تھی جو راہ بنے ان تک ان کو پہنچاؤ
تو میں تم کو نویدِ فتح دیتا ہوں جو امر دو!

قریش کا بے پناہ حملہ

یہ سن کر افسرانِ فوج اصلی بات کو سمجھے
نئی ترکیب سے اب پھر جمایا فوج والوں کو
وجودِ پاک کو پھرتا کر آگے بڑھے قاتل

سپہ سالار کی قابو چیانہ گھات کو سمجھے
بڑھایا سپیدلوں کو اور ڈپٹا یار سالوں کو
پیادے اور شتر اسوار قاتل، گھڑ چڑھے قاتل

انصاری کی فداکاری

پیغمبرؐ کو یاد دیکھ کر اس فوجداری کو
ہوا ارشاد کون اپنے نبیؐ پر جان دیتا ہے
زیاد ابنِ اسکنؓ آگے بڑھے اور پانچ انصاری
شہادت گاہ پر آنکھیں تصور آسمانوں پر

نہ جانے آج کیا مطلوب تھا محبوبِ باریؐ کو
بشارتِ باغِ جنت کی علی الاعلان لیتا ہے
صلہ پا کر صلا سُن کر دلوں پر وجد تھا طاری
صداقتِ قلب میں لبتیک کے نعرے زبانوں پر

اسے ایک دفعہ مجوم ہوا تو آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا۔ کون مجھ پر جان دیتا ہے۔ زیاد ابنِ اسکنؓ اپنے ساتھ پانچ انصاری لے کر
اس خدمت کے لئے آگے بڑھے۔
(سیرت النبی)

بان شیر حملہ آوروں پر جا پڑے غازی
 گلے تیغوں کے اوپر رکھ دیئے جانیں فدا کر دیں
 اگرچہ جان قرباں ہو گئی ہر اک دلاور کی
 گریں آخر زمیں پر سُرخ رو لاشیں شہیدوں کی
 زیاد بن سکن میں اک ذرا سی جان باقی تھی
 اٹھالائے شہید ناز کو ایمائے ہادی پر
 شہادت کی طلب میں بے جگر ہو کر لڑے غازی
 خوشی سے قیمتیں جنسِ محبت کی ادا کر دیں
 صفیں لیکن الٹ ڈالیں ہجوم حملہ آور کی
 ستارے بن گئیں پیشانیوں نور آفریدوں کی
 تمنائے شہادت تشنہ دیدار ساقی تھی
 مقدر جاگ اٹھا جب کھ دیا سر پائے ہادی پر

کوئی دیکھے تو یہ معراج شیدائے محمد کا

کہ خواب ناز کو تکیہ ملا پائے محمد کا

خاص ذاتِ اقدس پر حملہ

ہویدا تھا نبی پر حال شیطانوں کی نیت کا
 رسول اللہ بیعت لے چکے تھے اہل ایمان سے
 مگر منظور تھا جو بھی تقاضا تھا مشیت کا
 کہ حق پر جان دیں گے منہ نہیں موڑیں گے میداں سے

۱۔ ایک ایک نے جان بازی سے لڑ کر جانیں فدا کر دیں۔ (سیرت النبی)

۲۔ زیاد بن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ان کا لاشہ لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے۔ کچھ کچھ جان باقی تھی، قدموں پر منہ رکھ دیا۔ اور اسی حالت میں جان سے دی۔ (سیرت النبی)

۳۔ آٹھ صحابہ کبار نے اس دُور حضرت کے ہاتھ پر نے کی بیعت کی تھی۔ مہاجرین میں سے حضرت علیؓ زبیرؓ طلحہؓ اور پانچ انصاریں سے حضرات بودجا، حارث بن صمد، جناب ابن المنذر، عامر بن ثابت اور سہیل بن حنیف مکران میں سے کسی کو موت نہ چھو سکی۔ (رشاد الحکمت)

جدہ بڑھتا تھا پیغمبر یہ قدموں پر نچھاور تھے
 تو گھیرے میں لیا ایک ایک کو دس دس سواروں نے
 کہ شمع نور سے جاں باز پروانے لگے چھٹنے
 یہ منظر دیکھ کر دل بڑھ گئے ان جاں نثاروں کے
 جہاں خندق کھدی تھی صاحبِ معراج کی خاطر
 اچانک چلتے چلتے پائے ملہم اک جبکہ ٹھہرے
 کہ جس پر فیصلہ تھا قسمتِ انسانِ شیطان کا
 بحدِ انتہا دے دی گئی شیطان کو آزادی
 ادھر تھا عالمِ باقی ادھر تھا عالمِ فانی
 درندوں کی طرح سے دوڑتا منہ پھاڑتا نکلا
 لبِ ناپاک سے گستاخ لافیں مارتا آیا
 اٹھائی تیغ اس شیطان نے ابلیس نے قوت سے
 ادھر پردہ میانِ نور و آتش ہو گیا حائل

لو میں غوطہ زن یہ بحرِ الفت کے ثناور تھے
 کیا حملہ جو اب بڑھ کر نبی کے جاں نثاروں نے
 قریشی فوج اس صورت سے اب پیچھے لگی ہٹنے
 تعاقب میں بڑھے سرکار بھی قریشی سواروں کے
 کھڑے تھے اک جبکہ وہ سازشی تالیج کی خاطر
 گڑھے اوپر سے تھے خس پوش اندر سے بہت گہرے
 مقدر تھا یہیں پر وہ تصادمِ کفر و ایماں کا
 کھڑا تھا امتحانِ زورِ باطل کے لئے ہادی
 دور ہے پر کھڑی تھی گردشِ تقدیرِ انسانی
 اچانک ابنِ قمیہ چنچتا چنگھاڑتا نکلا
 صفوں کو چیرتا، للکارتا، بنکارتا آیا
 مقابل اور مخاطب ہو کے سرکارِ نبوت سے
 ادھر یہ تیغ اٹھی، اٹھ کے گرنے پر ہوئی مائل

۱۔ ابنِ قمیہ نے آنحضرت کو دیکھا۔ پہچانا اور تیغ تول کر ایک بھر پورا ایسی حالت میں کیا کہ آپ دوسری طرف مصروف تھے ابنِ قمیہ کی تیغ کی جھلک دیکھتے ہی یکایک امّ عثمانہ نے آگے بڑھ کر یہ وار اپنی ذات پر لے لیا۔ (العادۃ العرب)

اُمّ عمارہ کی جاں نثاری

اچانک چھاگئی اک ہول کی چادر زمانے پر
یہ کس نے آگے گردن زیر تیغِ خونِ نشاں رکھ دی
وہی با حوصلہ شایان ہر مدح و ثنا بی بی
وہی نوری فرشتہ تھا کہ بالتعمیل آپہنچا
نبی پر وار ہوتا اس نے دیکھا دوڑ کر آئی
کیا تھا وار محبوبِ خدا پر بدقوارہ نے
جیہا کا معجزہ تھا جوشِ ایماں کی کرامت تھی
بڑھی اُمّ عمارہ لے کے تیغِ آبدار اس پر
یہ جرات دیکھ کر منہ ہو گیا تھا زرد کافر کا
عدو کو زخم خوردہ شیرنی کی شان دکھلا کر
شریکِ جنگ تھے اس کا پس بھی اس کا شوہر بھی

خدا جانے پڑی یہ ضرب کس ہستی کے شانے پر
یہ کس بندے نے بنیادِ بقائے جاوداں رکھ دی
وہی اُمّ عمارہ، ہاں وہی حق آشنا بی بی
نبی پر ڈھال بننے کو پر جبریل آپہنچا
اُدھر شمشیرِ حکمی، اس طرف یہ ڈھال لہرائی
مگر سرِ پیشِ قاتل رکھ دیا اُمّ عمارہ نے
کہ زہرِ تیغ کھا کر بھی وفازندہ سلامت تھی
کنے اس شیرزن نے پے پے دو تین اس پر
مگر ملفوف تھا آہن میں تن نامرد کافر کا
گری اللہ کی بندی بوجہِ ضعفِ غش کھا کر
یہ تیغیں تھیں خدا کی کھل ہے تھو ان کے جوہر بھی

لے اُمّ عمارہ کے کندھے پر زخم آیا اور غار پڑ گیا۔ اُمّ عمارہ نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دہری زہ پینے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئی۔
(سیرت النبی)

نگہباں تھی نگاہِ رحمتِ عالم ضعیفہ کی
یہ رنگِ زخمِ داری شاق تھا محبوبِ باری پر
کہ شاید ان وفا تھی جاں نثاری اس عقیفہ کی
عماۃ کا تعین کر دیا تیمارداری پر

دشمنوں کی سنگِ باری اور محبوبِ خدا کی زخمِ داری

وجودِ پاک جس نقطے پہ تھا اس وقت استادہ
سمٹ کر اک جگہ اب دشمنانِ آنجناب آئے
اگر چہ خاک کے پتلے تھے آتش تھی سرشت ان کی
یہ زہری سانپ نکلے بانہیوں سے ہیج بل کھاتے
یہ پتلے تھے ذمات کے یہ پیکر تھے شقاوت کے
یہ چاروں چار عنصر تھے جہنم کی حرارت کے
بھرے تھے جبولیوں میں ان کے پتھر سنگِ باری کو
فداخن کو کھماتے شور کرتے دوڑتے آئے
سیہ سختوں نے روئے مطلع الانوار کو تاکا
وہیں وہ سازشی ٹولی شرارت پر تھی آمادہ
ابنی و ابنِ قیہ، عُقبہ و ابنِ شہاب آئے
نگاہوں سے ہویدا ہو رہی تھی خوں زشت ان کی
ہو میں سنسناتے پھن اٹھاتے اور لہراتے
یہ رحمت کے مقابل میں مظاہر تھے عداوت کے
اٹھے تھے آج بطنِ ارض سے شعلے شرارت کے
نشانہ دُور سے کرنے لگے محبوبِ باری کو
وجودِ رحمۃ للعالمیں پر سنگِ برسائے
جمال آرائے عالم کے لب و رخسار کو تاکا

سہ آنحضرت نے اس کے بیٹے عمارہ کو بلایا اور فرمایا اپنی والدہ کی تیمارداری کرو۔ (رشادِ الحکمتہ)

زرہ تھی جسم اطہر پر، سراقہ کس پہ مغفرتھا
 برائے دیدہ و دل معرفت تھے جس کے نطائے
 کر دی ساعت تھی یہ آئینہ رخسارِ تاباں پر
 شکستہ ہو گئیں سبکِ دُرِ شہوار کی لڑیاں
 فلک تھا چشمِ استفسار اب کیا ہونے والا ہے؟
 طلسمِ رُبعِ سکوں ٹوٹتا معلوم ہوتا تھا
 محمدِ آخری امید تھی دُنیا سے حادث کی
 محمد ہی کی خاطر یہ بنائے زندگانی تھی
 لبِ دندان کہ تھے سب لائق دید و شنید اس کے
 زمیں پر پھول جس کے عکس تھے افلاک پر تارے
 وہ شانہ جو علمبردارِ اصلاح زمانہ تھا۔

مگر اس آفتابِ نور سے عالم منور تھا
 اسی آئینہ پر چاروں نے پتھر تاک کر مارے
 ادھر لب ہائے نازک پر ادھر دُر ہائے دندان کی
 دو پارا ہو گئے لب گرد گئیں رخسار میں کڑیاں
 زمیں کہتی تھی شاید حشر برپا ہونے والا ہے!
 یہ نازک آگینہ پھوٹتا معلوم ہوتا تھا
 اسی کی ذات تھی آماجگہ سنگِ حوادث کی
 اسی کو محو کرنے کی جہاں والوں نے ٹھانی تھی
 وہ لب زخمی وہ دندانِ مبارک تھے شہید اس کے
 نظر آتے تھے خون آلودہ وہ پُر نور رخسارے
 اسی پر ضرب آئی تھی وہی شانہ نشانہ تھا

۱۔ ابن شہاب نے آپ کی پیشانی خون آلود کر دی۔ عقبہ بن وقاص نے تارہ توڑ چار پتھر کھینچ کھینچ کر مارے جن سے آپ کے سامنے کے نیچے والے دودانتوں میں سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا اور نیچے کا ہونٹ پھٹ گیا۔ ابن قتیہ نے رخسارِ مبارک کو زخمی کیا اور خود کی دو کڑیاں اندر گھس گئیں۔
 ۲۔ شانے کا زخم ایک مہینے سے زیادہ عرصے تک رہا۔
 (خاتم المرسلین)
 (رشاد الحکمتہ)

یہ بارش پتھروں کی اور اس کا تاج پشانی
ادھر تھی پستی فطرت ادھر معراج انسانی
مجاہ گرم سے اب بھی نہ چاروں پر نظر ڈالی
نبیؐ نے عرشِ اعظم کے اشاروں پر نظر ڈالی

دشمنوں کے وار اور نبیؐ کی دعائیں

اگرچہ ان میں ہر اک در پئے جان پیر تھا
جنوں سب سے زیادہ ابنِ قمیہ ہی کے سر پر تھا
پس پشت آ کے بد باطن نے تو لاتیخِ عرماں کو
کہ زخمی اور غافل اس نے جانا تو عرفاں کو
وہیں راہب کی کھدوائی ہوئی پوشیدہ خندق تھی
نہیں خندق تھی صدی کی شدت سے زمیں شق تھی
جونہی یہ کھینچ کر سرکار پر تیغ دو دم آیا
وہیں ملہم کا اس خس پوش خندق پر قدم آیا
گڑھا کھودا گیا تھا جان لینے کے ارادوں سے
مگر وجہ حفاظت بن گیا ان بد نہادوں سے
یہاں بھی گاڑ رکھی تھیں سنائیں نیزہ و خنجر
ہووا مجروح ان سے بھی وجود پاکِ پیغمبر
یہ جو کچھ بھی ہوا ایسا سیرج و ناگمانی تھا
زمانہ یہ نہ سمجھا آج باقی تھا کہ فانی تھا

ہدف تھی اس طرح جانِ دو عالم چہرہ دستی کی
کہ چلتے چلتے نبضیں رگ گئیں دنیاے ہستی کی

۱۔ ابنِ قمیہ نے رخسارے پر پتھر مارا، ساتھ ہی تلوار کا وار کیا۔ اس وقت آنحضرتؐ ان گڑھوں میں سے ایک میں ہو رہے جو ابوعامر نے رات کو کھدوائے تھے۔
(رشاد الحکمتہ)

فلک پر مہر آزرده، زمیں پر گل فسرده تھے	جیسے رخسار لب دندانِ شانہ زخم خوردہ تھے
اگرچہ زانوؤں پر زخم، ضربیں ساق پر آئیں	دُعائیں ہی زبانِ مصدرِ اخلاق پر آئیں
رباعیہ شکستہ تھی لبوں سے خون بہتا تھا	دُعائے خیر کرتا تھا محمد اور کہتا تھا
کہ "اے پروردگاہ، آمرزگار ان کو معافی دے!	نہ کر ان کی خطاؤں کا شمار ان کو معافی دے!
نہیں ابھری ابھی یہ قوم جاہل اپنی پستی سے	خداوند ایہ بندے بے خبر ہیں اپنی بستی سے
نہ دیکھ ان کے عمل اپنے کرم ہی پر نظر فرما	الہی بخش دے ان کو، الہی درگزر فرما

رفیقانِ نبوت

یہ نازک وقت آخر مل گیا انسان کے سر سے	جہانِ زندگی قائم رہا لطفِ پیمبر سے
نبی کے جاں نثار اب تک گھرے تھے فوج کے اندر	نظر آتی تھیں یہ تعین رواں ہر موج کے اندر
ادھر یہ سانحہ گذرا، ادھر ان کے قدم پلٹے	اسی خندق کی جانب یک بیک عالی ہم پلٹے
جو نہی آیا وجودِ صاحبِ لولاک خندق میں	وہیں اترے جنابِ بوترابِ پاک خندق میں

۱۔ دونوں رانیں مضروب و مجروح ہو گئیں، ساقِ مبارک پر زخم آئے۔ (تاریخ العمران)

۲۔ رباعیہ، ثنایا اور انیاب کے بیچ کے چار دانت۔ ان میں سے ایک دانت نیچے کا شہید ہو گیا۔ (تاریخ العمران)

۳۔ اکی زبان پر یہ الفاظ تھے "رب اغفر قومی فانہم لا یعلمون" اے خدا میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ بے خبر ہیں (سیرت النبی)

ابوبکرؓ و عمرؓ پہنچے عبیدہؓ بھی ادھر آئے
 علیؓ کے ساتھ ہی طلحہؓ بھی خندق میں اتر آئے
 زمیں مدہوش تھی بھولا تھا گردش گنبد گرداں
 بدست سرور کونین تھا دست شہ مرداں
 تہنابِ طلحہ کے بازو سہارا دیتے جاتے تھے
 ید اللہ رفعتِ صد عرش کو اوپر اٹھاتے تھے
 وہ رشکِ ماہِ کنعاں جب نکل کر چاہ سے آیا
 زمانہ ہوش میں آوازِ بسم اللہ سے آیا
 لیا جھڑپ میں پھر اپنے نبیؐ کو جاں نثاروں نے
 بگردِ ماہِ اکِ ہالابناڈ الا ستاروں نے
 بجانِ دسوحِ مشتاقاں بہت نازک تھیں یہ گھریاں
 کہ رخسارے میں جم کر رہ گئیں تھیں خود کی کرپاں

لبوں پر ضرب تھی دُر ہائے دندان بھی شکستہ تھے

زبانِ الحمد کہتی تھی دہانِ زخم بستہ تھے

شہادت کی ارزانی

صحابہ ہر طرف سے جمع ہو کر جب ادھر آئے
 تو پھر چاروں طرف سے دشمنوں نے تیر ریسائے
 فداکاروں نے حلقہ باندھ کر گرد اپنے ہادی کے
 عیاں فرمادیتے جو ہر گبِ عالی نہادی کے

۱۔ حضرت علیؓ نے فوراً ہاتھ پکڑ کے اور طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو اس گڑھے سے باہر آنے میں مدد دی (فاتح المرسلین)
 ۲۔ جاں نثاروں نے آپ کو دائرے میں لے لیا۔ (سیرت النبی)

عمارہ بن گئے تکیہ پناہ ہر دو عالم کا
 سرِ طلحہ تھا ہر کھنچتی ہوئی شمشیر کے آگے
 نبی سرمایہ عرفاں تھا جانیں تھیں نثار اس پر
 دئے دیتے تھے جاں پروانہ وار اس پر یہ فرزند نے
 خدا کے دوست اعدائے نبی سے اس قدر کم تھے
 مگر بڑھتے چلے جاتے تھے ارمان شہادت میں
 یہ وہ تھے جن کو جان و مال سے ایمان پیارا تھا

شہادت مل گئی پایا جو پایا عرشِ اعظم کا
 پسر تھا بود جانہ کا جگر ہر تیر کے آگے
 خزانہ تھا کہ پرے سے رہی تھی ذوالفقار اس پر
 بھلا اس رنگ سے کب شمع پر جلتے ہیں پروانے
 کہ آٹے میں نمک تھے یا بروئے برگ شبنم تھے
 شہادت جلوہ گر تھی ان کے سیمائے سعادت میں
 محمد ہی جنہیں دونوں جہانوں کا سہارا تھا

خالد کی حیرت

بہت ہی تنگ تھا میداں صحابہ کی شجاعت پر
 مسلمانوں کا ہادی اب بجال زخم داری تھا
 ہزاروں کا تھا دھاوا ایک چھوٹی سی جماعت پر
 تھاک عورت کے ہاتھوں میں علم فوج قریشی کا
 زمیں سہمی ہوئی تھی آسماں پر ہول طاری تھا
 بڑھا تھا اور اس منظر سے دم فوج قریشی کا

۱۷ عمارہ بن زیاد پر اپنے قدم مبارک کا تکیہ لگا دیا۔ ان کے چودہ زخم لگے تھے اور وہ شہید ہو گئے تھے (رشاد الحکمتہ)

۱۸ حضرت طلحہ کے سر پر کسی نے تلوار ماری عین اس حالت میں کہ وہ رسول کی حفاظت کر رہے تھے (تاریخ العمران)

۱۹ ابودجانہ جھک کر سپر بن گئے۔ اب جو تیر آتے تھے ان کی پیٹھ پر آتے تھے۔ (سیرت النبی)

اُدھر فرضِ نمازِ ظہر کا ہنگام آیا تھا
 تیممِ خاک سے کر کے لہو سے با وضو ہو کر
 مگر خالد کہ تھا محفوظ اپنی فتحمندی سے
 جہاں برچھپوں کے پھل آتے ہی گر جاتے تھے سینوں میں
 جہاں لُوق و دُبل کا شور و غل تھا جہاں بھجے تھے
 جہاں ناحق نے حق کو محو کر دینے کی ٹھانی تھی
 جہاں اللہ والوں پر تھے نرغے فوجِ شیطان کے
 جہاں اک سمت تھی گالی گلوچ اک سمت تکبیریا
 جہاں دھرتی کے سینے پر تھی مارا مار گھوڑوں کی
 جہاں باطل سپہ سالارِ ابنوہ بہائم تھا

اُدھر رُوئے زمیں پر ابرِ لالہ فام چھایا تھا
 جہاں بھی تھے مُسماں جھکے تھے قبلہ رُو ہو کر
 یہ منظر دیکھتا تھا آج گھوٹے کی بلندی سے
 جہاں وزن کئے جاتے تھے ہستی کے سفینوں میں
 جہاں بجلی چمکتی تھی جہاں بادل گرجتے تھے
 جہاں اک سمت تھی نوبت ایک جانب زندگانی تھی
 مقابل میں میں اشارت تھے اک اک مُسماں کے
 جہاں اک سمت ڈھالیں بھی تھیں اک سمت شمشیریا
 جہاں ٹاپیں سُموں کی تھیں جہاں بھٹکار کوروں کی
 جہاں حق باوجود قلتِ تعداد قائم تھا

جہاں کھنچتی تھی ہر شمشیر ہر خنجر کشیدہ تھا

وہیں اک سر باطمینان سجدے میں خمیدہ تھا

یہی سر اس جہاں میں پرسکون معلوم ہوتا تھا
 جہاں قاتل نگاہوں کی لگی تھیں ہر طرف گھاتیں
 فلک اس سر کے آگے سرنگوں معلوم ہوتا تھا
 وہیں ہوتی تھیں باہم ساجد و مسجود میں باتیں

نہ دیکھا تھا یقین و صدق کا یہ پاک نظارا
 محمد کے خلاف اپنی یہ گیر و دار ہے خالد!
 لو سے تر ہے رُخ ہمزوب ہیں دندان و لب اس کے
 یہ اطمینان خالی از صداقت ہو نہیں سکتا!
 شکست و انتشار و بے سرو سامانی و قلت
 پیغمبر کے سوا یہ ضبط و اطمینان ناممکن!
 کسی انساں میں خالد نے کمال ایسا نہ پایا تھا
 کبھی نامِ خدائے لایزال آیا نہ تھا دل میں
 کھڑی تھی زندگانی کفر و ایماں کے دو راہے پہ
 خدا والوں کو دی جس نے شکست اب خود شکستہ تھا
 نبی کی تیغ سے مذبوح ہو کر رہ گیا خالد!
 نوشتے میں مگر کچھ گم رہی کا دور باقی تھا
 دلِ خالد مچکارا کس سے ہو تم معرکہ آرا؟
 محمد کو نہیں پروا یہ کیا اسرار ہے خالد!
 مگر اٹھتے ہیں بہر خیر ہی دستِ طلب اس کے
 کسی دُنیا طلب میں ہو یہ طاقت، ہو نہیں سکتا!
 یہ سب کچھ ہی، مگر قائم ہیں پائے ہادی ملت
 بشر کتنا بھی صابر ہو، مگر یہ شان ناممکن!
 جمال ایسا نہ دیکھا تھا، جلال ایسا نہ پایا تھا
 سوال آیا نہ تھا لب پر خیال آیا نہ تھا دل میں
 ادھر تھی عظمتِ قومی، ادھر تصدیقِ پیغمبر
 گسہ کفر سے تھا آج دلِ ایماں سے بے تھا
 ادھر فاتحِ ادھر مفتوح ہو کر رہ گیا خالد!
 پئے اظہارِ ایماں غور کرنا اور باقی تھا

تلاطمِ پیدلوں میں اور خُشیش تھی رسالوں میں

مگر خالد اُلجھ کر رہ گیا تھا ان خیالوں میں

انتہائی کشمکش

نظر خورشیدِ عالمتاب کی رُوئے زمیں پر تھی
 گھٹائیں کفر کی الجھی ہوئی تھیں نورِ ایماں سے
 جھلکتا تھا شہیدوں کا لہو اس طرح میدان میں
 مسلمان بے سرو ساماں تھے اور تعداد میں تھوڑے
 یمِ کثرت نے وحدت کو بہا دینے کی ٹھانی تھی
 جھلک اٹھتے ہیں کالی بدلیوں میں جس طرح تارک
 یہ گویا ایک دریا تھا بھنور تھے جا بجا اس میں
 بنے تھے چار جانب ڈارے سولڑنے والوں کے
 صحابہ مرکزی نقطے تھے ان مہمک دوار کے
 کہ جس سے روشنی ملتی تھی وہ صورتِ ہمیں پر تھی
 اُحد کے سنگریزے سُرخ تھے خونِ شہیداں سے
 شفق چھولی ہوئی ہو جس طرح روزِ درخشاں میں
 مقابل میں ہزاروں کا ہجوم اور سینکڑوں گھوڑے
 زمانے سے نشانِ حق مٹا دینے کی ٹھانی تھی
 ہجومِ کفر میں تھے اس طرح اللہ کے پیارے
 شناور کو نکلنے کا کوئی رستا نہ تھا اس میں
 کہیں پیدل کہیں اسوار تھے قرشی رسالوں کے
 اٹھے تھے اسلحہ جیسے قفس ہو گردِ طائر کے

سمٹتے، پھیلتے، بڑھتے ہوئے گھٹتے ہوئے حلقے

اُبھرتے، بیٹھتے، ملتے ہوئے پھٹتے ہوئے حلقے

باب دہم

خاتمہ جنگِ اُحد

قریش کی بے دلی

دکھائی استقامتِ حق نے باطل گھٹ چلا آخر
 ڈھلا جاتا تھا سورجِ عصر کا ہنگام آیا تھا
 مسلمانوں کے استقلال سے تھا اس کو اندیشہ
 عجب ان کے ارادے ہیں عجیب ان کے عزائم ہیں
 کثیر افرادِ قریشی فوج میں اب زخم خوردہ تھے
 غنیمتِ جان کر اس عارضی غلبے کی صورت کو
 کیا رخِ افسروں کے ساتھ اک اُونچے سیٹیلے کا
 ہجومِ فوجِ قریشی ہو کے بیدل ہٹ چلا آخر
 ابوسفیاں کے دل پر خوف نے سگہ جمایا تھا
 سمجھتا تھا محمد کے صحابہ ہیں وفا پیشہ
 مسلمان باوجودِ قلتِ تعداد قائم ہیں
 لڑائی ختم ہونے میں نہ آتی تھی، فسردہ تھے
 ہٹایا معرکے سے اُس نے فوجِ بد مہورت کو
 کہ باہم مشورہ کر لیں کسی آئندہ حیلے کا

۱۔ اب ابوسفیان اور چند مشرکین ایک اونچی چٹان پر چڑھے۔ (خاتمہ المرسلین)

بڑھے سرکار والا دارے میں جاں نثاروں کے
 ہوا ارشاد مہلت دو نہ ان کو حفظ شوکت کی
 یسٹن کر اک جماعت کو عمر لے کر بڑھے آگے
 بحال زخم داری دامنوں پر کو ہساروں کے
 بلندی تو نہیں ہے شان اہل شرک و بدعت کی
 کیا حملہ تو ٹیلا چھوڑ کر سب مشرکس بھاگے

ابی ابن خلف شان نبوت سے طالب جنگ

قریش اب ہار کر خالی کئے جاتے تھے وادی کو
 اسی عالم میں گھوڑے پر ابی ابن خلف نکلا
 یہ حصہ لے چکا تھا اس سے پہلے سنگباری میں
 نظر آئے جو اس کو زخم خوردہ ہادی دوران
 یہ گویا انتہا تھی آج ابلیسی شرارت کی
 جبل کی سمت راجع تھے صحابہ لے کے ہادی کو
 نبی سے جنگ کرنے کی طلب میں ناخلف نکلا
 تھا اس کا ہاتھ بھی شامل نبی کی زخم داری میں
 خیال آیا کہ اب قتل محمد ہے بہت آساں
 نبی سے دُوبدو لڑنے کو نکلا، یہ جسارت کی

(العادة العرب)

۱۰ آنحضرت بحال زخم داری بلندی پر چڑھے۔

۱۱ آپ نے فرمایا ان لوگوں کی تو یہ شان نہ ہونی چاہئے اشارہ پاتے ہی حضرت عمرؓ اور چند جاں نثاروں نے حملہ کر دیا۔

(خاتم المرسلین)

انہیں اس چٹان پر سے مار کے ہٹایا۔ اور خود اس بلندی پر قابض ہو گئے۔

۱۲ رسول اللہ صلم اپنی جماعت کے دائرے میں بحال زخم داری جبل کی طرف راجع تھے کہ ابی ابن خلف گھوڑے پر سوار بھلا

(ارشاد الحکیم)

تانے ہوئے نبی کا نام لے کر لپکارتا ہوا آیا۔

گستاخانہ پیغام

ابنِ ابنِ خلف کے ہاتھ میں لمبا سا بھالا تھا
 خریدی تھی نہایت شوق سے مرگِ دام اس نے
 کہ میرے پاس اک مضبوط اور مربوط بھالا ہے
 مے پاس ایک گھوڑا ہے جسے محنت سے پالا ہے
 کیا کرتا ہوں جانِ دل سے خدمتِ اہلِ تازی کی
 اسی دن کے لئے گھوڑا بھی اس کافر نے پالا تھا
 رسول اللہ کو بھیجا تھا پہلے سے پیام اس نے
 پھل اس بھالے کا میں نے اپنے ہاتھوں ہی کھالا ہے
 یہ گھوڑا اپنی اصل و نسل میں سب سے نرالا ہے
 بٹے زوروں سے کی ہے مشق میں نے نیزہ بازی کی

تمنا ہے کہ اس گھوڑے پہ چڑھ کر تان کر بھالا

کروں اک روز استقبالِ جانِ حضرتِ والا

آنحضرت کی پیش گوئی

رسول اللہ یہ پیغام سن کر مسکرائے تھے لبِ سرکار پر اس وقت یہ الفاظ آئے تھے

اے بعدِ معرکہ بدر ابی ابنِ خلف اپنے بیٹے کو فدیہ دے کر مارا کرنے آیا تو کہنے لگا میری سواری میں ایک اسیل اور تیز گھوڑا ہے
 اور میں نیزہ بازی کی مشق کیا کرتا ہوں۔ تاکہ اس پر سوار ہو کر نیزے سے آپ کو قتل کروں۔ رسول اللہ نے فرمایا۔
 بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ حالانکہ تو اسی گھوڑے پر سوار ہوگا۔ انشاء اللہ۔ (رشادِ الحکمت)
 بعض روایات میں ہے کہ یہ بات اس نے مکے سے کھلا بھیجی تھی اور آنحضرت نے مینے میں جواب دیا تھا۔ (تاریخ العمران)

کہ ہاں شاید یہی ہے مرضی باری تعالیٰ بھی
 اسی گھوڑے پہ تو ہو تیرے قبضے میں یہ بجالا بھی
 دریاں حالیکہ تو ہو گا سوار اپنے ہی گھوڑے پر
 اسی بجالے سے تجھ کو قتل کر ڈالے گا پیغمبرؐ

صحابہ کا رسول کی بجائے نکلنے پر اصرار

غرض شیطان نے اگسایا جو اس کی فطرت بد کو
 پکارا میں طلب کرتا ہوں میدان میں محمدؐ کو
 مجھے مطلوب ہے حضرت کریں ایفا یہاں وعدہ
 کہ باہم ہو چکا ہے میرے اُن کے درمیاں وعدہ
 میں اس میدان سے اوروں کی طرح خالی نہ جاؤں گا
 پیغمبرؐ کو ہدف خوریز بجالے کا بناؤں گا
 وہ زندہ رہ گئے تو زندگی میری نہیں باقی
 کہاں شیطان؟ اگر ہے رحمۃ اللعلیں باقی!
 غرض اس طرح اس رہزن نے بڑھ کر راستہ روکا
 پکارا نام لے کر اور رسول اللہؐ کو ٹوکا
 سخا طب نام نامی سے کیا جس دم سوالی نے
 توجہ منعطف کی اس طرف سرکارِ عالی نے
 فداکاروں نے چاہا بڑھ کے اس کے سامنے جا
 رسول اللہؐ کیوں اس کے لئے تکلیف فرمائیں
 گذارش کی غلاموں میں سے دے کوئی جواب اس کو
 وجود پاک تک آنے نہ دیں عالی جناب اس کو
 جیس زخمی شکستہ ہیں درِ شہوار کی لڑیاں
 ابھی سپوتہ رخصائے میں ہیں فولاد کی کڑیاں
 ابھی عمدہ براہونا ہے اس کار مبارک سے
 یہ کڑیاں کھینچنا لازم ہیں رخصا مبارک سے

رخ و شانہ پہ گہرے زخم ہیں ماہِ تمامی کے مقابل ہوں نہ ایسے حال میں اس فردِ عامی کے

نبی بہ نفسِ نفیسِ دشمن کے مقابل

صحابہ عرض کرتے ہی رہے تاحدِ گویائی
ہو ارشاد ذاتِ حق تو انا اور غالب ہے
یہ فرما کر قدم آگے بڑھائے جانبِ دشمن
کوئی ہتھیار بھی دستِ مبارک میں نہ تھا اس دم
جیس، رخسارِ لب، دندان و شانہ خون آلودہ
براق و زرف و دلدل مہیا اور وہ پیدل!
ادھر وہ ناخلف گتلیخ تھا اسوار گھوڑے پر
مگر سرکار نے یہ بات نامنتظر فرمائی
یہ دشمن کوئی ہو لیکن محمد ہی کا طالب ہے
ہو اب پیکرِ تشویش ہر وہاب تہ دامن
رفیقوں ہی کو سب کچھ دے چکے تھے ہادی اکرم
جراحت ساق و زانو پر مگر وہ راہِ پیوودہ
خدائی بھر کا جزو و کل مہیا اور وہ پیدل!
سلیح، استعداد، آمادہ و تیار گھوڑے پر

کیا شیطان ابنِ خلف کی شکل میں تھا

پناہِ نوعِ انساں کے مقابل ایک انساں تھا نہیں انساں نہ تھا اس شکل میں خمد آپ شیطان تھا

۱۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ اجازت ہو تو ہم میں سے کوئی اس کا جواب دے لیکن حضرت نے انکار کیا۔ (ارشادِ حکیمہ)
۲۔ آنحضرتؐ نفسِ نفیسِ ابی کو جواب دینے کے لئے بڑھے بجالیکہ آپ انتہا کے زخمی تھے۔ (تاریخ العمران)

وہی ناری فرشتہ رانڈہ دربارِ سرکاری
 محمدی کا جلوہ نور تھا سیمائے آدم کا
 عیاں کرتا نہ رنگ ابلیس اپنی فطرت بد کا
 محمدی کی ذاتِ پاک سے اس کو خصومت تھی
 محمدی سے اس کو جنگ تھی مطلوب عالم میں
 ظہورِ مصطفیٰ نے دہریں جب نور باری کی
 نظر آیا شکستہ جب طلسمِ فتنہ اندازی
 کوئی صورت نہ پائی جب علی الرعم رسول اُس نے
 فرشتے دم بخود جبریل بھی حیرت سے مکتا تھا
 سنانِ نیزہ ابلیس ناگن کی طرح لپکی
 نگاہِ فرش اٹھی بتیاب ہو کر عرش کی جانب
 تصور نے جہانِ زلیست کو زیر و زبر پایا
 قریبِ سینہ بے کیتہ جب نوکِ سناں آئی
 تخیر میں تھا خود اعجازِ اعجاز رسالت سے

ازل میں جو ہوا تھا سجدہ آدم سے انکاری
 حقیقت میں وہ دشمن تھا اسی نورِ محبت کا
 اگر خطرہ نہ ہوتا اس کو تخلیقِ محمد کا
 محمدی سے اندیشے میں شیطانی حکومت تھی
 محمدی تھا اک اللہ کا محبوب عالم میں
 رخِ آفاق سے چھٹنے لگی انسان کی تاریکی
 تو میدانِ اُحد میں اُس نے کھیلی آخری بازی
 کیا ابنِ خلف کے پیکرِ بد میں حلول اس نے
 بغیرِ اذنِ عالی کوئی بھی کچھ کرنے سکتا تھا
 بنائے چرخِ تھرائی، پلاکِ خورشید کی جھپکی
 نگاہِ عرش بھی لیکن جھکی تھی فرش کی جانب
 حقیقت کو مگر اک اور ہی عالم نظر آیا
 بنانِ نیزہ پر دستِ نبی نے دسترس پائی
 کہ نیزہ آپ نے چھینا عدو سے پُر ضلالت سے

یہ مشاقی تھی یا اعجاز یا زورِ انامل تھا
 نظر آیا جو تازہ مُعجزہ سرکارِ عالی کا
 اسی نیزے کو لے کر آپ نے سُوئے عدو دیکھا
 چڑھی تھیں پاکھڑیں فولاد کی دیوزاد گھوٹے پر
 بڑی سی ایک اہرن تھی بڑی سی ایک اہرن پر
 صحابہ چپے تھے، لیکن تھی بہت بے چین دل ان کے
 نبی زخمی، مقابل میں تھا اک شیطان آہن کا
 مگر اب نبضِ ہستی کو ابھارا دستِ ہادی نے
 کچوکا سا دیا جس دم عجب صورت نظر آئی
 فضا اک پیخ کی آوازِ ہدیت ناک سے گونجی
 گرا ابنِ خلف گھوٹے سے فرشِ خاک کے اوپر
 زمیں پر بیل کے مانند ڈکرانے لگاناری

کہ اب نیزہ بدست و قبضہ انسانِ کامل تھا
 پلٹ کر پھر رخ ہستی پہ رنگ آیا بجالی کا
 تن ابنِ خلف کو غرقِ آہن موبہ موبو دیکھا
 چٹانوں کا گماں ہوتا تھا ہدیت ناک جوڑے پر
 کہ اک دیو سیہ بیٹھا ہوا تھا کوہِ آہن پر
 دھڑکتے تھے بجائے سرورِ کونین دل ان کے
 بجز آہن کوئی حصہ نظر آتا نہ تھا تن کا
 کیا نیزے کا ہلکا سا اشار دستِ ہادی نے
 اتنی نیزے کی دشمن کے گلو سے جا کے ٹکرانی
 لبِ ناپاک سے یا آہنی پوشاک سے گونجی
 طمانیت کی سُرخ چھا گئی افلاک کے اوپر
 ہوئی باطل کے گھر میں ماتمِ شیطان کی تیاری

۱۷ ابی بن خلف نے آپ پر نیزے کا دار کرنے کی جرأت کی مگر آپ نے ہتھیار اس کے ہاتھ سے چھین کر اس پر ارکبیا (خاتم المرسلین)
 ۱۸ حضرت نے اسی حربہ سے اُبی کی گردن میں ایسی اتنی ماری کہ وہ گھوڑے سے گرا۔ (رشاد الحکمتہ)
 ۱۹ وہ بیل کی طرح ڈکارتا تھا اور داد ملتا کرتا تھا۔ (تاریخ العبران)

بحال وجد، عرش و فرش و افلاک زمیں مجھوے
 مجھے جبریل نازل آ کے دستِ شاہِ دیں چھوے
 صحابہ کے دہن پر نعرہ تھا اللہ اکبر کا
 خدانے بول بالا کر دیا اپنے پیمبر کا

ابنِ خلف کی نگاہِ واپس

اٹھایا آ کے اس سبل کو اَنُحْوَانُ الشَّيَاطِينِ نے
 وہ اس کو لے چلے کرتار ہا وہ ہائے و اوایلا
 قریشی فوج والے آ کے سمجھانے لگے اس کو
 کما ننھی سی معمولی خراش آئی ہے گردن پر
 نہ جانے اس فغان و آہ و زاری کا سبب کیا ہے
 یقین رکھو ابئی اس زخم سے تم مر نہ جاؤ گے
 یس کر اس نے کھولیں مُردنی چھائی ہوئی آنکھیں
 جسے ہلکا سا اک چرکہ دیا تھا سرورِ دین نے
 یہ واویلا اُحد کی وادیوں میں دُور تک پھیلا
 تسلی دینے اور ہنس ہنس کے بہلانے لگے اس کو
 نہ کوئی زخم سینے پر نہ کوئی ضرب ہے تن پر
 تم اتنا چنختے ہو دلفگاری کا سبب کیا ہے
 ابھی دو دن میں اچھے ہو کے پھر اڑنے کو آؤ گے
 غضب پر ہول تھیں بے نور پھرائی ہوئی آنکھیں

۱۔ اشارہ ہے اس پیشگوئی کی طرف جو حضرت نے اس کا پیغامِ جنگ پا کر فرمائی تھی یعنی انشاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کر دوں گا۔
 ۲۔ اس کے اس طرح چینیچنے چلانے پر تعجب کرتے تھے۔ اٹھانے لئے جاتے تھے اور اس کو تسلیاں دیتے تھے کہ تم کو کوئی گزند نہیں، یہ ضرب بالکل معمولی ہے اور تم جلد اچھے ہو جاؤ گے اور اپنا بدلہ لو گے۔ (تاریخ العمران)

کہا اُسے دوستوں کے لات و عزیٰ کے پرتارو! قسم ہے لات و عزیٰ ہی کی مجھ کو اے مرے یارو
 اگر قوم قریشی اس لڑائی سے نہ باز آئی یہی صورت اگر درپیش اہل ذی المجاز آئی
 وہ جس نے مجھ کو مارا ہے اگر اس نے تمہیں مارا نہ پائے گا کوئی مرگِ دوامی کے سوا چارہ
 نہیں تم دیکھتے کیسا زمانہ آتا جاتا ہے وہ اب اک اک قدم پر عجز سے دکھلاتا جاتا ہے
 یہ حربہ اور مری حالت مقامِ غور ہے یارو! تم اس کو اور کچھ سمجھے ہو وہ کچھ اور ہے یارو

یہ کہہ کر چرخ ماری اور گردن اس نے ڈھلکا دی

مجھکی سوتے زمیں آخر یہ فرودی و شدادی

سمایا ہول سینوں میں گھروں کو اہل کہیں بھاگے اسی گھوڑے پہ لا دا اس لعین کو اور لعین بھاگے
 اٹھا کر لے گئی شیطان کو شیطان کی ڈرت ابھی تک ضربِ حق کی وہ نہ سمجھے تھے اہمیت
 وہ سمجھے تھے علاج اس زخمِ معمولی کا آساں ہے خبر کیا تھی یہ جسمِ اہرن پر ضربِ یزداں ہے
 یہ زخم اک نقش تھا شیطان کی مرگِ دوامی کا گلا کاٹا تھا حریت نے انسانی غلامی کا

۱۰ اُس نے کہا۔ لات و عزیٰ کی قسم جس شخص نے مجھ کو ضرب لگائی ہے اگر اسی طرح وہ کل اہل ذی المجاز کے ساتھ کرے گا

تو تم سب مائے جاؤ گے۔ ذی المجاز منا میں ایک مقام ہے کہ ابی ابن خلف وہیں رہتا تھا۔ (رشاد الحکمتہ)

۱۱ اُس نے کہا کیا اُس نے پہلے سے نہیں کہہ دیا تھا کہ وہ مجھ کو اسی گھوڑے پر قتل کرے گا۔ (رشاد الحکمتہ)

۱۲ ابی ابن خلف اس زخم سے راہیں مر گیا اور یہی ایک بد نصیب تھا جو خود اس حضرت کے دست مبارک سے چرکا کھا کر مرا۔ (بیان صحیح)

ابن حمید اور حضرت ابو دجانہ

ادھر سرکارِ والا پھر ہوتے راجع بلندی کے
فداکاروں نے بھی امروز کاری زخم کھائے تھے
قریشی ٹولیاں بھاگی چلی جاتی تھیں میدان سے
مگر ابن حمید اک پہلواں تھا سخت غصے میں
جبل پر چڑھ رہا تھا اس گھڑی اسلام کا ہادی
صدادی، یا محمد آپ اگر رہ جائیں گے زندہ
رہی باقی نہ تاب ضبط قلبِ ابو دجانہ میں
کہا میری طرف آئے اب مجھ سے مخاطب ہوں
یا ہے تو نے جس کا نام ارفع ہے مقام اُس کا

ارادے تھے جہاں اب زخیموں کی زخم بندی کے
مگر تھیں ہمتیں عالی نبی نے دل بڑھائے تھے
کہ ان کے قلب زخمی ہو چکے تھے زخمِ شیطان سے
بڑھا سونے رسول اللہ یہ بد سجت غصے میں
کہ آیا دوڑ کر یہ دوسرا شیطان کا امدادی
تو قریشی عورتیں مجھ کو کریں گی سخت شرمندہ
نظر آیا انہیں کافر غرور کافرانہ میں
کے کس منہ سے کرتا ہے طلب مجھ سے مخاطب ہوں
بہت کافی ہے تیری گوشمالی کو غلام اُس کا

۱۷ عبد اللہ بن حمید اُسدی جو اپنی شجاعت کی وجہ سے اُسدی قریش کہلاتا تھا۔ یہ بھی رسول اللہ کو قتل کر دینے کی قسم کھانے والوں میں شامل تھا۔
(خاتم المرسلین)

۱۸ ابن حمید اُسدی گھوڑے کو دوڑاتا ہوا عین اس وقت جب رسول مقبول جبل پر صعود کر رہے تھے۔ آیا اور پکارتا تھا کہ مجھے بتاؤ محمد کہاں ہے تاکہ میں اُس کو قتل کروں۔
(رشاد الحکمت)

۱۹ حضرت ابو دجانہ کو تاب نہ رہی۔ دوڑ کر اس کے مقابل ہوئے اور فرمایا اس شخص سے مقابلہ کرو جو محمد کے لئے اپنی جان فدا کرتا ہے۔
(رشاد الحکمت)

یہ کہہ کر بُودِ جانہ جا پڑے تمثالِ شیر اس پر
 نہیں کی حملہ کرنے میں ذرا غازی نے دیر اس پر
 نبی کی تیغ کا سایہ نہ بد اعمال پر ڈالا
 دبوچا اور گرایا اور بسیرت ذبح کر ڈالا
 یہ کام انجام دے کر برق آسا ایک ساعت میں
 جنابِ بُودِ جانہ جا ملے اپنی جماعت میں

نبی کے رخسارِ مبارک میں حمی ہوئی کڑیاں

فرازِ کوہ کی جانب چلے جاتے تھے اب غازی
 تھکن غالب نظر آتی تھی ان پر بعدِ جانبازی
 نبی کا عزم استقلال ان کا دل بڑھاتا تھا
 سہارا عشق کا سب کو سہارا دیتا جاتا تھا
 بالآخر اک چٹان اس راستے میں ہو گئی حائل
 وجودِ پاک لیکن تھا بلندی کی طرف مائل
 جنابِ طلحہ جھک کر بن گئے اس بامِ کا زینہ
 چڑھا اس طرح اوجِ کوہ پر عرفاں کا گنجینہ
 یہاں کھینچی گئیں رخسار سے فولاد کی کڑیاں
 کھینچنے سے فولاد کی کڑیاں
 یہ کڑیاں حمی گئی تھیں اس طرح رخسارِ انور میں
 کہ تھا یہ مسئلہ نازکِ محبانِ پیمبر میں

۱۔ حضرت بُودِ جانہ نے حمید کو گھوڑے سے دبوچ لیا اور پچھاڑا اور جس طرح بکری ذبح کرتے ہیں ذبح کر ڈالا۔ (تاریخ العرمان)

(سیرت النبوی)

۲۔ رسول اللہ ثابت قدموں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔

ادھر آنکھیں ادھر آئینہ رخسار تاباں تھا یہ کڑیاں کس طرح کاٹیں ہر اک جانبا زحیراں تھا
مگر کھینچا انہیں دانتوں میں لے کر بو عبیدہ نے
نچھا اور کر دینے دانتوں کے گوہر بو عبیدہ نے

نزولِ آیہ اور رسول کا ارشاد

لب و رخسار سے اس وقت دھاڑوں خون بہتا تھا نبی شکرِ خدا کرتا تھا اور عبرت سے کمتا تھا
”کے بے جرات جو قوم اپنے نبی کا خون بہانے کی
الہی عفو کر دے اور نظر دے ناپاسوں کو
نہ جانے کیا تھے یہ راز و نیاز و آرزو مندی
زبان وحی پر اک پاک آیہ جس گھڑی آیا
صحابہ سے مخاطب ہو کے حضرت نے یہ فرمایا

۱۷ حضرت بو عبیدہ ابن الجراح نے اپنے دانتوں میں کڑیاں دبائیں اور انتہائی زور سے کھینچا۔ کڑیاں تو بائبل آئیں۔ مگر حضرت
بو عبیدہ کے دو سامنے کے دانت ٹوٹ گئے اور وہ پیٹھ کے بل زمین پر جا گرے۔ (تاریخ العمران)

۱۸ خون تیزی کے ساتھ بہ رہا تھا۔ حضور اس خون کو دونوں ہاتھوں سے چہرے پر ملتے تھے اور عبرت سے فرماتے
تھے: ”اس قوم کی فلاح کیسے ہوگی۔ جو اپنے نبی کا خون گراتی ہے۔“ (تاریخ العمران)

۱۹ اس موقع پر ایک آیت اتری لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔ تم کو اس معاملہ میں اختیار نہیں۔
(پہ آں عمران ع ۱۳۸) (ارشادِ حکمتہ)

اگرچہ اہل ناحق حق پہ دھاوا کر کے آئیں گے مگر آئندہ ہرگز فتح و فیروزی نہ پائیں گے
چمک اٹھے یہ سن کر رنگِ رخِ عالی نہادوں کے
نویدِ امنِ جھلکی تہ میں آخرانِ فسادوں کے

نبی کی پیاس اور آبِ نایاب

لہو تھمتا نہ تھا پیشانی و رخسارِ انور سے لبِ دندانِ پہ بھی ضربِ شدید آئی تھی پتھر سے
تھا اس دمِ درد کا احساس بھی اصحابِ اکبر کو لگی تھی انتہائی پیاس بھی ساقی کو شر کو
فرازِ کوہ تھا یہ اس جگہ کیاب تھا پانی صحابہ کر رہے تھے جستجو تا حدِ امکانی
فرشتے دیکھتے تھے حوصلے دنیائے فانی کے برائے ساقی کو زرنہ تھے دو گھونٹ پانی کے
ملا تو اک جگہ لیکن بہت ناصاف سا پانی اکٹھا ہو گیا تھا اک گڑھے میں آبِ بارانی

لہ رسول اللہ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ اب مشرکین کبھی ایسی فیروزی کو نہ پہنچیں گے (تاریخ العمران)
لہ رخسار کے زخم سے اور ضربِ پیشانی سے لہو نہ تھمتا تھا۔ رسول اللہ کو پیاس کی شدت تھی۔ ایک چٹانی گڑھے میں پانی جمع ہو
گیا تھا۔ اگرچہ ناصاف تھا۔ علی المرتضیٰؓ میں اس گڑھے سے پانی لائے۔ مگر رسول اللہ اس کو نہ پی سکے۔ اس معاملہ
میں آپ کا مزاج بے حد نازک تھا۔ بوبرداشت نہ ہوئی۔ آپ نے اس پانی سے کلیاں کیں اور لب سے خون
صاف فرمایا۔ (تاریخ العمران)

علی المرتضیٰ اس کو سپر میں بھر کے لے آئے نبیؐ نے کلیاں فرمائیں اس سے زخم دھلوائے
یہ پانی پی سکا ہرگز نہ وہ پیکرِ نظامت کا
ہو پانی کی بُو سے دل منغص شانِ رحمت کا

زخمیوں کو پانی مل رہا تھا

وفاتِ ذاتِ ہادیؑ کی سنی تھیں جب کہ افواہیں
صحابیات ہر سو دھونڈتی پھرتی تھیں ہادیؑ کو
وہ مشکیزوں میں کاریزوں سے پانی بھر کے لاتی تھیں
رضا کارانہ ساری بیبیاں خدمت پر عامل تھیں
مگر اب تشنہ لب تھا کوثر و تسنیم کا ساقی
پلاتی ہوں جہاں اُمت کو اُمّ المؤمنین پانی
صحابہؓ نے سوئے کاریز چند اصحابِ دوڑائے
تو ہر خورد و کلاں نے لی تھیں اس میدان کی آہیں
عقیدت آنسوؤں سے ترکے دیتی تھی وادی کو
یہ پانی زخم خوردوں اور پیاسوں کو پلاتی تھیں
جنابِ عائشہؓ صدیقہ بھی ان ہی میں شامل تھیں
تو مشکیزوں کے اندر بوند پانی کی نہ تھی باقی
وہیں نایاب بہرِ رحمتہ للعالمین پانی
تو ابنِ مسلمہؓ مشکیزہ آبِ صاف کالائے

۱۔ حضرت عائشہؓ، اُمّ سلیمہؓ جو حضرت انسؓ کی ماں تھیں اور اُمّ سلیطہؓ زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

۲۔ خاتونِ اسلامی معرکہ گادہ میں ایک زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں حضرت محمد ابنِ مسلمہؓ ان کے پاس پہنچے مگر عجیب وقت
تھا کہ پانی ان کے مشکیزوں میں بھی ختم ہو گیا تھا۔ دُور کاریز سے پانی لئے تو آپ نے نوش فرمایا۔ (تاریخ العمران)

غرض اس سخت کوشی سے غرض اس جانفشانی سے
بجھائی ساقی کو ترنے پیاس اک جڑ پانی سے

جنابِ فاطمہ الزہرا کی تشریف آوری

جنابِ فاطمہ زہرا نبیؐ کی لاڈلی دختر
مجتبت جن کی تھی ہر وقت حرزِ جانِ پیغمبرؐ
پدر کی جستجو کرتی ہوئی تشریف لے آئیں
گھٹائیں آنسوؤں کی زخمِ پیغمبرؐ پر بسائیں
علیؑ المرتضیٰ پانی سپر میں بھر کے لاتے تھے
ہوئے پدر کا دستِ زہرا دھوتے جاتے تھے!

بھرا زخموں میں پشمینہ جلا کر دستِ دختر نے
ہو اب تمہم گیات کین پائی رُوئے نور نے

قریشی عورتیں اور شہیدانِ اسلام

جہاں پر معرکہ گذرا تھا غم انگیز منظر تھا
شہیدانِ وفا لیٹے تھے رقت خیز منظر تھا
نظر آتی تھی سفاکی یہاں بے پردہ و عریاں
لئے پھرتی تھیں ہر جانب قریشی عورتیں چھریاں

۱۰ حضرت فاطمہ الزہراؑ باپ کی خدمت میں آئیں۔ حضرت علیؑ سپر میں پانی بھر بھر کر لاتے تھے حضرت فاطمہؑ نے
اس پانی سے باپ کے زخم دھوئے پشمینہ جلا کر زخموں میں بھرا۔ (طبری)

۱۱ اس وقت ہند اور اس کے ساتھ والیوں کی یہ حالت تھی کہ میدان میں دوڑی دوڑی پھرتی تھیں۔ شہدائے
اُحد کی ناکوں اور کانوں کو کاٹ کاٹ کر بار بناتی تھیں۔ (خاتم المسلیین)

تھے چہرے بوسہ گاہِ مہرجن نورِ آفریدیوں کے
فلک نے کینہِ اہلِ زمیں ایسا نہ دیکھا تھا

زمیں پر گوشِ و بینی کٹ رہے تھے اُن شہیدوں کے
شہیدوں پر ستم ہوتا کہیں ایسا نہ دیکھا تھا

سپہ سالارِ قریش اور تفتیشِ حالات

قریش اب ہٹ گئے تھے جنگ کا میدان تھا خالی
ابوسفیان کے دل میں کوئی کاٹا سا کھٹکتا تھا

جبلِ پر اُس نے دیکھا جب گروہِ اہلِ ایماں کو
یہ منظر شاق گذرا اُس کی نحوئے خود پسندی پر

پکارا کیا محمد بھی ہیں شامل اسِ جماعت میں
یہ چلایا ابو بکرؓ و عمرؓ کا نام لے لے کر

نہ پایا اہلِ ایماں سے جواب اپنے سوالوں کا
کہا لاریب وہ میدان میں مارے گئے سارے

اسی رفعت پر تھے تشریف فرما حضرتِ عالی
یہ کس کی جستجو تھی، کس لئے ہر سو بھٹکتا تھا

تو سو جھی جستجوئے حال کی اس مردِ ناداں کو
چڑھا بتیاب ہو کر اک مقابل کی بلندی پر

مگر بولانہ کوئی بھی گروہِ اہلِ طاعت میں
رہے خاموش مومن اب بھی حسبِ محکمِ پیغمبرؐ

تو گویا خواب میں چہرہ چمک اٹھا خیالوں کا
ہم اس چوگان میں جیتے وہ اس چوگان میں ہارے

۱۔ ابوسفیان سامنے کی پہاڑی پر چڑھ کر پکارا۔ یہاں محمدؐ ہیں؟ آپ نے حکم دیا کوئی جواب نہ دے۔ ابوسفیان نے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کا نام لے کر پکارا۔ اب بھی کسی نے جواب نہ دیا۔
۲۔ جب کچھ آواز نہ آئی تو بولاسب مارے گئے۔

(سیرت النبیؐ)
(سیرت النبیؐ)

حضرت عمرؓ کی بیانی جواب

دلِ فاروقِ اعظم میں نہ تھا اب ضبط کا یارا
خدا بھی حاضر و ناظر ہے قائم ہے خدائی بھی
تسے اقوال کا ہر حرف ہے ان کی سماعت میں
وہ سب افراد جو تیرے لئے سامانِ ذلت ہیں

کہا او دشمنِ حق، دیکھ لے قدرت کا نظارا
پیمبر بھی سلامت زندہ ہیں ان کے فدائی بھی
محمد مصطفیٰ موجود ہیں اپنی جماعت میں
خدا کے فضل سے زندہ ہیں بزمِ افروزِ ذلت میں

ابوسفیان کا اظہارِ تفاخر اور صحابہ کا جواب

اٹھا جب نعرۂ فاروق ابوسفیاں کا دل بیٹھا
کہا دل نے کہ یہ موقع ہے اظہارِ تفاخر کا
کیا نعرۂ خدایانِ عرب میں ہے ہبل برتر
اُدھر لب پر "لنا العزى ولا عزى لكم" آیا

ہوا محسوس ابھی جیسے طلسمِ آب و گل بیٹھا
یہی ردِ عمل ہے خفت و سرخ و تکدر کا
صحابہ نے کہا "اللہ اعلى واجل برتر"
جواب "اللہ مولینا و لا مولیٰ لکم" پایا

۱۔ حضرت عمرؓ کو تاب نہ رہی جھنجھلا کے بولے او دشمنِ خدا۔ خدا کے فضل سے ہم زندہ سلامت ہیں اور انشاء اللہ تم کو ذلیل کریں گے۔
(تاریخ العمران)

۲۔ ابوسفیان نے کہا۔ اعلیٰ ہبل۔ اے ہبل تو اونچا۔ صحابہ نے آنحضرتؐ کے حکم سے جواب دیا۔ خدا اونچا اور بڑا ہے۔

۳۔ ابوسفیان نے کہا۔ ہمارے پاس عزتی (بُت) ہے۔ تمہارے پاس نہیں۔ صحابہ نے جواب دیا۔ ہمارا مالک خدا ہے۔ تمہارا کوئی مالک نہیں۔

کما اُس نے کہ یہ دن انتقامِ بدر کا دن ہے
 محمد کے بہت سی پیروں کو ہم نے مارا ہے
 ہمارے فوجیوں نے گوشِ دینی بھی بہت کاٹے
 نہ تھا ایامِری جانب سے گو یہودہ باتوں کا
 محمد سے کہو ہم سالِ آئندہ پھر آئیں گے
 رسالت نے یہ دعوتِ جنگ کی منظور فرمائی

سبھی کچھ آج جائز ہے فساد و غدر کا دن ہے
 بہت سے سرفرازوں کو عدم کے گھاٹ اتارا ہے
 کلیجے بھی چبائے عورتوں نے خون بھی چاٹے
 مگر افسوس بھی مجھ کو نہیں ان واردتوں کا
 سرسیدیاں قریشی قوم کی شوکت دکھائیں گے
 ابوسفیان اب چپکے سے میدان کر گیا خالی

منظر بعد جنگ

بالآخر شام کی منزل پہ روزِ بولناک آیا
 بہا تھا خونِ حسرتِ زندگی کی جو باروں سے
 شفق تھی یا شہیدوں کے لہونے گل کھلائے تھے
 فلک نے دیکھ کر رنگِ وفا نورِ آفریدیوں کا

اقامت گاہ پر دن کا سپاہی سینہ چاک آیا
 لبالب ہو کے چھلکا جام گیتی کے کناروں سے
 زمیں کے داغ اُبھرے تھی افق کے رخ پہ چھائے تھے
 جسیں پرل لیا تھا خونِ اسلامی شہیدوں کا

۱۵ ابوسفیان نے کہا۔ آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے۔ فوج کے لوگوں نے مقتولوں کے ناک کاٹ لئے ہیں۔ میں نے یہ حکم نہ دیا تھا۔ مگر مجھ کو معلوم ہوا تو کچھ رنج نہیں ہوا۔ (سیرت النبی)

۱۶ ابوسفیان نے پکار کر کہا کہ پار سال پھر ہمارا تم سے مقابلہ ہوگا۔ رسول اللہ کے ارشاد کے مطابق صحابہ نے جواب دیا۔ منظور ہے۔ (ارشادِ الحکمت)

سکت باقی نہیں تھی خاک میں ہنگامہ کوشی کی
 نظر آئی رخ آفاق پر جب خون کی لالی
 اگرچہ لگ گیا تھا کارواں اہل شرارت کا
 کہیں بازو کہیں سر تھے کہیں تن خون آلودہ
 کہیں ناوک تھے افتادہ کہیں ٹکڑے کمانوں کے
 یہ ریگ و سنگ کا خطہ گماں تھا جس پہ بنجر کا
 عجب مضمون رنگیں تھے یہ تختے سنگریزوں کے
 کہیں اُلجھے ہوئے تھے پھروں سے چیتھڑے گیلے
 کہیں چھوٹے ہوئے مغفر کہیں زہیں تھیں افتادہ
 بقیہ تھا یہ انسانوں کے جوش و کبر و مستی کا

پڑی تھی زندگی اور مھے ہوئے چادر خموشی کی
 اُحد کی وادیاں غارت گروں سے ہو گئیں خالی
 مگر کبھرا پڑا تھا اک فسانہ قتل و غارت کا
 گمے تھے جس طرح شاخیں شکستہ خشک فرودہ
 کہیں شمشیر کے قبضے کہیں ریزے تھم میاںوں کے
 پھلا پھولا تھا اس میں کھیت ہر سو تیغ و خنجر کا
 تھے سجدہ ریزان پر سقلم ہو ہو کے نیزوں کے
 کہیں مقتول گھوٹے بھوری بھوری ریت کے ٹیلے
 کہیں ٹوٹی ہوئی ڈھالیں کوئی نقشیں کوئی سادہ
 یہ منظر آخری تھا خود گری و خود شکستی کا

”شہادت گاہ میں“

کجا ہنگامہ محشر، کجا عام فرموشی
 بہر سو خونچکاں لاشے پڑے تھے ان شریفوں کے
 مسلط تھی فضاؤں پر عجب عبرت کی مدہوشی
 جو حامی بن کے آئے تھے غلاموں کے ضعیفوں کے

لہو سے غسل فرما کر، نہا کر با وضو ہو کر
 یہ بندے اس زمیں پر فرض ادا کرنے کو آئے تھے
 زمیں پر سو رہی تھی آج بیشک مُشتِ خاک ان کی
 ادب ملحوظ تھا اس خوابِ احت کا فضاؤں کو
 فرشتے بھی یہاں کرتے نہ تھے اقدامِ سرگوشی
 اچانک اس فضا میں ایک صوتِ جانفز گونجی
 ہوا اعلانِ عالم میں خُدا کی بادشاہی کا
 زمین و آسماں میں گونج اٹھی توحید کی نوبت
 ادائے فرض کو بھولے نہ تھے اللہ کے غازی
 خُدا بخشے نہ استحکام کیوں ان کی اقامت کو
 جھکا دیں پیشِ حقِ پشانیوں سجدہ گزاروں نے
 ہوئی تھی اس ادا سے سجدہ ریز اولاد آدم کی
 یہ سجدے آئے تھم ہیے میں ان اخلاص مندوں کے
 یہی سجدے تھے ایوانِ عبودیت کی قندیلیں

خُدا کے رُوبرو آئے تھے بندے سُرخ رو ہو کر
 قضا کو زندگی کا قرض ادا کرنے کو آئے تھے
 مگر گرمِ عمل تھی جاگتی تھی جانِ پاک ان کی
 ہوا کے آنچلوں سے باندھ رکھا تھا صداؤں کو
 مُسلل ایک سٹانا، مُسلل ایک خاموشی
 فرازِ کوہ سے اللہ اکبر کی صدا گونجی
 محمد کی رسالت اور توحیدِ الہی کا
 جہاں ودشت میں سجنے لگی تائید کی نوبت
 صفیں باندھے کھڑے تھے زخمِ خوردہ بعدِ بازی
 امام المرسلین موجود ہوں جن کی امامت کو
 یہ منظر دیکھنے کو کھول دیں آنکھیں ستاروں نے
 کہ سجدے بن گئے تھے زینتِ عرشِ عظمیٰ کی
 جنہیں سجدے نے خود چُن لیا تھا اپنے بندوں سے
 فرشتوں کے لئے روشن دلیلیں اور تمثیلیں

جبیں پرتازہ گل کھائے ہوئے گل پہرین سجدے
یہی سجدے تھے جو تخلیق انسانی کا حاصل تھے
یہ وہ ساجد تھے محمودِ دو عالم تھا مقام ان کا
بہارِ زخم سے لاریب تن تھی داغ داغ ان کے
سجے تھے زخم تن پر درد کو دل سے لگائے تھے
تھا بیشک ظاہری آئینہ تن چورچوران کا
خُدا نے کر دیا تھا دشمنوں کو دفع میدان سے
شہیدوں سے شہادت گاہ کی زمین باقی تھی

لہو میں غسل فرمائے ہوئے رشکِ چمن سجدے
کہ ان سجدوں کے ساجد زندگی میں حق سے وصل تھے
خدا معبود تھا ان کا محمد تھا امام ان کا
مگر لذت کچھ ایسی تھی کہ دل تھے باغ باغ ان کے
کہ بندوں نے خُدا کی اہ میں یہ داغ کھائے تھے
مگر پرتو فلکن تھا عکس باطن دُور دوران کا
مگر باقی تھی اک خدمت ابھی فوجِ مُسلمان سے
پڑی تھیں ملتیں جن کی ابھی تدفین باقی تھی

شہدائے اُحد کی تکفین و تدفین

ہمہ تن چشم تھیں رُوحیں قدومِ باسعادت کی
فرازِ کوہ سے وہ درد مند بے کساں اُترا
وہ جن کی جامہ زیبی کے زمانے میں تھے افسانے
جراحت نے کئے تھے قطع رنگیں پہرین ان کے
شہادت کا مبشر شاہدِ حالِ شہیداں تھا

کہ شاہدِ خود ادا میں دیکھ لے حُسنِ شہادت کی
تسارے دفن کرنے کو زمیں پر آسماں اُترا
پڑے تھے بے کفن خاکِ اُحد پر لبیاں تانے
یہی طبعِ شادی بن گئے تھے اب کفن ان کے
کہ چادر تک نہ تھی پوری زمانہ تنگ اماں تھا

تھے خون و خاک ہی ملبوس اجسامِ شہیدان کے
 یہ سب ہمزنگ تھے توحید کے ذوقِ لقینی سے
 اعزہ بھی انہیں پہچانتے تھے آج دقت سے
 بظاہر گوشِ و بینی سے تو مستغنی تھے یہ چہرے
 نگاہِ مہرِ حضرت نے جو چادران پر ڈالی تھی
 دیا تھا غسلِ آبِ تیغ نے خونِ جراحت نے
 لباسِ عارضی کے یہ جانے تھے نہ شرمندہ

گیاہِ خشک نے حکمِ نبی سے ان کے تن ڈھانکے
 ہونے تھے آج ہم صورتِ بریدِ گوشِ و بینی سے
 رسول اللہ کی آنکھیں تھیں پر نمِ فرطِ رقت سے
 مگر ان پر سچھاور تھے بقائے نام کے سہرے
 یہی چادرِ ابد تک ضامنِ فرخندہِ فالی تھی
 سنبھالا ان کو ٹھپولوں کی طرح دامنِ احت سے
 کہ یہ اصحاب تھے دونوں جہاں میں زندہ پائندہ

نبی کی ٹھوپھی حضرت صفیہؓ میتِ حمزہؓ پر

بوجہ کی میت پر گذر شانِ رسالت کا تاثر دیدنی تھا مہرِ تاباں کی جلالت کا
 صفیہ بنتِ عبدالمطلب ہمیشہ حمزہؓ کی بہت تھی جن کے دل میں عزت و توقیرِ حمزہؓ کی

۱۔ مصعب بن عمیرؓ علمبردارِ اسلام جاہلیت میں مکہ کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ خوش پوش اور جامہ زیب سمجھے جاتے تھے۔ آج یہاں اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ جس سے پورا بدن ڈھک سکے۔ پاؤں ڈھانکتے تو منرنگا ہو جاتا اور سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے۔ چنانچہ حضرت بحکم سے سر کپڑے سے ڈھانک کر پاؤں کو گھاس سے چھپا دیا گیا۔ (تاریخ الامران) ۲۔ آنحضرتؐ فرمایا جو کپڑے شہدائے بدن پر ہیں اسی طرح رہنے دیے جائیں۔ ہاں اگر کسی کے پاس زائد کپڑا ہو تو اوپر سے لپیٹ دیا جائے۔ چنانچہ شہدار اسی خون میں لتھڑے ہوئے دفن کئے گئے (ابن ہشام و طبری)

یہاں تشریف لائیں اپنے بھائی کی زیارت کو
 زبیر ابن العوامؓ ان کے پسر تھے پاس حضرت کے
 کہا "روکو میری پھوپھی کو، میت تک نہ آنے دو
 الم انگیز ہے قطع و برید چہرہ حمزہؓ
 پسر نے جا کے مادر کو مگر جس وقت سمجھایا
 گئیں وہ میتِ حمزہؓ پہ روئیں اور نہ چلائیں
 مسلمانو! یہ امت تھی رضا پر کس قدر راضی
 جہاد فی سبیل اللہ پر ہو کر کمر بستہ
 اداۓ فرض کرنے کے لئے مرنے کے ارماں میں
 خدا و مصطفیٰ کے دشمنوں پر موت برسا کر
 سمجھ لو اس نے اپنی منزل مقصود پالی ہے
 خدا کے اور ملت کے فدائی کی زیارت کو
 بھوئے ان پر ہویدا اس گھڑی احساسِ حضرت کے
 دل زخمی کو ان کے یہ نیا چرکانہ کھانے دو
 بہن کو رنج دے شاید یہ دیدِ چہرہ حمزہؓ
 تو قلبِ مسلمہ ہر حال میں صبر آشنا پایا
 نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں
 بناؤ درسِ حال اس کو نہ سمجھو قصہ ماضی
 لیا ہو جس مجاہد نے شہادت گاہ کا راستہ
 رضائے حق طلب کرتا ہوا نکلا ہو میداں میں
 وہ گر جائے اگر میدان میں تیر اجل کھا کر
 یہ اس کے خون کی لالی نہیں چہرے کی لالی ہے

۱۵ آنحضرت جب حمزہ کی نمش پر پہنچے تو ایک رقت طاری ہو گئی۔ کیونکہ حمزہ کی نمش بہت بگاڑ دی گئی تھی۔ آپ نے غم و رنج کے الفاظ بھی فرمائے۔ مگر بدلہ نہیں لیا۔

۱۶ آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب مدینے سے نکل کر آئیں۔ آنحضرت نہیں چاہتے تھے کہ بہن اپنے بھائی کو اس حال میں دیکھے۔ مگر حضرت صفیہؓ نے صبر و شکر کا وعدہ کیا۔ میت پر آئیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتی چلی گئیں۔

(ابن ہشام)

وہ زندوں سے زیادہ زندہ ہی پھر اُس کا غم کیسا بہت مسرور ہو وہ، اُس پہ رونائیوں، الم کیسا؟ ہمیں لازم ہے راہِ حق میں اس کی پیروی کرنا

سپر کر دے جو بہرِ دین و ملت سر بھی سینہ بھی

مبارک اس کا مرنا بھی مبارک اس کا جینا بھی

مگر ہاں وہ کمینہ ہاں وہ بزدل ہاں وہ ڈولت کہ جس کی زسیت بھی لعنت ہے جس کی موت بھی لعنت بوقتِ جنگ جو نامرد اپنی صف سے کتر کر پناہیں ڈھونڈتا ہو دشمنوں کی فوج میں جا کر جسے سوجھی ہو ملت کے مقاصد ہی سے غداری ہمیں لازم ہے اس کے لاشہ ناپاک پر زاری وہ زندہ جو تہِ دامنِ احسانِ علامی ہے کرو خوب اس کا ماتم کیونکہ یہ مرگِ دوامی ہے

تدفین کے بعد

شہادت گاہ تھی اور نور کے خاموش نطائے اُحد کی سرزمین پر چاند تھا، افلاک پر تائے متاعِ نور کی زیر زمیں تدفین ہوتی تھی فلک پر انتظام و ضبط کی تحسین ہوتی تھی شہیدوں میں نبی کے یوں تو سب یا رن ہم تھے جنہیں قرآن زیادہ یاد تھا اس دم مقدم تھے

لے اُحد میں دو دو شہیدوں کو ملا کر دفن کیا گیا۔ مقدم اس کو کیا جاتا تھا جسے قرآن زیادہ یاد تھا (تاریخ العمران، طبری)

نبیؐ نے اس طرح ستر خزانے دفن فرمائے
اڑھا کر تربتوں کو چادریں آمرزگاری کی
ہووا ارشاد چند افراد ہو کر سر بکف جائیں
اگر مکے کی جانب جائے ہوں وہ تو بہتر ہے
مدینے پر پلٹ پڑنے کی نیت ہو اگر ان کی
پلٹ آئے اگر دشمن مدینے کے ضعیفوں پر
تو اللہ کی قسم جس پر خدا جان محمد ہے
محمدؐ آخری دم تک لڑے گا فوج اعدا سے
یہ سنتے ہی بنایا ایک دستہ جاں نثاروں نے
گیا بہر سرِ غِ دشمنان اصحاب کا دستہ
جماعت زخم خوردہ ساتھیوں کی ساتھ ساتھ اس کے

کہ اک اک قبر میں دو دو یگانے دفن فرمائے
توجہ ہو گئی سوئے مدینہ غمگساری کی
قریشی فوج کا رخ کس طرف ہے یہ خبر لائیں
کہ ان کے واسطے تقدیر سے اک دن مقرر ہے
تو جلد از جلد آؤ اور پہنچاؤ خبر ان کی
مسلمان شہریوں پر اور یا ان کے حلیفوں پر
جو آقائے محمدؐ ہے نگہبان محمدؐ ہے
ہٹائے گا انہیں یا جا ملے گا اپنے آقائے
تھکے ہاروں شکستہ بازوؤں سینہ فگاروں نے
مدینے کے محافظ نے مدینے کا لیا راستہ
سہارا دے رہے تھو دو جہاں والوں کو ہاتھ اس کے

لے آپ نے قریش کے تعاقب میں آدمی بھیجے اور فرمایا کہ دیکھو ان کا رخ کدھر ہے۔ اور اگر ان کی نیت بخیر نہیں تو
اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے میں آخر تک ان سے لڑوں گا (طبری - ابن ہشام)

عقیدت اور تسلی

خبر وحشت اثر تھی فرقت جانِ مدینہ کی
 مساکین و یتامی کی المناکی نمایاں تھی
 اُحد میں لڑنے والے غازیوں کی مُضطرب مائیں
 نکل کر شہر سے ہر سو پٹے پھرتے تھے راہوں میں
 چلی تھی اک ضعیفہ جستجوئے حال کرنے،
 گئے تھے جنگ میں اس کا برادر اور شوہر بھی
 ملے رستے میں ان سب کی شہادت کے پیام اس کو
 مگر اس کی زباں پر ایک ہی اسمِ گرامی تھا
 نہ شوہر کا نہ بیٹوں کا نہ بھائی کا خیال آیا
 رسول اللہ سلامت ہیں ملی اس کو نویدِ آخر
 کہا چل کر دکھا دو، مجھ کو صورتِ کملی والے کی
 نظر آیا کہ ہاں جلوہ فگن طور تجلی ہے
 تسلی ہے پناہ بے کسال زندہ سلامت سے،
 نہ پوچھو دلفگاری سینہ چاکانِ مدینہ کی
 کہ ان پر جوشِ رحمت کی نہ غایت تھی نہ پایاں تھی
 شہیدانِ وفا کے بالِ بچے اور بیوائیں
 یہ شب کیا تھی جہاں تاریک تھا ان کی نگاہوں میں
 کسی اچھی خبر کا بڑھ کے استقبال کرنے کو
 پنچھا اور کر نیے تھے اس نے فرزندوں کے گوہر بھی
 سنا ہی سنا تے جا رہے تھے خاصِ عام اس کو
 اسی کا نام نامی تھا جو مظلوموں کا حامی تھا
 ”رسول اللہ کیسے ہیں؟“ یہی لبِ پرسوال آیا
 شبِ غم میں نظر آئی ضیائے صبحِ عیدِ آخر
 کہ ان تاریک آنکھوں کو ضرورت ہی اُجالے کی
 پکار اُٹھی کہ اب میری تسلی ہی تسلی ہے
 کوئی پروا نہیں سارا جہاں زندہ سلامت سے